بہادر شاہ ظفر
کے شب و روز
ضیاء الدین لاہوری

بہادر شاہ ظفر
کے شب و روز

مرتبہ

ضیاء الدین لاہوری

علم و عرفان پبلشرز
34 اردو بازار، لاہور۔ فون 7232336 7352332
E-Mail:ilmoirfanpublishers@hotmail.com

نام کتاب	....	بہادر شاہ ظفر کے شب و روز
مصنف	....	ضیاء الدین لاہوری
ناشر	....	علم و عرفان پبلشرز' لاہور
مطبع	....	جوہر رحمانیہ پرنٹرز' لاہور
سرورق	....	محمد خرم عمر
کمپوزنگ	....	انیس احمد
سنِ اشاعت	....	اکتوبر 2004ء
قیمت	....	150/- روپے

☆......ملنے کے پتے......☆

علم و عرفان پبلشرز
34-اُردو بازار' لاہور فون:7352332

مشتاق بک کارنر
الکریم مارکیٹ اُردو بازار' لاہور

کتاب گھر
کمیٹی چوک' راولپنڈی فون:5552929

اشرف بک ایجنسی
کمیٹی چوک' راولپنڈی فون:5531610

رحمٰن بک ہاؤس
اُردو بازار' کراچی

ویلکم بک پورٹ
اُردو بازار' کراچی

ترتیب

بیکار سلاطین اور شہزادوں کے مشغلے

انتظام و انصرام

انگریز اور شاہِ دہلی

ولی عہدی کے قضیے اور فرنگی منصوبے

اخبار عہدِ ظفر

عرضِ احوال

مغلیہ دور کی تاریخ میں اورنگ زیب عالمگیر کے بعد جو بادشاہ ملکی اور غیر ملکی اہلِ قلم افراد کے تذکروں کا مرکز بنا وہ اس خاندان کا آخری چراغ بہادر شاہ ظفر ہے۔ حکمرانی کا جو کلچر ان بادشاہوں کے دور میں تھا' آج بالکل بدل چکا ہے اور ہم اس کا ایک تصوراتی نقشہ تاریخی کتب ہی کے ذریعہ معلوم کرسکتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ ان میں کئی جگہ دانستہ یا غیر دانستہ طور پر غلط باتوں کی آمیزش ہے۔ جنگِ آزادی 1857ء کے صحیح واقعات کی تلاش میں اُس وقت کے روزناچوں اور اخبارات کی تحریروں سے بہت سے اقتباسات میرے مطالعہ میں آئے۔ ان سے بہادر شاہ ظفر کے عہد کی ایک ایسی تصویر سامنے آتی ہے جس میں تاریخی اغلاط اور تصوراتی اڑانوں کا دخل نہیں۔ جو کچھ اُن دنوں ہو رہا تھا اس کی تفصیلات سرکاری اور غیر سرکاری روزناچوں میں درج ہوتے رہنے کے ساتھ ساتھ اخبارات کی زینت بھی بنتی رہتی تھیں۔ 1857ء میں محصور دہلی اور اس کے مضافات میں جو کچھ ہوا' براہِ راست رپورٹوں کے ذریعہ سے اس کی تدوین میرے تالیفی منصوبے کا الگ موضوع ہے البتہ اس سے قبل اس عہد میں مغل دربار اور اس کے متعلق جو تفصیلات مہیا ہوئیں اُن سے "بہادر شاہ ظفر کے شب و روز" کی ایک نہایت قابلِ اعتنا تصویر سامنے آتی ہے اور قاری یوں محسوس کرتا ہے کہ وہ گزشتہ دور کے ایک فرد کی حیثیت سے اُس وقت کے حالات کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ بادشاہ اور اس کے خاندان کے افراد کی مصروفیات کا کیا عالم تھا؟ اُن کے مشغلات کس نوعیت کے تھے؟ اُمرا اور خواص کی ترجیحات کیا تھیں؟ عوام الناس میں شاہی مراتب کا کیا مقام تھا اور شاہی دربار اُن کی روز مرہ کی زندگی میں کس حد تک اثر انداز تھا؟ انگریزوں کی نظر میں

مغل دربار کی کیا حیثیت تھی؟ بادشاہ کے اختیارات کا حدود اربعہ کیا تھا؟ میں نے اِن سوالات پر
کوئی رائے زنی نہیں کی بلکہ اس امر کو ترجیح دی ہے کہ خود قارئین مطالعہ کرتے ہوئے ان
کے جوابات بہتر طور پر اخذ کریں گے۔ ریاستی امور میں دخل اندازی کے علاوہ مغل دربار کے
اختیارات محدود کرتے رہنے کے مسلسل عمل میں انگریز کس قسم کی سازشوں میں مصروف
تھے؟ اپنے مقاصد کی برآوری کے لئے وہ کس طرح مخصوص حالات کو جنم دیتے تھے اور ایسے
مواقع پیدا کرنے میں بادشاہ اور اس کے خاندان کی اپنی کمزوریوں کا کس قدر حصہ تھا؟ ان
سوالات کی وضاحت شاہی قرضہ جات کی ادائیگی اور ولی عہدوں کے تقرر کے ضمن میں متعلقہ
واقعات کے تجزیہ اور دستاویزات کی شرائط سے ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تفصیلات
ہماری تاریخ کا ایک اہم باب ہیں جو عام قارئین کے علاوہ اس عہد کی تاریخ لکھنے والوں کے لئے
کارآمد ثابت ہوں گی۔ مجبوری ہے کہ محض چند سالوں کے مطبوعہ روزناچوں سے یہ کتاب
ترتیب دی جا سکی۔ اگر مزید سالوں کے روزنامچے دستیاب ہو جاتے تو موضوعات میں مزید
وسعت آجاتی اور شاہی دور کے مزید حالات پر روشنی پڑتی۔

اس کتاب کی اشاعت میں جناب شبیر احمد میواتی نے جو دلچسپی ظاہر کی اور حافظ محمد ندیم
صاحب نے اس کا عملی مظاہرہ کیا اس کے لئے میں ان کا بہت ممنون ہوں۔

الحقائق-17/6 آصف بلاک
علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

ضیاء الدین لاہوری

وضاحت

1844ء تا 1848ء کے حوالے سے پیش کی گئی عبارتیں فارسی اخبار "احسن الاخبار" بمبئی کے ترجمے سے منتخب کی گئی ہیں۔ ان کے ساتھ مندرج تاریخیں اخبار کی ہفتہ وار اشاعت سے متعلق ہیں، واقعات کے اصل روز کی نہیں۔ ان خبروں کی اشاعت کے متعلق یہ نکتہ ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ اُس زمانے کے ذرائع رسل و رسائل آج کے مقابلے میں بدرجہا سست تھے۔ خبریں دہلی سے کسی مقررہ روز بمبئی روانہ کی جاتیں، کئی دن بعد وہاں پہنچنے پر مروّجہ معمول کے مطابق اُن کی کتابت ہوتی اور پھر اخبار کی ہفتہ وار اشاعت کے روز منظرِ عام پر آتیں۔ ممکن ہے کہ بعض خبریں کبھی جگہ نہ ہونے کے باعث اُس ہفتے شامل نہ کی جا سکی ہوں یا کسی ہفتے اخبار کی اشاعت میں تعطل بھی واقع ہو گیا ہو، لہٰذا اصل واقعات اور اُن کی اشاعت میں کئی روز بلکہ چند ہفتوں تک کا فرق ہو سکتا ہے۔

اسی طرح 1849ء کے حوالے سے پیش کی گئی عبارتیں ریزیڈنٹ دہلی کی ڈائری کے ترجمے سے منتخب کردہ ہیں۔ یہ ڈائری ہفتے میں دو بار جمعہ اور منگل کے روز لکھی جاتی تھی، لہٰذا درج تاریخوں کے حوالے سے بیان کئے گئے واقعات ضروری نہیں کہ اُسی روز کے ہوں۔

یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ اس کتاب میں تمام عنوانات مرتّب کے قائم کردہ ہیں اور ایسا کرتے ہوئے متعلقہ عبارت کے مزاج کو برقرار رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

القابات کی وضاحت

روزنامچہ نویسوں نے شاہی دربار سے منسلک افراد کا جن القابات سے ذکر کیا ہے اس کی تفصیل یوں ہے:۔

بادشاہ : حضورِ والا۔ سرکارِ والا۔ جہاں پناہ۔ حضور پُرنور۔ حضورِ انور۔ حضورِ معلی۔ حضرتِ عالی۔ حضرت پیرو مرشد۔ حضرت شاہ جہاں۔ حضرت بادشاہ غازی۔ حضرت قدرِ قدرت۔ ظلِ سبحانی۔

ملکہ زینت محل : ملکۂ دوراں۔ ملکۂ عالی۔ ملکۂ اعلیٰ۔

انگریز ریزیڈنٹ دہلی : صاحب بہادر۔ صاحب کلاں۔ صاحب ایجنٹ۔ ایجنٹ کمشنر بہادر۔ (نواب) معظم الدولہ۔

شہزادے : مرشد زادے (موجودہ بادشاہ کی اولاد)

سلاطین (سابق بادشاہوں کی اولاد)

باب اول

شاہی شان وشکوہ

دربارِ شاہی کے مناظر

پُر تکلف زبان وبیان

اِدھر خورشید نے جلوہ گر ہو کر دنیا کو روشن کیا' اُدھر فروغ خاندان عالی شان گورگانی حضرت ظلِّ سبحانی خلد اللہ ملکہ نماز اور وظیفے سے فارغ ہو کر تسبیح خانے میں تختِ خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔ اراکینِ سلطنت رسومات کورنش و آداب بجلانے کے بعد عقیدت ونیازمندی کے ساتھ اپنی اپنی جگہ پر حاضر ہو گئے۔ سید قاسم علی خاں خلف میر قلندر علی خاں کو خلعت پنج پارچہ اور دو رقم جواہر عطا کیا گیا۔ سید قاسم علی خاں نے نذر پیش کر کے بادشاہ سلامت کی اس عظیم المرتبت مہربانی اور بخشش کا شکریہ ادا کیا۔ اہلِ دربار رخصت ہوئے تو زبدۃ الواصلین قدوۃ السالکین حضرت شاہ غلام نصیرالدین (عرف میاں کالے صاحب) ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ معرفت وحقائق کے دفتر کھلے۔ اس مبارک صحبت کے آخر میں علاقہ بخشی گری کے متعلق ہدایت علی خاں کے مقدمے کے کاغذات پیش کئے گئے۔ بادشاہ سلامت نے احترام الدولہ حکیم احسن اللہ خاں بہادر کو طلب کر کے یہ تمام کام سپرد کر دیا۔ قرہ باصرہ دولت' مدارالمہام امورِ سلطنت مرزا محمد شاہ رخ بہادر کا عریضہ نظر نواز سے گزرا۔ خیروعافیت کے حالات سے آگاہی ہوئی۔(یکم فروری 1845ء)

بادشاہ سلامت شام کے وقت باہر تشریف لائے۔ احترام الدولہ بہادر سعادت ملازمت

سے فائض ہوئے۔ حضورِ والا نے قرہ باصرہ خلافت' مدار المہام سلطنت مرزا محمد شاہ رخ بہادر کے مکان پر نزولِ اجلال فرمایا۔ صاحب عالم بہادر نے احترام و اعزاز کے ساتھ استقبال کیا اور خسروانہ عنایتوں کے مستحق ہوئے۔ (18 جولائی 1845ء)

آفتاب عالمتاب نے اپنی نورانی شعاعوں کو جب فضائے آسمانی میں پھیلایا تو فروغ خاندان عالی شان گورگانی' چراغ دودمان' نشان صاحب قرانی' حضرت قدر قدرت' قضا آیت' خورشید آیت' آسمان رفعت' بہرام صولت' کسریٰ حشمت' فریدوں سطوت' جمشید جاہ' کاؤس دست گاہ' سکندر شان' دارا دربان' سلیمان تمکین' سلطنت کین' مہر رحم' کواکب حشم' بحر حوصلہ' زمین لنگر' کوہ وقار سراج الدین محمد ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ ڈیوڑھی خاص سے باہر تشریف لا کر جھرنے پر جلوہ افروز ہوئے...... حضورِ معلی سیر و تفریح کے بعد محل معلی میں تشریف لے گئے' دربار فرمایا' اراکینِ سلطنت نے شرفِ حضوری حاصل کیا اور ادب کے ساتھ اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے' مرتبہ اور حیثیت کے مطابق سب کو عزت دی گئی۔ (8 اگست 1845ء)

نواب حامد علی خاں بہادر بادشاہ سلامت کے حسب الطلب لکھنؤ سے مجرے کے لئے حاضرِ خدمتِ اقدس ہوئے۔ ایک اشرفی' ایک ٹوپی' ایک کارچوبی رومال حضورِ انور کی خدمت میں اور ایک ٹوپی' ایک پیش قبض اور جامہ وار کا ایک تھان' ایک اطلس کی جوتی لکھنؤ کے تحائف میں سے مرزا شاہ رخ بہادر کی خدمت میں پیش کئے۔ پانچ روپے نواب زینت محل بیگم صاحبہ کی خدمت میں نذرانہ پیش کیا۔ بادشاہ سلامت کی پیش گاہ سے اور شہزادہ محمد شاہ رخ بہادر کی طرف سے بھی ایک ایک دوشالہ مرحمت کیا گیا۔ (8 مئی 1846ء)

حاضری کے آداب

(ظہیر دہلوی نے اس موضوع پر جو نقشہ کھینچا ہے وہ درج ذیل ہے:) "جو قرینے دربار سلاطینِ دہلی کے تھے سوائے سلطنت ایران کے کسی سلطنت یورپ میں مروج نہیں۔ دیوانِ خاص کے وسط میں تختِ طاؤس نصب ہوتا تھا اور بالائے تخت تکیہ زریں چوبہائے نقرہ ملمع طلائی پر نصب کیا جاتا تھا۔ تختِ طاؤس کے برابر چار گوشوں پر چار طاؤس طلائی میناکار نصب

ہوتے تھے اور ان کی منقاروں میں بڑے بڑے موتیوں کی مالائیں' جن میں زمرد کے گچھے ہوتے تھے' آویزاں ہوتی تھیں۔ تختِ طاؤس میں مسند تکیے لگائے جاتے تھے۔ جب بادشاہ دربار فرماتے' تختِ طاؤس کے دونوں پہلوؤں میں دو طرفہ دو صفیں درباراروں کی دست بستہ استادہ ہوتی تھیں۔ سب نیچی نگاہیں کئے کھڑے رہتے تھے۔ خاموش' مجال کیا ہے کہ کوئی کسی طرف دیکھ لے یا کھانس یا مسکرائے یا بات کرے۔ دربار کے دونوں گوشوں پر دو قطارا لکڑی بردار دو لکڑیاں سرخ لئے کھڑے رہتے تھے۔ ذرا سی کسی سے بے اعتدالی ہوئی اور گردن میں لکڑی ڈال کر دربار سے باہر کیا گیا۔ اور روٗسائے ہند کا سا دربار نہ تھا۔ دیوانِ خاص کے مقابل لال پردے کا دروازہ تھا' وہاں سرخ بانات کا پردہ کھچا رہتا تھا۔ جو شخص دروازہ میں سے داخل دیوانِ خاص ہوتا تھا پہلے لال پردے کے آگے آکر سلام گاہ پر استادہ ہوتا تھا' آداب و تسلیمات بجلاتا تھا اور تین سلام مؤدب بہت جھک کر بجلاتا تھا اور نقیب لال پردے کے برابر سے آواز لگاتا "ملاحظہ آداب ہے' آداب بجلاؤ' جہاں پناہ بادشاہ سلامت' عالم پناہ بادشاہ سلامت"۔ بعد اس کے وہ شخص سلامی چبوترے کے پہلو میں ہو کر عقب حمام کی جانب کے زینہ سے دیوانِ خاص کے چبوترہ پر چڑھتا اور نطیین خالی کرتا اور دیوانِ خاص میں جاکر دوبارہ دوسری سلام گاہ پر آداب بجلاتا اور نقیبِ دربار بطورِ اول آواز لگاتا اور سلام کراتا۔ اگر نذر گزرانی ہے تو سیدھا تخت کی طرف جاکر نذر پیش کرے گا اور بادشاہ نذر اٹھا کر نذر نثار کے داروغہ کو دے دیتے۔ نذر نثار کا داروغہ تخت کے پہلو میں استادہ رہتا تھا اور ایک متصدی لکھتا جاتا تھا۔ نذر دے کر' پھر پچھلے قدموں ہٹ کر سلام گاہ تک جاتا اور بہ قاعدہ اول پھر اُسی طرح آداب بجلاتا اور جہاں جاملتی صف دربار میں جاملتا تھا۔

تخت کے عقب میں خواص لوگ عہدے سے کھڑے رہتے تھے۔ وہ ہل ہما سے مگس رانی کرتے تھے۔ اگر کچھ عرض معروض کرنی ہے تو عرض بیگی دو صفوں میں دربار کے سرے پر کھڑے رہتے تھے۔ عرضی ان کو دے دی جاتی تھی اور وہ عرضی لے جاتے تھے' بادشاہ کے سامنے عرضی کو کھول کر ملاحظہ کرا دیتے تھے۔ پشت عرضی' عرض بیگی کی جانب ہوتی تھی۔ بعد ملاحظہ عرضی خواص قلم دان پیش کرتا تھا اور وہ بصورتِ آئینہ گھر کے مجوف تھا۔ اس میں قلم ہر

طرح کے رکھے رہتے تھے۔ عرضی کو اس پر رکھا گیا اور بادشاہ نے پنسل سے دستخط فرمادیئے۔ جس محکمہ کے نام حکم ہوا فوراً تعمیل ہو گئی۔ یہ قاعدے دربارِ شاہی کے تھے۔" (داستانِ غدر، صفحہ 36-37)

چند احکاماتِ شاہی

تمام شاہی خاص برداروں کو حکم ہوا کہ عمامہ اور سرخ دوپٹہ 'انگرکھا' زیر جامہ سفید زیب بدن کیا کریں۔ (10 اکتوبر 1845ء)

گیندا مل متصدی کو حکم ہوا کہ جو اُمرائے شاہی روز مرہ مجرے کے لئے حاضر ہوتے ہیں ان کی حاضری و غیر حاضری روزانہ ایک رجسٹر میں درج کی جایا کرے تاکہ غیر حاضر ہونے والے لوگوں کی تنخواہ بقدرِ غیر حاضری وضع کی جائے۔ (9 جنوری 1846ء)

حضورِ انور نے تمام مرشد زادگان اور سلاطین وغیرہ کو حکم دیا کہ ہمارے دربار میں آنے والوں کو مقررہ لباس کی پابندی ضروری ہے۔ ہر شخص کمر بستہ ہو اور دستار و کلاہ سر پر ہو۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اُمرا و رؤسا وغیرہ کو تخت کے سامنے کسی سواری پر سوار ہو کر آنے کی سخت ممانعت ہے۔ ہر امیر اس حکم کو ملحوظ رکھے اور کبھی اس کی خلاف ورزی نہ کرے۔ پھر چوبداروں کو حکم دیا گیا کہ دیوانِ خاص میں بلند آواز سے مجرے کی رسم کو ادا کیا کریں۔ (21 مئی 1847ء)

امورِ سلطنت کی انجام دہی

دن نکلے حضور جہاں پناہ نماز اوراد سے فارغ ہو کر آرام کے خیال سے محل معلی میں رونق افروز ہوئے۔ کچھ دیر کے بعد پھر برآمد ہوئے۔ زور آور چند بہادر اور رائے گیندا مل اور دوسرے اہل کاروں نے شرفِ نیاز حاصل کر کے عرض کیا کہ ابھی تک تنخواہ تقسیم نہیں ہوئی کیونکہ خزانے میں تین ہزار ایک سو روپے کی کمی ہے۔ رائے صاحب گیندا مل کے نام فرمان واجب الاذعان صادر ہوا کہ جس طرح ممکن ہو سکے تنخواہ داروں کی تنخواہ تقسیم کر دی جائے اور مبلغ چھ سو روپے جو تمہاری طرف نکلتے ہیں انہیں بھی تقسیم کرنے کے لئے اس رقم میں شامل کیا جائے۔ (18 جولائی 1845ء)

(ریزیڈنٹ معظم الدولہ بہادر کی) دو عرضیاں پیش ہوئیں کہ پرگنہ کوٹ قاسم کی آمدنی کا

روپیہ کس کی معرفت حضور کی خدمت میں بھیجا جائے۔ دوسری عرضی کا مضمون یہ تھا کہ منشی شیر خاں نے باغ چاندنی چوک کے ٹھیکے کا تمام و کمال روپیہ ادا کردیا اور اس کے ٹھیکے کی مدت بھی ختم ہو گئی۔ اب وہ دوبارہ پھر ٹھیکہ لینا چاہتا ہے۔ یہ بات حضور کو منظور ہے یا نہیں؟ رائے عالی سے مطلع فرمایئے۔ اس عرضی کے جواب میں حضور نے شقہ روانہ فرمایا کہ شیر علی خاں کو ہرگز باغ کا ٹھیکہ نہ دیا جائے کیونکہ اس نے رعیت پر بہت ظلم و ستم کیا ہے۔ ہمارے پاس اس کی بہت سی شکایتیں موصول ہوئی ہیں۔ (یکم اگست 1845ء)

معظم الدولہ بہادر کی عرضی نظرِانور سے گزری۔ شہر سے کچھ غلہ منگوایا تھا۔ عرضی کے ساتھ محصول کی معافی کا پروانۂ راہداری بھی تھا۔ حضور نے یہ عریضہ زور آور چند کے حوالے کردیا کہ اس کی تعمیل کی جائے۔ اور ایک شقہ کرامت مرقعہ ریزیڈنٹ معظم الدولہ بہادر کے نام لکھا کہ شیر علی خاں کی ٹھیکیداری میں جو مواضعات ہیں وہ اب مدت کے ختم ہونے کے بعد ان کو نہیں دیئے جائیں گے کیونکہ یہ رعایا کو اذیت و تکلیف پہنچاتے ہیں۔ مُہر سے آراستہ کرکے یہ شقہ تاج محمد خاں کے حوالے کردیا گیا۔ تاج الدولہ حاجی مرزا محمد بہادر کے نام حکم جاری ہوا کہ تنخواہ داروں کی تنخواہ تقسیم کردی جائے۔ شام کے وقت دربار میں تشریف آوری کا اتفاق نہیں ہوا۔ حصولِ اجازت کے بعد اہلِ دربار اپنے اپنے گھروں میں جانے کے لئے دربار سے رخصت ہو گئے۔ (8 اگست 1845ء)

حضور ظلِّ سبحانی نماز صبح ادا کرنے کے بعد محل معلی میں کلام اللہ شریف کی تحریر میں مصروف ہوئے .... راجہ دیبی سنگھ بہادر تخت خلافت کی پایہ بوسی سے مشرف ہوئے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کی عرضیاں پیش کرو جو شمع پور رہالی کے متعلق ہیں۔ یہ معلوم ہونا چاہیے کہ یہاں سے روپیہ قسط وار وصول ہوتا ہے یا نہیں اور ان دیہاتوں کے متعلق جو دوسری عرضیاں ہیں انہیں بھی پیش کرو۔ عرض کیا کہ متعلقہ اشخاص شہر میں گئے ہوئے ہیں' بیوپاریوں سے دریافت کرکے گوش گزار کیا جائے گا۔ پھر مرزا جلال الدین بہادر حاضر ہوئے اور ان مواضع کے مقدمہ کے بارے میں جو کچھ مناسب تھا عرض کیا۔ ارشادِ اقدس ہوا کہ شمع پور رہالی شرف الدولہ میرولایت کی تحویل میں تھا۔ اگر انہیں منظور ہے کہ بادشاہ سلامت کی

ظلِ عاطفت میں گذران کریں تو ابرا نامہ پیش کریں ورنہ پھر وہ اس قابل نہیں ہیں کہ کبھی دربار میں اپنا منہ دکھائیں۔ اس صورت میں ہمارا ارادہ یہ ہے کہ ان مواضع کو معظم الدولہ بہادر کے سپرد کیا جائے۔ شام کے وقت مرزا شاہ رخ بہادر نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ اس غلام نے شرف الدولہ بہادر سے ابرا نامہ داخل کرنے کے لئے بہت زیادہ تاکید کردی ہے۔ اس کے بعد حضورِ معلیٰ سوار ہو کر کنورنی کی طرف تشریف لے گئے اور سیروشکار میں معروف ہوئے۔ جب اس سے فراغت ہوئی تو محل معلیٰ میں واپس آگئے۔(24اگست1845ء)

خطابات سے سرفرازی

ریزیڈنٹ دہلی کے طویل خطاب میں اضافہ

اب سے پہلے جہاں پناہ بادشاہ دہلی ریزیڈنٹ دہلی کو اس خطاب سے یاد کیا کرتے تھے:

"فرزندِ ارجمند سلطانی معظم الدولہ امین الملک اختصاص یار خاں طامس تھیافلس مٹکاف بہادر فیروز جنگ۔"

آج ارشاد عالی ہوا' چونکہ انہوں نے قلعہ کی مرمت ودرستی کا کافی انتظام کردیا ہے' شاہی دیہات کے انتظام وانصرام اور بعض دوسرے کاموں کے سرانجام دینے میں امید سے زیادہ کوشش کی ہے اس لئے میں ان سے بہت زیادہ خوشنود ہوا۔ اس کے بعد حکیم احسن اللہ خاں کی طرف خطاب کرکے فرمایا: "مجھے صاحب کلاں معظم الدولہ بہادر کی خیر خواہی اور ہمدردی سے بہت خوشی حاصل ہوئی اس لئے دفتر خانے میں حکم دے دیا جائے کہ ان کے پورے القاب کے ساتھ فرزندِ ارجمند بجاں پیوندِ سلطانی" بھی ضرور لکھا جائے۔ اب سارے القاب کی یہ صورت ہوئی:

"فرزندِ ارجمند بجاں پیوندِ سلطانی معظم الدولہ امین الملک اختصاص یار خاں طامس تھیافلس مٹکاف بہادر فیروز جنگ"

لیکن خاکسار ایڈیٹر احسن الاخبار اپنے ناظرین کی خدمت میں عرض گزار ہے کہ اتنا لمبا چوڑا القاب لکھنے سے طوالت ہوتی ہے اور بعض لوگ پڑھتے ہوئے گھبراتے ہیں اور شکایت

لکھ کر بھیجتے ہیں اس لئے لوگوں کے سمجھانے کے لئے ان کا نام نامی صرف "نواب معظم الدولہ بہادر دامَ اقبالہٗ" تحریر کیا جائے گا' ناظرین نوٹ کرلیں۔ اس اختصار میں کام نکل جائے گا اور ناظرین کا فضول وقت ضائع نہ ہوگا۔ (19 جون 1846ء)

مرحوم شہزادے کے فرزندوں پر خطابات کی بارش

مرزا محمد شاہ رخ بہادر مرحوم کے بڑے صاحب زادے کو بادشاہ سلامت نے طلب فرما کر سواروں کی بخشی گری کا منصب اور حلاقہ جات پدری اور کمخواب کی قبا' سہ رقم جواہر' دوشالہ' دستار سربستہ' سپر' شمشیر' گھوڑا' ہاتھی مرحمت فرمایا اور

> "قرہ باصرہ خلافت' غرہ ناصیہ دولت' شیر بیشہ شہامت' شہ سوار میدان شجاعت' غضنفر الدولہ' شمس الممالک' مغیث الزماں مرزا محمد عبداللہ شاہ بہادر"

کے خطاب سے سرفراز فرمایا اور منجھلے صاحب زادے کو بھی تمام کارخانوں کا دیوان مقرر فرما کر

> "نور حدیقہ شہریاری' نور دیدہ کامگاری' مہر سپہر رفعت' ماہ منیر دولت' رفیع الدولہ' قطب الممالک' فخر الزماں مرزا محمد مظفر بخت بہادر"

کے خطاب سے معزز و مفتخر فرمایا اور ایک کمخواب کی قبا' دوشالہ' سہ رقم جواہر' دستار' گھوڑا' ہاتھی' پالکی وغیرہ سامان مرحمت ہوا اور سب سے چھوٹے صاحب زادے کو سپاہیوں کی پلٹن کی بخشی گری کے عہدہ پر مقرر کیا اور ایک کمخواب کی قبا' دوشالہ' سہ رقم جواہر' دستار' سپر' تلوار' ہاتھی' گھوڑا' پالکی مرحمت فرمائی اور

> "گوہر درج خلافت' اختر برج سلطنت' یکہ تاز میدان شجاعت' نہنگ دریائے شہامت' مغیث الدولہ' فخر الممالک' محی الزماں مرزا محمد خرم بخت بہادر"

کے خطاب سے سربلند و سرفراز فرمایا۔ (30 اپریل 1847ء)

حکیم احسن اللہ خاں کے جدید خطابات

حکیم احسن اللہ خاں کو "معظم الحکما' حاذق الزماں' انتخاب ملک' احترام الدولہ حکیم محمد

احسن اللہ خاں بہادر نائب جنگ" کے خطابات مرحمت فرمائے۔ حکیم صاحب نے شکریہ ادا کیا' آدابِ شاہی بجالائے اور پانچ روپے پیش کئے۔ (10 اپریل 1849ء)

چند مزید "الدولے"

اعلیٰ حضرت نے مرزا قیصر شکوہ کو "رفیع الدولہ' رفعت الملک حضرت خاقان بہادر" کا خطاب مرحمت فرمایا۔ مرزا قیصر شکوہ نے شکریے میں چند روپے نذر میں پیش کئے۔ (31 جولائی 1849ء)

حافظ محمد قطب الدین خاں کو سرکار ولی عہد بہادر کی مختاری کا خلعت' "انتظام الدولہ" کا خطاب حضورِ انور کی طرف سے عطا کیا گیا اور نائب مختار کا عہدہ اور "رفیق جاں نثار" کا خطاب شرافت یار خاں کو مرحمت ہوا۔ (یکم جنوری 1847ء)

امین الرحمٰن خاں کے لڑکے کریم الرحمٰن کو بادشاہ سلامت نے ایک جوڑا دوشالہ اور "مکرم الدولہ تہور جنگ" خطاب سے معزز و مفتخر فرمایا۔ (29 جنوری 1847ء)

حکیم احسن اللہ خاں کے ذریعہ سے سید حسن رضا ساکن بنارس کو بادشاہ سلامت کی خدمت میں مجرا کرنے کا موقع میسر آیا۔ انہوں نے چار سو روپے نذرانہ پیش کیا اور حضور انور نے خطاب "اعتقاد الدولہ" اور خلعت چہار پارچہ اور دو رقم جواہر مرحمت فرمایا۔ (20 اگست 1847ء)

اقتدار الدولہ دبیر الملک مرزا سبکتگین بہادر' شاہی دارالانصاف کے میرِ عدل' کا انتقال ہو گیا.......... جیب خاص کی داروغگی اور درگاہوں کی تولیت کے عہدے پر مرزا خاں پسر مرزا سبکتگین بہادر کو سرفراز فرمایا گیا اور "اقتدار الدولہ دبیر الملک" کا خطاب عطا ہوا۔ (10 ستمبر 1847ء)

مرزا احمد بیگ کو کلید خانے کی داروغگی کا عہدہ مرحمت فرمایا اور "معتمد الدولہ" کے خطاب سے سرفراز کیا۔ (15 اکتوبر 1847ء)

آمد و رفت کے جلوس

دو شاہی محلوں کے مابین

پیر کے دن علی الصبح حضورِ والا سوار ہو کر جلوس کے ساتھ قطب صاحب جانے کے لئے قلعے سے بر آمد ہوئے۔ شاہی اور انگریزی توپ خانے سے سلامی سر ہوئی۔ خبر ہے کہ اب کی بار حضورِ والا کا قیام چار مہینے تک قطب صاحب میں رہے گا۔ (3 جولائی 1849ء)

اعلیٰ حضرت قطب صاحب میں رونق افروز ہیں' قلعہ جانے کا ارادہ ہے۔ شاہی سامان کو قطب صاحب سے قلعہ بھیجنے کا حکم دے دیا ہے اور یہ بھی فرمادیا ہے کہ ہم چند روز روشن آرا باغ میں قیام کر کے قلعے میں داخل ہوں گے۔ ایجنٹ کو بھی اس کی اطلاع دے دی ہے اور کپتان قلعہ کو حکم بھیج دیا ہے کہ شاہی سامان قطب صاحب سے قلعہ میں پہنچنے والا ہے اس کی حفاظت کے لئے سپاہیوں کا پہرہ لگا دیا جائے۔ (19 اکتوبر 1849ء)

سواری دولت سرائے واقع مہرولی (حوالی قطب صاحب) میں حاضر ہوئی۔ بادشاہ سلامت اس پر سوار ہو کر قلعہ معلّٰی کی طرف روانہ ہوئے۔ پہلے اس نئے باغ کے خیموں میں نزول اجلال فرمایا جو نواب ملکۂ دوراں زینت محل بیگم صاحبہ نے حال ہی میں خریدا ہے۔ بیگم صاحبہ کے صاحب زادے شہزادہ جواں بخت بہادر نے کپڑوں کی سترہ کشتیاں' دوشالہ' شالی رومال' کمخواب کا تھان' زریں کمربند' یہ تمام چیزیں تحفہ و نذر کے طور پر پیش کیں۔ تھوڑی دیر یہاں قیام فرمایا۔ پھر بلند و بالا ہاتھی پر سوار ہو کر اور مرزا فتح الملک بہادر کو اپنے ساتھ بٹھا کر شاہانہ شان و شوکت کے ساتھ قلعہ معلّٰی میں رونق افروز ہوئے۔ انگریزی اور شاہی توپ خانوں سے بلند آواز توپیں چھوڑی گئیں اور قلعہ میں چاروں طرف شادمانی کا غلغلہ ہوا۔ (13 نومبر 1846ء)

سیرو تفریح

بادشاہ سلامت ایک گھڑی دن باقی تھا کہ تزک و احتشام کے ساتھ سوار ہو کر بازار چاندنی چوک کی سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ لالہ زور آور چند نے اپنے مکان کے سامنے پانچ روپے نذرانہ پیش کیا۔ باغبانوں نے میوے کی ڈالیاں نذر کیں۔ آتے جاتے وقت انگریزی

اور شاہی توپ خانے سے سلامی کی توپیں چھوڑی گئیں۔(14 نومبر1845ء)

مرزا محمد شاہ رخ بہادر شہزادہ ایک سو سپاہی اور بارہ ہاتھی' دس سوار اور دو توپیں ساتھ لے کر رام پور بریلی کی طرف شکار کھیلنے کی غرض سے تشریف لے گئے تھے۔ واپسی میں شاہدرہ کے قریب جمنا دریا کے سامنے قیام کیا اور بادشاہ سلامت بطریق سیر و تفریح شہزادے کے پاس شاہدرہ میں تشریف لے گئے اور شہزادے کے خیمے میں نزولِ اجلال فرمایا۔ بلند آواز کے ساتھ سلامی کی توپیں چھوڑی گئیں۔ شہزادے نے ایک اشرفی نذر میں پیش کی۔ تھوڑی دیر بات چیت کرنے کے بعد حضورِ انور قلعہ معلیٰ میں واپس تشریف لے آئے۔(6 فروری 1847ء)

بسنت کی سیر

29 تاریخ (جنوری 1849ء) کو تمام روئے زمین پر بسنت ہوئی۔ علاقہ دہلی میں سب سے پہلے قطب صاحب میں میلہ ہوا۔ حضورِ والا تخت پر سوار ہو کر جھروکے کے نیچے والی سڑک سے ہو کر قطب صاحب پہنچ گئے۔ مینا بازار کے مکان اور سڑک کا ملاحظہ کیا' بسنت کی سیر کی' اپنے بزرگوں کے مزارات پر جاکر نذر نیاز پیش کرکے ایک ایک غلاف عرش آرام گاہ' فردوس محل' ممتاز محل' مولوی فخرالدین اور قطب الدین وغیرہ کے مزارات پر چڑھا کر تبرک لے کر واپس تشریف لے آئے۔(30 جنوری 1849ء)

پھول والوں کی سیر

حضرت بادشاہ سلامت نے پھول والوں کے چودھری کی درخواست پر 5 شعبان کو پھول والوں کی سیر کے میلے میں شرکت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس میلے میں طرح طرح کے عمدہ عمدہ چھوٹے بڑے پنکھے اور رنگا رنگ کے پھول حضور قطب صاحب کے مزارِ انور پر چڑھائے جاتے ہیں اور نیاز دلائی جاتی ہے۔ ایک سو روپے اس میلے کے خرچ کے لئے بادشاہ سلامت کی طرف سے مرحمت کئے گئے۔(7 اگست 1846ء)

کلید خانے کے داروغہ احمد بیگ سے ارشاد فرمایا کہ پھول والوں کی سیر میں ہمارا بھی جانے کا ارادہ ہے۔ بیگمات کے آنے جانے کی بھی کوئی صورت ہونی چاہئے۔ میرے خیال میں مناسب یہ ہے کہ ڈیوڑھی عدالت سے لیکر لال پردہ تک قناتیں استادہ کر دی جائیں۔ حسین

مرزا کو حکم ہوا کہ شہر سے جوہری بچوں اور صنعت پیشہ لوگوں کے لڑکوں کو بلا کر مہتاب باغ میں مینا بازار اور جوہری بازار لگایا جائے۔ (15 اکتوبر 1847ء)

حضرت بادشاہ سلامت نے پھول والوں کی سیر کے دن زبان گوہر فشاں سے فرمایا کہ بارگاہِ شاہی سے میلے تک عمدہ عمدہ قناتیں اور قیمتی خیمے نصب کئے جائیں اور صرافوں' جوہریوں' میوہ فروشوں اور ہر قسم کے دکان داروں کو اطلاع دے دی جائے کہ دکان داری کا مال دے کر وہ اپنی بارہ بارہ تیرہ تیرہ برس کی لڑکیوں کو خیمہ گاہ میں بھیج دیں اور یہ تاکید کر دیں کہ عمدہ عمدہ قسم کے مال لے کر آئیں اور دکان کو اچھی طرح سے سجائیں۔ شاہی بیگمات میلے میں سیر و تفریح کی غرض سے تشریف لائیں گی تو عمدہ اور نفیس چیزیں خریدیں گی۔ (22 اکتوبر 1847ء)

گل فروشوں کے میلے کی سیر کرنے کے لئے حضورِ والا نے اپنے صاحب زادوں' صاحب زادیوں اور نواسیوں کو کچھ روپیہ عنایت فرمایا اور گل فروشوں کے چودھری غلام علی کو بھی سو روپے عطا فرمائے ...... شام کے وقت پھولوں کے پانچ چھ پنکھے بنائے گئے۔ درگاہ میں نیاز ہوئی۔ مسٹر کالون اور صاحب ایجنٹ بھی میلے میں شریک ہوئے۔ شہزادے مرزا نبو نے حاضر ہو کر پچاس بٹیریں نذر میں پیش کیں۔ درگاہ کے خادموں نے آم نذر کئے۔ حضورِ والا نے دس دس روپے انعام میں دیئے۔ (20 جولائی 1849ء)

سیر و شکار

جب آفتاب نے افقِ مشرق سے اپنا نورانی چہرہ نکالا' بادشاہ سلامت ڈیوڑھی خاص سے باہر جلوہ افروز ہوئے۔ اراکینِ سلطنت نے آداب و سلام کے مراسمِ ادب و اخلاص کے ساتھ ادا کئے۔ حضور ظلّ اللہ مرغانِ صحرائی کے شکار کی غرض سے تشریف لئے گئے۔ چھ گھڑی دن چڑھے بہت سے پرندوں کو شکار کرکے دولت سرا میں قدم رنجہ فرمایا۔ (23 مئی 1845ء)

حضرت سراج الدین محمد ابو ظفر بہادر شاہ خلد اللہ ملکہٗ حضور پُر نور قطب الاقطابؒ کے درگاہ کی حوالی میں رونق افروز ہوئے۔ غالباً وہاں کے جھرنے اور تالاب پر اور اس کے قرب وجوار کے سبزہ زار میں سیر و شکار کی غرض سے تشریف لے گئے ہیں۔ (7 مارچ 1845ء)

حضور پُر نور ہوادار تخت پر سوار ہو کر سیر و شکار کرتے ہوئے دہلی میں تشریف لائے۔ اتفاقاً

الدولہ احمد علی خاں نے قلعہ کے دروازے پر نذر پیش کی اور دونوں توپ خانوں سے دستور کے موافق توپیں چھوڑی گئیں۔ حضورِ پُر نور قلعۂ معلّی میں تشریف لے گئے۔ (9 نومبر 1844ء)

محبوب علی خاں خواجہ سرا کو دو فرد دوشالہ کے مرحمت کئے گئے اور فرمایا کہ رات کو ہم سیر وشکار کے واسطے جائیں گے۔ شکار کے لئے سرائے پختہ کو پسند اور منتخب کیا ہے جو دریائے ہنڈن کے پاس واقع ہے۔ تم تمام خیمے بحفاظت تمام بھیج دینا اور سپاہیوں کو پہرہ دینے کی تاکید کرنا۔ (2 جنوری 1846ء)

حضورِ والا ہوادار پر سوار ہو کر پل کے راستے جمنا کے پار شکار کے لئے تشریف لے گئے۔ بابو سورج نرائن مختار سابق بنارس سے واپس آ رہا تھا۔ حضور کی سواری دیکھ کر سواری سے اتر پڑا اور حاضرِ خدمت ہو کر آداب شاہی بجالانے کے بعد پانچ روپے نذر کے پیش کئے۔ اس کے ساتھ ایک اَور آدمی بھی تھا' اس نے نذر میں چار روپے پیش کئے۔ سورج نرائن نے عرض کی کہ حضور کی قدم بوسی کو دل بہت چاہتا تھا اس لئے فدوی بنارس سے حاضر ہوا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ دربار میں حاضر ہونا۔ اس کے بعد حضورِ والا مراجعت فرما ہو کر محل میں تشریف لئے گئے۔ (5 جنوری 1849ء)

شاہی سواری کے گھوڑوں کی تعداد

(ظہیر دہلوی رقم طراز ہیں کہ :) "بادشاہ کی سواری کی گاڑی میں سولہ گھوڑے لگائے جاتے تھے اور نواب زینت محل بیگم صاحبہ کی سواری میں آٹھ گھوڑے لگائے جاتے تھے۔" (داستان غدر' صفحہ 40)

شہزادے کا استقبال

حضرت جہاں پناہ حضور قطب صاحب کے مزارِ نور بار کے پاس والی حویلی میں رونق افروز ہیں۔ حکمِ سلطانی کے بموجب مرزا محمد شاہ رخ بہادر کے استقبال کے لئے مرزا محمد فخرالدین بہادر' مرزا جواں بخت بہادر' کنور دیبی سنگھ غازی الدین نگر تک گئے۔ مرزا محمد شاہ رخ بہادر نے خلعت سہ پارچہ وسہ رقم جواہر اور سپر اور تلوار مرزا جواں بخت بہادر کو اور ایک ایک

دوشالہ بابت رخصت یحییٰ خاں' کلوخاں' امیرخاں کو مرحمت فرمایا۔ یہ لوگ شیر کے شکار میں شہزادہ صاحب کے ساتھ تھے۔ ان سے فراغت حاصل کرنے کے بعد شہزادہ بہادر قلعہ معلیٰ میں تشریف لے گئے۔ بادشاہی توپ خانے سے سلامی کی سترہ توپیں چھوڑی گئیں۔ نواب حامد علی بہادر نے ایک اشرفی اور غلام علی خاں نے پانچ روپے نذرانہ پیش کیا۔ مرزا محمد شاہ رخ بہادر ولی عہد نے بادشاہ سلامت سے سلام عرض کرنے کی سعادت حاصل کی۔ بادشاہ سلامت نے ایک دستار سربستہ طرہ مقیش کے گوشوارہ کے ساتھ' ایک دوشالہ' ایک کمخواب کی قبا' سہ رقم جواہر' ایک سپر' ایک شمشیر شہزادے کو اور اٹھائیس خلعت مرزا عبداللہ بہادر' مرزا مظفر بہادر' کنور سالگ رام وغیرہ شہزادے کے ساتھیوں کو مرحمت فرمائے۔ نو اشرفیاں اور ستر روپے نذرانہ کے وصول ہوئے۔ (یکم مئی 1846ء)

خوردسال شہزادے کا جلوس

مرزا جواں بخت بہادر شہزادہ خورد سال نے دستار زیبِ سر فرما کر اور طرہ مقیش دوشالہ' شالی رومال' قبائے کمخواب' سپر اور شمشیر' سہ رقم جواہر خلعت حاصل کر کے اور چار پہرہ اور بیس سوار' دو ہاتھی سواری کے واسطے ساتھ لے کر مزارِ نور بار حضرت شاہ بو علی قلندر نوراللہ مرقدہ پر حاضر ہونے کی اجازت حاصل کی۔ اجازت دی گئی اور شہزادہ پانی پت کی طرف روانہ ہو گئے۔ (10 اکتوبر 1845ء)

محافلِ انبساط کی رونق

پوتی کی تقریبِ شادی میں شرکت کا سماں

حضورِ انور خلداللہ ملکہ' شہزادہ مرزا فتح الملک بہادر کی صاحب زادی کی شادی کی تقریب میں شاہانہ شان و شوکت کے ساتھ باغ صاحبہ آباد میں تشریف لے گئے اور وہ بزمِ ارم آپ کے انوارِ تجلی سے رشکِ چمن بن گئی۔ رقص و سرود کی محفل سے فراغت کے بعد بادشاہ سلامت نے اہلِ بزم میں سے ہر ایک کو حسبِ مرتبہ خلعتِ فاخرہ عطا فرمائے۔ مرزا ہمایوں بخت بہادر نے ایک عمدہ بندوق اور کچھ نقد روپے نذر کے طور پر پیش کیے۔ یہ تحفے شرفِ قبولیت سے

مشرف ہوئے۔ (یکم جنوری 1847ء)

پوتی کے باپ کی بزمِ نکاح میں شمولیت

حضرت بادشاہ سلامت اپنے بڑے صاحب زادے مرزا فتح الملک بہادر کی بزمِ نکاح میں شاہانہ اہتمام و انصرام کے ساتھ تشریف لے گئے۔ آپ کے راستے میں کمخواب اور اطلس کا فرش بچھایا گیا۔ میوہ وغیرہ کی تین کشتیاں' جواہرات کی ایک کشتی اور متفرق بیش بہا چیزوں کی ایک کشتی' یہ سب سلطان بادشاہ سلامت کی خدمت میں بطورِ نذر پیش کیا گیا۔ بادشاہ سلامت نے قبول فرمایا اور غربا اور مساکین میں خیرات تقسیم فرمائی۔ حضور کی سواری کے آنے جانے کے موقع پر انگریزی و شاہی توپ خانوں سے سلامی کی توپیں چھوڑی گئیں۔ تقریبِ نکاح کی وجہ سے تمام محلات میں بڑی چہل پہل تھی اور ہر طرف شادمانی اور مبارک بادی کا غلغلہ تھا۔ (8 جنوری 1847ء)

مرزا جواں بخت کی شادی کا عالم

(ظہیر دہلوی نے شہزادے کی شادی کی کیفیت ملاحظہ کی اور اسے اِن الفاظ میں قلم بند کیا:) "ہر چند کہ تقریبات بسیار ریاست ہائے ہندوستان میں نظر سے گزری ہیں مگر جیسی شادی بازیب و تجمل شہزادہ مرزا جواں بخت بہادر مرحوم کی ہوئی' ایسی رنگین محفل و تقریب دلفریب باجاہ و حشم اس دریا دلی کے ساتھ کہیں نظر سے نہیں گزری۔ بیان تکلفات رسوم ساچق و مہندی و برات و آرائش شہر و روشنی و نقار خانہ جات وغیرہ فضول جان کر قلم انداز کیا جاتا ہے۔ البتہ دو امر قابلِ نگارش ہیں۔ ایک یہ کہ قرینۂ محفل سب سے جدا گانہ تھا۔ دیوان کی بارہ دری میں جدا جدا محفلیں ترتیب دی گئی تھیں۔ ہر در میں ایک طائفہ جدا رقص کرتا تھا۔ شہزادگان کی محفل جدا' ملازمین معززین کی انجمن جدا' فرقہ سپاہ کی بزم جدا' شاگرد پیشہ کے لئے جدا' اسی طرح ہر فریق کی محفل جدا تھی۔ اہلِ شہر کے لئے حکمِ عام تھا کہ آئیں اور تماشائے رقص و سرود سے محظوظ ہوں۔ رقاصانِ پری پیکر ہر طرف سرگرم ناز و انداز تھیں اور مہ جبینان ناہید نواز زمزمہ پرداز۔ دس بارہ روز تک محفلیں گرم رہیں۔ کل ملازمین شاہی و روسائے شہر کے واسطے تورہ جات کا حکم تھا۔ جس کا جی چاہے زرِ نقد پچاس روپیہ تورے کی قیمت لے' خواہ

تورہ لے۔ جتنے قلم کے نوکر تھے نام بہ نام سب کو تورے تقسیم کئے جاتے تھے' مثلاً" میرے والد کا تورہ جدا' میرے نام جدا' میرے چھوٹے بھائی کے نام جدا' وہ بھی نوکر تھا' میری والدہ کے نام جدا کیونکہ ایک تنخواہ ان کے نام بھی تھی۔ میں نے مہتمان تورہ بندی سے کہلا بھیجا تھا کہ آٹھ روز کے بعد ایک تورہ بھجوا دیا کرو۔ اس دریا دلی سے تقسیم تورہ جات کی ہوئی تھی! جس روز تورہ آتا تھا تمام عزیز و اقارب' دوست احباب کے گھر کھانا تقسیم ہوا کرتا تھا۔ ایک تورہ میں طعام اس قدر ہوتا تھا کہ ایک محفل شکم سیر ہو کر کھا لے۔ میرے مکان کا تمام دالان بھر جاتا تھا۔ ایک ایک طباق میں پانچ پانچ سیر کھانا ہوتا تھا۔ چار چار پانچ پانچ طرح کے پلاؤ' رنگ برنگ کے میٹھے چاول' سرخ سبز زرد اودے' پانچ سیری باقر خانی' ایک شیریں ایک نمکین' اور کئی قسم کے نان' غرض کہ اقسام خوردنی سے کوئی شے باقی نہ رکھی گئی تھی۔ مختصر یہ کہ کسی ریاست میں ایسی پُر تکلف کوئی تقریب نظر سے نہیں گزری جو اِس گئی گزری سلطنت میں دیکھنے میں آئی۔ اس کے علاوہ جن شعرا نے قصائد تہنیت اور سہرے وغیرہ لکھے تھے' باوجودیکہ ملازم تھے مگر سب کو صلے و خلعت و انعام عطا ہوئے۔ شاگرد پیشہ کو جوڑے تقسیم کئے گئے"۔ (داستانِ غدر' صفحہ 39)

پیرزادے کی شادی میں رقص کی ملاحظگی

ہوادار میں سوار ہو کر میاں کالے صاحب کے لڑکے کی شادی میں تشریف لے گئے۔ کپڑوں کی گیارہ کشتیاں اور پان' چھالیہ' مصالحہ وغیرہ کے سات خوان عنایت فرمائے۔ برات کے جلوس کے لئے سارے لوازم (پیدل' سوار' ہاتھی وغیرہ) کے فراہم ہونے کا حکم صادر فرمایا اور رقص ملاحظہ کیا۔ (10 اپریل 1849ء)

بادشاہ سلامت کی سالگرہ پر رت جگا

اس ہفتے حضور کی سالگرہ ہوئی' رت جگا ہوا' گانے والوں کا رات بھر گانا رہا۔ بیگمات اور مرشد زادوں نے نذریں دیں۔ نذر میں کُل بارہ اشرفیاں اور ایک سو تیس روپے آئے۔ حضور کی عمر چھہتر سال ہو گئی' ستتّرواں سال لگا۔ حضور والا نے صاحب ایجنٹ کو شیر مال اور پنیر بھجوایا' بیگمات اور نوکروں کو مٹھائی تقسیم کرائی اور خیر خواہوں کو انعام دیئے۔ (26 جون

(1849ء)

ختنے کی تقریب میں شاہی مدارات

بادشاہ سلامت رات کو زیر جھروکہ قدسیہ تشریف لے گئے کیونکہ یہاں نواب اعتماد الدولہ سید حامد علی خاں بہادر کے نواسے کے ختنے کی تقریب میں چراغاں کیا گیا تھا اور آتش بازی اور گل کاری کا انتظام بھی بہت اعلیٰ پیمانے پر تھا۔ حضورِ انور کے قدموں کے نیچے جو عمدہ عمدہ ولایتی مخمیشیں اور اطلس و کمخواب کے کپڑے بچھائے گئے تھے وہ سب غریبوں' مسکینوں اور اپاہج بڑھیا عورتوں کو بانٹ دیئے گئے۔

بادشاہ خلداللہ ملکہ' نے کرسی زرنگار پر جلوس فرمایا۔ نواب صاحب اور ان کے ہمراہیوں نے نذریں پیش کیں۔ اشرفیوں اور روپوں کے علاوہ تین کشتیاں کمخواب اور اطلس اور گلبدن کے تھانوں کی' دوشالے' جامدانی کے دوپٹے' بنارسی دوپٹے' جواہرات سے بھری ہوئی ایک کشتی' نورتن طلائی مرصع کا ایک جوڑا' ولایتی تلواروں بندوقوں تمنچوں کی تین کشتیاں' عطر کی شیشیاں' گوٹہ اور پھولوں کے خوان اور طرح طرح کے میووں کے سترہ خوانوں کے تحفے نذر میں پیش ہوئے۔ جہاں پناہ نے ان کو قبول فرمالیا۔

بادشاہ سلامت کے اقربا اور اراکین کے لئے پھولوں کے ہار اور زین پٹکے پیش کئے گئے۔ آتش بازی وغیرہ سے محفل بقعۂ نور بن گئی۔ اس سیر و تماشے سے جب فرصت ہوئی تو حضورِ والا شبستانِ اقبال میں تشریف لے گئے۔ (9 اپریل 1847ء)

باب دوم

شاہی رسوم

پیدائش سے دودھ چھُڑائی تک

پیدائش کا جوڑا، توڑا اور سہرا

حضورِ انور نے کنور دیبی پرشاد سے ارشاد فرمایا کہ کپڑوں کا ایک جوڑا، ایک سہرا، ایک توڑا مرزا کیقباد بہادر کے گھر بھجوا دیا جائے، ان کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ (16 اکتوبر 1846ء)

اطلاع دی گئی کہ شہزادہ مرزا شاہ رخ بہادر کے ہاں صاحب زادی تولد ہوئی ہے۔ حکمِ شاہی ہوا کہ اس خوشی میں جوڑا، توڑا اور سہرا ارسال کیا جائے۔ فوراً اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ (18 دسمبر 1846ء)

اطلاع دی گئی کہ مرزا احمد کے گھر میں فرزند تولد ہوا ہے۔ حکم ہوا کہ تہنیت کے طور پر جوڑا اور توڑا بھیج دو۔ (21 مئی 1847ء)

چھٹی کی رسم

بادشاہ سلامت سے عرض کیا گیا کہ حضرت بادشاہ سلامت کے مشکوی دولت میں فرزندِ ارجمند تولد ہوا ہے۔ حضورِ والا نے ایک جوڑا پوشاک اور سہرا مقیش چھٹی کی رسم کے لئے مرحمت فرمایا۔ (16 جنوری 1846ء)

عرض کیا گیا کہ مرزا جہاں شاہ بہادر اور مرزا لطیف بخت بہادر کے ہاں فرزند تولد ہوئے

ہیں۔ حضورِ اقدس نے دونوں کو چھٹی کی رسموں کے انجام دینے کے لئے کلدار جوڑے مرحمت فرمائے۔(10 جولائی 1846ء)

مرزا جہاں خسرو بہادر کے ہاں فرزندِ ارجمند تولد ہوا۔ انہوں نے بادشاہ سلامت کی خدمت میں پانچ روپے بطور نذرانہ پیش کئے۔ بادشاہ سلامت نے ایک کارچوبی جوڑا' ایک مقیشی سہرا چھٹی کی رسم کے طور پر ان کے ہاں بھیجا اور بچے کا نام عالم خسرو بہادر تجویز فرمایا۔(20 اگست 1847ء)

یتیم نومولود کی تنخواہ

خبر آئی کہ مرزا محمد شاہ رخ بہادر مرحوم کے دولت خانے میں محبت محل بیگم کے بطن سے فرزندِ ارجمند تولد ہوا ہے۔ حضورِ انور نے محمد شاہ اس کا نام تجویز فرمایا اور حکم ہوا کہ مولود مسعود کا نام تنخواہ داروں کی فہرست میں شامل کرلیا جائے اور جس طرح اَور لوگوں کو تنخواہ دی جاتی ہے آئندہ سے ان کی تنخواہ کے اضافے کا روپیہ بھی محبت محل بیگم کے پاس بھیجا جایا کرے۔(ایضاً)

دودھ چھٹنے پر رنڈیوں کا ناچ

مرزا غلام فخرالدین بہادر شہزادہ نے اپنے بچے کے دودھ چھٹنے کی خوشی میں رنڈیوں کے چار طائفوں کا ناچ کرایا تھا' حضورِ انور اس محفل میں شریک ہو کر بہت محظوظ ہوئے۔(9 اپریل 1847ء)

نکاح' شادی اور طلاق

نکاح پر تحائف

آغا حیدر' ناظر قلعہ نے اطلاع دی کہ ولی عہد بہادر نے مسماۃ پیاری سے نکاح کر کے فرخ محل کا خطاب دیا اور دوشالہ اور بنارسی دوپٹہ بھی اس کو دیا۔(14 نومبر 1845ء)

مرزا شاہ رخ بہادر نے بہادر بیگ کی دخترِ نیک اختر سے نکاح فرمایا۔ ایک پیش قبض اور

پنکھا بہادر بیگ کو عطا کیا گیا اور بہت قیمتی اور بے بہا زیورات دلہن کو مرحمت فرمائے۔ (2 اکتوبر 1846ء)

مرشد زادہ آفاق مرزا ولی عہد بہادر نے ایک شخص علی بخش نامی کی لڑکی سے نکاح فرمایا۔ بادشاہ سلامت نے دو اشرفیاں منکوحہ موصوفہ کے پاس روانہ فرمائیں۔ (20 فروری 1847ء)

جہاں پناہ نے محبوب علی خواجہ سرا کو حکم دیا کہ صاحب زادہ خاص مرزا محمدی کی شادی مرزا عباس کی لڑکی سے قرار پائی ہے۔ تم شادی کا میوہ اور مٹھائی مرزا عباس کے مکان پر بھیج دو' جو کچھ خرچ ہو گا تم کو دے دیا جائے گا۔ (8 جون 1849ء)

حق مہر کی رقم

مرزا بلند بخت بہادر مرحوم کے بیٹے مرزا بخش بہادر نے نہایت عاجزی و خلوص کے ساتھ درخواست کی کہ حضورِ والا میری شادی کی تقریب میں قدم رنجہ فرمائیں۔ بادشاہ سلامت نے درخواست منظور فرمائی اور بزمِ نکاح میں تشریف لے گئے۔ پانچ لاکھ روپے مہر پر نکاح منعقد ہوا۔ بادشاہ سلامت نے فرخ سیری سہرا نوشہ کو از راہِ مراحمِ خسروی مرحمت فرمایا۔ نہایت دھوم دھام سے شادی کی مجلس ختم ہوئی۔ بعد فراغت بادشاہ سلامت قلعہ معلیٰ میں تشریف لائے۔ (11 دسمبر 1846ء)

مرزا محمود بہادر خلف مرزا ماہ رخ بہادر کا نکاح مرزا محمود شاہ بہادر کی صاحب زادی سے پانچ لاکھ مہر کے عوض منعقد ہوا۔ بادشاہ سلامت نے اپنی طرف سے سہرا مقیشی مرحمت فرمایا۔ (9 اپریل 1847ء)

بارات کے جلوس

صاحب زادی مبارک النسا بیگم نے درخواست دی کہ میرے لڑکے کی شادی ہے' جلوس کا انتظام فرمایا جائے۔ حسب الحکم چار چوبدار اور پچاس خاصہ بردار مقرر کر دیئے گئے۔ (6 جولائی 1849ء)

حکیم احسن اللہ خاں نے عرض کیا کہ خان علی خاں کے گھر میں شادی ہے' برات کے جلوس کے لئے دس ہاتھی اور سپاہیوں کے گیارہ دستے درکار ہیں۔ فرمایا' بھیج دیئے جائیں۔ (9

مارچ 1849ء)

کنور دبی سنگھ نے اطلاع دی کہ حضور، مجھے اپنے بھتیجے کی شادی کے لئے کچھ ضروری سامان اور چند چپراسیوں اور چوبداروں کی ضرورت ہے۔ حکم ہوا کہ تمہاری درخواست کے مطابق انتظام کیا جائے گا۔ (20 فروری 1847ء)

کنور سالگ رام کے لڑکے کنور گوپال سنگھ کی شادی میں بادشاہ سلامت نے خلعت فرخ سیری، جامہ، کمربند، سہرا مقیشی روانہ فرمایا اور کنور کا لقب دیا اور حکم دیا کہ شاہی خرچ سے کنور گوپال سنگھ کی شادی کا جلوس شاہانہ تزک و احتشام کے ساتھ نکالا جائے۔ (12 مارچ 1847ء)

خلعتیں، مقیش سہرے اور نذرانے

نواب حسام الدین حیدر خاں بہادر کے فرزندِ ارجمند کی تقریب شادی میں خلعت سہ پارچہ اور سہرا مقیشی، اور تفضل خاں وکیل عدالت دیوانی کے فرزند کی شادی کی تقریب میں خلعت سہ پارچہ بادشاہ سلامت نے مرحمت فرمایا۔ نواب صاحب کے صاحب زادے نے تین اشرفیاں اور وکیل صاحب کے صاحب زادے نے چار روپے نذرانہ کے طور پر بادشاہ سلامت کی خدمت میں پیش کئے۔ (16 جنوری 1846ء)

احمد علی چوبدار کو شادی کی تقریب میں خلعت اور سہرا مقیشی مرحمت کیا گیا اور احمد علی نے بھی نذرانہ پیش کرنے کا افتخار حاصل کیا۔ (6 نومبر 1846ء)

سید محمد امیر صاحب خوش نویس کے لڑکے کی شادی کے موقع پر بادشاہ سلامت نے ایک پورا جوڑا اور سہرا مقیشی مرحمت فرمایا۔ (13 فروری 1847ء)

ظفر علی خاں نے اپنے لڑکے کی شادی کی تقریب میں نذرانہ پیش کیا اور حضورِ انور نے ان کو خلعت فرخ سیری، بالابند اور سہرا مروارید کے عطیہ سے سرفراز فرمایا۔ (23 اپریل 1847ء)

نواب حامد علی خاں کے بھتیجے میر فیاض علی خاں کو ان کی شادی کی تقریب میں بادشاہ سلامت نے دستار، بالابند، سہرا مقیشی، خلعت فرخ سیری مرحمت فرمایا۔ (7 مئی 1847ء)

نان نفقہ

مریم النساء زوجہ احمد قلی خاں (مسر پادشاہ سلامت) نے ایجنٹ آفس کو لکھا کہ میرے شوہر نے مجھے اور میرے لڑکے کو علیحدہ کردیا ہے اور ہم دونوں کو نان نفقہ نہیں دیتے۔ سرکار کمپنی کی طرف سے میرے شوہر کی تنخواہ دو سو روپے مقرر ہے۔ اس تنخواہ میں سے میرے اور میرے بچے کے مصارف کے لئے کچھ مقرر کردیا جائے۔ صاحب ایجنٹ نے جواب بھیجا کہ آپ اپنے لڑکے کو لے کر خود علیحدہ ہو گئی ہیں' شوہر نے آپ کو علیحدہ نہیں کیا۔ صاحب ایجنٹ نے احمد قلی خاں کو بھی خط بھیجا کہ آپ کی بیوی آپ سے ناراض ہیں' ان کو کسی طرح راضی کرلیجئے۔ بادشاہ سلامت نے یہ خبر سن کر زینت محل بیگم سے کچھ گفتگو کی۔ (29 جون 1849ء)

احمد قلی خاں کا خط (صاحب ایجنٹ کے نام) آیا کہ میری بیوی کی شکایت بے بنیاد ہے۔ بارہ سال ہوئے وہ میرے گھر سے جاچکی ہے اور اپنے مہر میں میرے تمام مکان اور سامان نیلام کرا کے رقم لے چکی ہے۔ میں عقد ثانی بھی کرچکا ہوں۔ اب اس کا دعویٰ بالکل جھوٹا ہے۔ خط داخل دفتر کردیا گیا۔ (13 جولائی 1849ء)

طلاق کی شرط

حضور ظلِ سبحانی نے اپنے تمام شہزادوں اور خاندان والوں کو حکم دیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی نکاحی بیوی کو طلاق دینا چاہے تو ہمارے سامنے آکر طلاق دے۔ اگر ہمارے سامنے طلاق نہ دی جائے گی تو ایسی طلاق قانوناً ناقابلِ اعتبار قرار دی جائے گی اور شوہر کو اپنی بیوی کا حین حیاتی نان نفقہ دینا لازمی ہوگا۔ (13 مارچ 1849ء)

مطلقہ کے حقوق

فخر النساء بیگم کی عرضی آئی کہ میرے شوہر مرزا عزیز اللہ نے مجھے طلاق دے دی ہے۔ اب میرا مال اسباب اور تنخواہ اس سے علیحدہ ہونی چاہیے۔ اعلیٰ حضرت نے ناظر کے نام حکم بھیج دیا۔ (4 ستمبر 1849ء)

حق مہر کی ادائیگی

حسن جہاں بیگم بیوہ مرزا عمر سلطان مرحوم سے فرمایا کہ تم مہر کے دعوے سے دست بردار ہو جاؤ' تم کو تمہارے مرحوم شوہر کی تنخواہ میں سے تیس روپے ماہانہ ملا کریں گے۔(6 جولائی 1849ء)

اموات

تجہیز و تکفین کے مصارف

حضرت مرشد زادہ آفاق مرزا ولی عہد بہادر کی صاحب زادی نواب نور جہاں بیگم سترہ برس کی عمر میں دنیائے فانی کی لذتوں سے کنارہ کش ہو کر جنت کو سدھاریں۔ حضورِ انور نے مبلغ ایک سو روپے جنازے کی تیاری کے لئے اور اکتیس روپے قبرستان میں گیہوں وغیرہ تقسیم کرنے کے لئے مرشد زادے کے گھر بھجوا دیئے۔(13 جون 1845ء)

اطلاع دی گئی کہ حضور کی چھوٹی صاحب زادی حرمت النسا بیگم فوت ہو گئیں۔ ایک سو روپیہ نقد مرحومہ کے اخراجات میت کے واسطے عطا کیا گیا۔(10 اکتوبر 1845ء)

زوجہ مرزا شہاب الدین بہادر سلاطین کی وفات کی خبر سن کر حضور بادشاہ سلامت کو بہت رنج ہوا اور جنازے کی تیاری اور انتظام کے لئے خرچ مرحمت فرمایا۔(10 جولائی 1846ء)

مرزا بلند بخت بہادر نے اس دنیائے فانی سے کوچ کیا اور جنت النعیم میں عیش و سرور اٹھانے کے لئے تشریف لے گئے۔ بادشاہ سلامت نے مبلغ چالیس روپے ان کے جنازے کی تیاری کے لئے مرحمت فرمائے اور ارشاد کیا کہ حاضری کا خرچ بھی بھیج دیا جائے گا۔(14 اگست 1846ء)

عرض کیا گیا کہ نواب زینت محل بیگم صاحبہ کی دادی' نواب نوازش علی خاں کی زوجہ محترمہ' فوت ہو گئیں۔ حکم ہوا کہ ایک سو پچاس روپے تجہیز و تکفین کے لئے اور خلعت ماتمی کے طور پر تین دوشالے ان کے وارثوں کے پاس بھیج دیئے جائیں۔(25 ستمبر 1846ء)

بُری خبر کی سناؤنی حضور میں پیش ہوئی کہ غنچۂ ناشگفتہ وگوہرِ ناسفتہ یعنی نواب فرخندہ بخت کی صاحب زادی عالمِ فانی سے عالمِ باقی کو سدھار گئیں۔ بادشاہ سلامت نے ایک سو پچاس روپے جنازے کے خرچ کے لئے مرحومہ کی والدہ ماجدہ کے گھر بھجوا دیئے۔(11 دسمبر 1846ء)

مرزا چھوٹم ولد مرزا معظم بخت مرحوم کا انتقال ہو گیا۔ مرحوم کی عمر چالیس سال تھی۔ حضور نے تجہیز و تکفین کے مصارف اور دوشالہ عنایت فرمایا اور زینت محل بیگم معذرت کو گئیں۔(31 جولائی 1849ء)

میاں نظام الدین ولد شاہ میاں کالے کی بیوی کا انتقال ہو گیا۔ پیرزادہ صاحب کی بیوی کے انتقال کی خبر سن کر حضورِ والا نے، شہزادوں نے اور بیگموں نے حسبِ حیثیت بھتی کے لئے روپے جمع کر کے ایک ہزار تین سو روپے کی رقم شاہ نظام الدین کے گھر بھیج دی اور شہزادوں نے بیگمات سمیت خود بھی جاکر شرکت کی اور سوئم میں شاہی افسر بھی جاکر شریک ہوئے۔

(11 ستمبر 1849ء)

ماتمی جلوس

وبائی مرض ہیضے کی آج کل دہلی میں گرم بازاری ہے۔ عید کے دوسرے دن بادشاہ سلامت کے چچاؤں میں مرزا منعم بخت بہادر، مرزا جمشید بخت بہادر، جو شاہ عالم جنت مکان کی اولادِ امجاد سے تھے، اس موذی مرض کے پنجے میں شکار ہو کر ملکِ بقا کو سدھارے۔ بادشاہ جملہ ان مصیبت افزا خبروں کو سن کر بہت رنجیدہ خاطر ہوئے۔ ہر ایک کے جنازے کی تیاری کے لئے ایک ایک سو روپے مرحمت فرمائے اور جنازے کے لے جاتے وقت سپاہیوں اور ہاتھیوں کا ضرورت کے موافق انتظام کیا گیا۔ فوت ہونے والوں میں سے ہر ایک کے بچوں کو ایک ایک جوڑا دوشالہ تعزیت کے طور پر عنایت فرمایا۔(24 اکتوبر 1845ء)

مرزا شاہ رخ کی چہار سالہ صاحب زادی فوت ہو گئیں۔ بادشاہ نے خرچ ضروری کے لئے ایک جوڑی دوشالہ کے ساتھ پچاس روپے نقد روانہ کئے اور سپاہیوں کی ایک جماعت دو زنجیر فیل جنازے کے ساتھ جانے کے لئے مقرر فرمائے۔(12 دسمبر 1845ء)

عرض کیا گیا کہ گل افروز بانو بیگم صاحبہ کی صاحب زادی لاڈو بیگم نے وفات پائی۔ حکم ہوا

کہ جنازے کے ساتھ جانے کے لئے ہاتھی اور سپاہیوں کا انتظام کیا جائے۔ گیارہ روپے حاضری کے خرچ کے لئے بھی بھجوا دیئے گئے۔ (7 مئی 1847ء)

مرزا حیدر شکوہ کی بیوی امیر النسا بیگم کے انتقال کی خبر آئی۔ جنازے کے جلوس کے لئے سپاہیوں کا دستہ اور ہاتھی بھیجنے اور جنازہ درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ میں دفن کرنے کا حکم صادر ہوا۔ (5 جنوری 1849ء)

تعزیتی خلعتیں

نواب غلام محی الدین خاں بہادر کی تقریب ماتم میں ان کے صاحب زادے مفخر الاسلام نواب محمد قطب الدین خاں بہادر کو خلعت شش پارچہ اور ان کے چھوٹے بھائی کو خلعت سہ پارچہ بادشاہ سلامت کی طرف سے عطا کیا گیا۔ علمائے دین کے ساتھ عزت و افتخار سے پیش آنا آپ کا خاص دستور العمل ہے۔ (6 نومبر 1846ء)

نواب حسام الدین حیدر خاں مرحوم کے بڑے صاحب زادے معین الدولہ نظارت خاں وغیرہ حاضر دربار ہوئے۔ بادشاہ سلامت نے مرحوم کی خدمات جلیلہ کا ذکر فرما کر ان کی وفات حسرتِ آیات پر بہت رنج و غم کا اظہار کیا اور صبر کی تلقین فرمائی اور پھر خلعت شش پارچہ اور نیمہ آستین طلائی معین الدولہ بہادر بڑے صاحب زادہ کو اور خلعت شش پارچہ اور نیمہ آستین نقرئی خلف ثانی مظفر الدولہ بہادر کو، خلعت پنج پارچہ آغا مرزا کو، اور ایک ایک دوشالہ ان کی صاحب زادی اور زوجہ کو مرحمت فرما کر رخصت کیا۔ مرحوم کے پس ماندگان نے منجموں کی رائے کے موافق زر و جواہر اور دوسری چیزیں مرحوم کے نام فقیروں اور غریبوں کو بطورِ خیرات تقسیم کیں۔ (13 نومبر 1846ء)

نتھو مل تحویل دار علاقہ حویلی سرسہ کے لڑکوں کو خلعت مرحمت فرمایا کیونکہ یہ لڑکے اپنے باپ کے مرنے کی وجہ سے عزاداری میں تھے اور اب عزاداری کا زمانہ ختم ہو گیا۔ (یکم فروری 1846ء)

خبر آئی کہ علیم اللہ رکاب دار، جو حرمین شریفین کی زیارت کے لئے ہندوستان سے گیا ہوا تھا، راستے میں فوت ہو گیا۔ مرحوم کے لڑکے کے پاس تعزیت کے طور پر خلعت سہ پارچہ روانہ

کیا گیا اور بادشاہ سلامت نے خود زبانِ مبارک سے کلمات تعزیت کے ادا فرمائے۔(29 جنوری 1847ء)

بھاری لال کی دادی نے وفات پائی۔ بادشاہ سلامت نے تعزیت کے طور پر خلعت سہ پارچہ مرحمت فرمایا۔ کنور دبی سنگھ کے چچا رائے پران ناتھ نے وفات پائی۔ بادشاہ سلامت نے تعزیت کے طور پر ان کو بھی خلعت عطا فرمایا۔(14 مئی 1847ء)

راجہ سوہن لال فوت ہو گئے۔ بادشاہ سلامت نے ان کے بڑے لڑکے کو خلعت شش پارچہ اور چھوٹے لڑکے کو خلعت پنج پارچہ اور چاروں لڑکیوں کو ایک ایک جوڑا دوشالہ اور ان کی بیوی کو ایک شال مرحمت فرمائی(18 جون 1847ء)

کالکاداس فوت ہو گیا۔ اس کے لڑکوں کو خلعت سوگواری مرحمت کیا گیا اور ان سے مشک کے چار نافے ایک سو روپے میں خرید فرمائے گئے۔(3 مارچ 1848ء)

تعزیتی دوشالے

مرشد زادۂ آفاق مرزا ولی عہد بہادر کے مختار پیش کار حافظ محمد حفیظ کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ جب یہ خبر ولی عہد بہادر دامَ اقبالہٗ کو پہنچی تو انہوں نے جنازے کی تیاری کے لئے ایک سو روپے مرحمت فرمائے اور جب حافظ محمد حفیظ حاضر خدمت ہوئے تو ایک جوڑا دوشالہ ان کو مرحمت فرمایا۔(یکم اگست 1845ء)

آغا حیدر ناظر کی بیوی اور لڑکیوں کے لئے حضور بادشاہ سلامت نے دوشالے مرحمت فرمائے۔ آغا حیدر مرحوم ایک جوان، خوب صورت، نیک خصلت آدمی تھے۔ جب ان کی طبیعت کسی قدر ناساز ہوئی تو انہوں نے یونانی علاج کی طرف توجہ کی۔ اتفاق سے قسمت نے ان کو ایک ناتجربہ کار خودپسند طبیب کے حوالے کر دیا۔ اس نے الٹا سیدھا علاج کرنا شروع کیا، یہ نہ سمجھا کہ مرض کیا ہے، نہ یہ خیال کیا کہ جو دوائیں دے رہا ہوں ان کے مزاج کے موافق ہے یا ناموافق۔ آخر وہی ہوا جو ایسے موقع پر ہونا چاہیے تھا۔ ہوش حواس جاتے رہے، نبض چھوٹ گئی، زندگی کی امید منقطع ہو گئی۔ اس نازک وقت میں بعض خیرخواہوں نے رائے دی کہ ڈاکٹری علاج کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ ڈاکٹر کے بلانے کے لئے آدمی کو بھیجا۔ اِدھر

آدمی ڈاکٹر کو لے کر آیا اُدھران کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ (24 جولائی 1846ء)

محمد علی خاں بخشی کی ہمشیرہ کا انتقال ہو گیا۔ ان کے لڑکے اور لڑکیوں کو دو دو فرد دوشالہ مرحمت کی گئیں۔ (18 جون 1847ء)

فاتحہ خوانی

ارشاد ہوا کہ حضرت ولی عہد بہادر اور تمام اولاد اور سلاطین قلعہ شہزادہ محمد شاہ رخ بہادر کی فاتحہ خوانی کے لئے مسجد جہاں نما (جامع مسجد دہلی) میں جمع ہوں۔ یکے بعد دیگرے سب لوگ مسجد میں جمع ہو گئے۔ مسجد بھر گئی تو مرزا عبداللہ نے اپنے والد ماجد مرزا محمد شاہ رخ بہادر مرحوم کی وفات کی کیفیت ...... اول تا آخر بیان کی...... پھر فاتحہ خوانی اور ختمِ کلام اللہ کی محفل ہوئی اور حضار مجلس میں تبرک تقسیم کیا گیا۔ حضورِ والا نے اپنی زبانِ مبارک سے مرشد زادہ خلد آشیاں کے متعلقین سے مخاطب ہو کر کلماتِ صبر و تسکین ارشاد فرمائے اور کہا کہ حکمِ الٰہی میں کس کا چارہ ہے، ہم کر ہی کیا سکتے ہیں؟ مرضیٔ مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ کل من علیھا فان و یبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام۔ اس کے بعد حضورِ والا نے تعزیت کے طور پر خلعت ہائے فاخرہ، کمخواب کی قبا، دستار، کانوں کے مرصع بندے، دوشالہ صاحب زادیوں کو اور صاحب زادے کو مرحمت فرمائے اور ارشاد کیا کہ عدت گزرنے کے بعد مرحوم کی بیگم صاحبہ کو بھی معمول کے موافق خلعت دیا جائے گا۔ (23 اپریل 1847ء)

حضور نے ارشاد فرمایا کہ نواب زینت محل بیگم صاحبہ دریا محل والے مکان میں، جہاں مرزا شاہ رخ کی بیگمات وغیرہ فروکش ہیں، تشریف لے جائیں اور حکیم احسن اللہ خاں اور لالہ زور آور چند کے مشورے سے شہزادہ مرحوم کی بیگمات اور ان کی اصلی اولاد کو تنخواہ اپنے ہاتھ سے تقسیم فرمائیں۔ (4 جون 1847ء)

مرزا شیر شاہ سلاطین کی والدہ ماجدہ کے پھول تھے۔ تمام ارا کینِ سلطنت اور عمائدینِ شہر کو حکم دیا گیا کہ مسجد جہاں نما میں حاضر ہو کر فاتحہ خوانی میں شریک ہوں۔ (21 مئی 1847ء)

ناظر قلعہ کی رپورٹ آئی کہ فاطمہ سلطان بیگم اور ولی عہد مرحوم کی دوسری بیویاں شہر میں فاتحہ درود کرنے گئی تھیں اور کرنل گارڈنر کے مکان پر بھی پہنچی تھیں۔ حضورِ والا نے ارشاد

فرمایا کہ زنانے کی حفاظت رکھی جائے۔ شبِ برأت کے دن ولی عہد مرحوم اور مرزا شاہ رخ مرحوم کے محل میں نالہ و فغاں بپا تھا۔ (10 جولائی 1849ء)

چہلم

ولی عہد بہادر کے چہلم کے سلسلے میں شیرینی کے خوان ایجنٹ بہادر کپتان قلعہ اور ملازموں کو بھجوائے۔ (9 فروری 1849ء)

بابو سورج نرائن کو حکم دیا کہ ولی عہد مرحوم کے چہلم کے سلسلے میں ایک ہزار روپے کا کھانا تقسیم کرادیا جائے اور درگاہ چراغ دہلی میں روشنی کرادی جائے۔ (16 فروری 1849ء)

ولی عہد مرحوم کے چہلم کے سلسلے میں زینت محل بیگم، تاج محل بیگم اور شاہی تعلق کی تین سو عورتیں، بچے اور ولی عہد مرحوم کے تعلق کی پچاس عورتیں درگاہ روشن چراغ دہلی میں جمع ہوئیں۔ فقیروں کو کھانا تقسیم کیا گیا، درگاہ میں روشنی کی گئی اور چہلم کی رسوم ادا کر کے آگئیں۔ (20 فروری 1849ء)

صدقے خیرات کے مواقع

حادثہ

حضورِ والا محل کے اندر لاٹھی ہاتھ میں لئے چہل قدمی کر رہے تھے کہ اچانک قدم پھسلا اور پاؤں میں موچ آگئی۔ حکیم نے فوراً مالش کی اور بیگم صاحبہ نے صدقہ خیرات۔ (6 جولائی 1849ء)

صاحب ایجنٹ کی طرف سے مزاج پرسی کے لئے جمعدار حاضر ہوا۔ (10 جولائی 1849ء)

غسلِ صحت کی خوشی میں حجام کو ایک اشرفی انعام میں دی۔ (13 جولائی 1849ء)

بیماری

بادشاہ سلامت کی طبیعت کسی قدر ناساز تھی اس لئے منجموں کے کہنے کے موافق غلہ، گڑ، سونا، چاندی حضورِ انور کے جسم کے برابر تول کر فقرا غربا میں تقسیم کرویا گیا اور کالے کمبل وغیرہ بھی ضرورت مندوں میں بانٹے گئے۔ (7 مئی 1847ء)

بُرے خواب

افواہ ہے کہ عرش آرام گاہ (والد بادشاہ سلامت) اور ممتاز محل مرحومہ نے بادشاہ سلامت سے خواب میں کہا کہ تمہارے سر پر چار مصیبتیں آنے والی تھیں۔ دو تو ٹل گئیں' باقی دو بھی دُور ہو جائیں گی مگر تم قلعہ میں جاکر رہو' یہاں رہنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ کسی بزرگ نے زینت محل بیگم سے بھی خواب میں کہا ہے کہ تمہاری وجہ سے نمازیوں کو تکلیف ہے' تم قلعے کو جاؤ۔ حضورِ والا اور زینت محل بیگم نے اپنے اپنے خواب ظاہر کئے اور نجومیوں کے کہنے سے ایک گھوڑا' ایک ہاتھی اور پہننے کے کچھ کپڑے مشتاق شاہ درویش کو صدقے میں دیئے۔ (20 جولائی 1849ء)

(اسی ماہ کے آغاز میں بادشاہ سلامت قطب صاحب کے رہائشی محل میں چار ماہ قیام کے ارادے سے قلعہ سے آئے تھے اور اس خواب کے بعد بھی انہوں نے اپنا قیام پورا کیا۔ ضیاء الدین لاہوری)

سورج گرہن

بروز جمعہ 23 فروری (1849ء) کو صبح کے وقت سورج گرہن ہو گا اس لئے بہت سے آدمی کلچھتیر کو روانہ ہو گئے' کچھ گڑھ اور انوپ کو گئے۔ (20 فروری 1849ء)

بموجب جنتری آج جمعہ کے دن 23 فروری کو چار گھڑی رات رہے سورج گرہن ہے مگر رات ہوا تیز تھی' ابر بھی تھا اور طلوع سے پہلے اندھیرا اور غبار تھا۔ طلوع کے وقت آفتاب بالکل صاف تھا۔ کہتے ہیں کہ کسی نے پوشیدہ طور پر اشنا دان دیا ہے کہ بہت جلد سورج کا پیچھا چھوٹ گیا۔ (23 فروری 1849ء)

سورج گرہن کے سبب بادشاہ سلامت ترازو کے ایک پلے میں بیٹھے اور دوسرے پلے میں ست رنگا غلہ اور کچھ سونا چاندی وغیرہ رکھ کر وزن کیا گیا اور یہ ساری چیزیں اور ایک بھینسا اور گھوڑا اور دس روپے خیرات کئے گئے۔ (27 فروری 1849ء)

دیوالی

دیوالی کے دن اعلیٰ حضرت ترازو کے پلے میں بیٹھے' خیرات کی' غسل کر کے لباس تبدیل کیا' نذریں قبول فرمائیں۔ راجہ بھولاناتھ اور کنور سالگ رام وغیرہ نے مٹھائی کے کھلونے

بھیجے تھے، حضور کے ملاحظے میں پیش کئے گئے۔ دفتر کے ہندوؤں کو پانچ روز کی چھٹی ملی۔ (19 اکتوبر 1849ء)

ترازو میں تُلنے کا قدیم دستور

قدیم دستور کے موافق منجموں کی رائے سے تخت کے سامنے غلہ اور نقدی جمع کی گئی اور بادشاہ سلامت کو نقدی اور غلہ سے تولا گیا۔ اس وقت غریب غربا اور مسکینوں کی ایک جماعت دست بدعا تھی کہ یا اللہ، بادشاہ سلامت کے جسمِ اقدس میں روز افزوں اضافہ و ترقی مرحمت فرما تاکہ وزن زیادہ ہو جائے اور نقدی اَور زیادہ ملے۔ جتنا غلہ اور نقدی وزن میں آیا وہ سب کھڑے کھڑے تقسیم کر دیا گیا۔ (30 جولائی 1847ء)

بادشاہ کے سرپاؤں کا صدقہ

تین روز سے بادشاہ سلامت شہر میں قاسم خاں کی گزر میں زینت محل بیگم صاحبہ کے مکان میں تشریف رکھتے ہیں۔ بیگم مذکور نے طرح طرح کے فرش حضورِ والا کے قدموں کے نیچے بچھائے تھے اور ان کو بطورِ خیرات کے لٹوا دیا تھا، اور ایک سو روپے حضورِ والا کے سر پر نچھاور کر کے خیرات کئے تھے، اور سات اشرفیاں اور ایک سو ایک کشتیاں پوشاکی کپڑوں کی اور مٹھائیوں کی نذر میں پیش کی تھیں اور ہاتھی گھوڑے بھی نذر کئے تھے۔ (27 مارچ 1849ء)

(اس خبر میں ملکہ زینت محل بیگم کے شاہانہ مصارف کا جو نقشہ پڑھنے کو ملتا ہے اس کا ذکر بادشاہ کے متذکرہ بالا قیام کی مناسبت سے چھپی ہوئی درج ذیل دلچسپ خبر میں ملتا ہے جسے اسلم پرویز نے اپنی تالیف "بہادر شاہ ظفر" میں "خلاصہ اخبار" سے فارسی سے اردو میں منتقل کیا ہے:)

افواہ گرم ہے کہ بادشاہ قلعہ سے باہر بارہ روز تک دن رات نواب زینت محل بیگم کی حویلی میں پڑے رہے جو اندرونِ شہر لال کنواں میں واقع ہے۔ بیگم موصوف نے حضور کی دعوت پر اور انھیں اپنے ہاں رکھنے پر ایک ہزار روپیہ یومیہ خرچ کیا ہے۔ سبحان اللہ کیا بات ہے، یعنی جس کسی کو بھی بادشاہ کو اپنے گھر طلب کرنا منظور ہو ہزار روپیہ یومیہ خرچ کرے۔ بیگم موصوفہ کی حویلی کے خاکروب نے تھانے میں رپٹ درج کروائی ہے کہ بارہ روز سے شاہ

دہلی کا قیام بیگم زینت محل کی حویلی میں ہے۔ کسی ظریف نے کیا خوب کہا ہے کہ مراتبِ شاہی نہ داشتند وبطورِ رعایا شدند (وہ مراتبِ شاہی کی پروانہ کرتے ہوئے رعایا کی طرح رہتے ہیں۔) (20 اپریل 1849ء)

مذہبی مراسم کی ادائیگی

بارہ وفات کا لنگر

ربیع الاول شریف کی بارھویں تاریخ کو مداری مشرب فقیروں کی ایک جماعت حاضرِ دربار ہوئی۔ صوفی قادر شاہ کو خلعت سہ پارچہ مرحمت فرمایا گیا اور حکم ہوا کہ ان سب کو اُن کی مرضی کے موافق کھانا کھلایا جائے۔ (10 مارچ 1848ء)

بارہ وفات کے سلسلے میں قلعہ کے اندر اور جامع مسجد میں چراغاں کرایا اور خمیری روٹیاں قدم شریف کے فقیروں کو تقسیم کرائیں۔ (9 فروری 1849ء)

شبِ برأت کا حلوہ اور آتش بازی

شبِ برأت کی تقریب میں شیرینی اور حلوے کے خوان قلعۂ معلی میں سب کو تقسیم کیے گئے۔ ولی عہد بہادر اور صاحب زدگان اور سلاطین و عمائدین و رؤسا نے تہنیت و مبارک بادی کے طور پر نذریں پیش کیں۔ ازراہِ مرحمت جو نیا سلمان تیار ہوا تھا مرزا ولی عہد بہادر کو، اور سترلاتی بٹوے منصرم عہدہ نظارت کو مرحمت ہوئے۔ (6 اگست 1847ء)

شبِ برأت کے سلسلے میں حلوے روٹی کے خوان اور آتش بازی صاحب ایجنٹ اور کپتان قلعہ کو حضور والا نے بھیجی۔ صاحب ایجنٹ، کپتان قلعہ، مسٹر کالوِن کلکٹر، گڑھ کے کپتان، پادری، ڈاکٹر اور جنرل وغیرہ قطب صاحب کو (جہاں بادشاہ سلامت قیام پذیر تھے) آئے تھے۔ سب نے کھانا کھایا، آتش بازی کی سیر کی اور دہلی کو چلے گئے۔ (10 جولائی 1849ء)

جمعتہ الوداع کی نماز

بادشاہ سلامت کی طبیعت کسی قدر ناساز ہے، اس وجہ سے جمعہ کے دن الوداع کی نماز کے

لئے جامع مسجد میں رونق افروز نہیں ہوئے۔ جامع مسجد سے آثار شریف کو قلعہ کی مسجد میں طلب فرما کر زیارت و برکت حاصل کی۔ ایک اشرفی' ایک شیشہ گلاب اور بہت سے پھول نذر و نیاز میں پیش کئے۔ جہاندار شاہ بہادر متولی درگاہ شریف کو خلعت مرحمت فرمایا۔ (9 اکتوبر 1846ء)

جمعتہ الوداع کو حضور بادشاہ سلامت شان و شوکت کے ساتھ جامع مسجد دہلی میں تشریف لے گئے۔ خطبہ اور نماز سے فراغت کے بعد امام صاحب جامع مسجد کو خلعت مرحمت فرمایا۔ آتے جاتے وقت سلامی کی توپیں چھوڑی گئیں۔ (8 اکتوبر 1847ء)

حضور کا ارادہ تھا کہ جمعتہ الوداع کی نماز دہلی کی جامع مسجد میں پڑھ کر قلعہ معلی میں رونق افروز ہوں مگر مزاج مبارک کچھ خراب ہو گیا۔ حکیم کی تجویز سے مسہل کی گولی تناول فرمائی اور جامع مسجد جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا اور مرزا جہاندار متولی جامع مسجد کو حکم بھیج دیا کہ جمعہ کی نماز پڑھ کر حاضر ہو جائیں' ان کو خلعت عنایت فرمایا جائے گا۔ حضورِ والا نے یہ بھی حکم دے دیا کہ اب ملبدولت عیدالفطر کے دن عید گاہ کو جائیں گے' سو روپے کی بارود سلامی کے لئے خرید لی جائے۔ (17 اگست 1849ء)

عیدالفطر

عید کا چاند نکلا تو حضورِ والا نے توپوں کے سات فیر کرائے تھے۔ درگاہ اور جامع مسجد اور پتھروالی مسجد کے اماموں کو خلعت بھی عنایت کئے تھے اور دربار بھی کیا تھا جس میں نذر کی چودہ اشرفیاں اور دو سو سے زائد روپے پیش ہوئے تھے۔ (24 اگست 1849ء)

حضرت بادشاہ غازی ہفتہ کے دن شوال کی پہلی تاریخ کو قلعہ مبارک سے باہر تشریف لائے اور عید کی نماز پڑھنے کے لئے عید گاہ تشریف لے گئے' نماز جماعت کے ساتھ ادا کی اور حسبِ معمول نیاز کے لئے درگاہ آثار شریف میں حاضر ہوئے۔ اس سے فارغ ہونے کے بعد درگاہ شریف کے متولی شہزادہ جہاندار شاہ کو خلعت شش پارچہ اور امام جماعت کو خلعت دیا اور شمشیر عنایت فرمائی اور واپس قلعہ معلی میں تشریف لائے۔ آتے جاتے حسبِ ضابطہ شاہی اور انگریزی توپ خانوں سے سلامی کی توپیں سر ہوئیں۔

شام کے وقت تخت ہوادار پر سوار ہو کر ناظر کے باغ میں رونق افروز ہوئے۔ ناظر نے اشرفی پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد محفلِ رقص و سرود منعقد ہوئی۔ محفل کے ختم ہونے کے بعد محل خاص میں تشریف لے جاکر آرام فرمایا۔ ہر طرف سے مبارک باد کی آوازیں آئیں اور توپ خانے سے سلامی کی توپیں چھوٹیں۔ (24اکتوبر1845ء)

بادشاہ سلامت عیدالفطر کی نماز کے لئے مرشد زادہ آفاق مرزا ولی عہد بہادر کے ساتھ عیدگاہ تشریف لے گئے اور نماز پڑھنے کے بعد شاہانہ جاہ و حشم اور ملوکانہ شان و شوکت کے ساتھ ملازمین اور سرداروں کے جھرمٹ میں عیدگاہ سے واپس تشریف لائے۔ جو شان و شوکت بادشاہوں کے شایانِ شان ہوتی ہے اس کا اہتمام وانتظام کیا گیا تھا۔ لوگ راستے میں ہر جگہ بادشاہ سلامت کی خدمت میں تحفۂ دعا اور ہدیہ مبارک باد پیش کرتے تھے۔ آمدورفت کے وقت سلامی کی توپیں اس قدر بلند آواز کے ساتھ چھوڑی گئیں کہ ان کی آواز فلک الافلاک تک پہنچی۔ ہر غریب امیر کو انعامات' خلعت ہائے فاخرہ اور زرِ نقد تقسیم کیا گیا۔ بادشاہ کے اس انعام واکرام سے اراکین سلطنت بھی بہرہ اندوز ہوئے اور غریب غربا بھی شاہی دادو دہش اور بذل و سخا سے مالامال ہو گئے۔ (19اکتوبر1846ء)

عیدالضحیٰ

بادشاہ سلامت بقرعید کے دن زرق برق کپڑے پہن کر اور جواہراتِ نفیسہ زیبِ جسم فرماکر شاہانہ تزک واحتشام کے ساتھ عیدگاہ تشریف لے گئے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد عیدگاہ کے امام صاحب اور جامع مسجد کے امام صاحب اور کسی دوسرے امام صاحب کو خلعت ہائے فاخرہ مرحمت فرمائے۔ پھر اس کے بعد قربانی کی رسم ادا کی گئی اور اس روز کے مقررہ کام پورے کئے۔ آتے جاتے وقت سلامی کی توپیں شاہی وانگریزی توپ خانے سے چھوڑی گئیں۔ (2جنوری1846ء)

بروز عیدالضحیٰ بادشاہ سلامت زرق برق لباس زیب تن فرماکر بہت عمدہ گھوڑے پر سوار ہو کر عیدگاہ تشریف لے گئے۔ نماز سے فراغت حاصل کرنے کے بعد خلعت شش پارچہ' دو رقم جواہر' ایک قبضہ شمشیر مع پر تلہ خطیب صاحب کو اور کمخواب کی قبا' سہ رقم جواہر' ایک

دستار سربستہ اور گوشوارہ مقیش' ایک دوشالہ مرزا حضرت سلطان بہادر متولی مصلیٰ کو اور خلعت شش پارچہ' سہ رقم جواہر اور قبضہ شمشیر وقار الدولہ ناظم امورِ خانسامانی کو مرحمت فرمائے۔ اس کے بعد اونٹ کی قربانی کی گئی اور حاضرینِ مجلس نے نان و کباب کا شغل کیا۔ اس وقت نہایت شادمانی اور فرحت کا سازو سامان تھا۔ ایک' دوسرے کو مبارک باد دینے میں معروف نظر آتا تھا۔ چاروں طرف سے مبارک باد' مبارک باد کی صدائیں آرہی تھیں۔ جس راستے سے بادشاہ سلامت کی سواری گزری' اُمرا و رؤسا و اراکینِ سلطنت نے عید کی مبارکبادیں پیش کیں اور نذریں بھی گزرانیں۔ جب بادشاہ سلامت محل معلّٰی میں تشریف لے گئے تو تمام خاندان کی بیگمات' جن میں خاندان تیموریہ کی خواتین بھی شامل ہیں' مبارک باد عرض کرنے کے لئے بادشاہ سلامت کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور حسبِ حیثیت نذریں پیش کرنے کی عزت حاصل کی۔ آتے جاتے شاہی اور انگریزی توپ خانے سے نہایت بلند آواز کے ساتھ سلامی کی توپیں چھوڑی گئیں۔ (25 دسمبر 1846ء)

(محاصرہ دہلی 1857ء کے دوران بھی عیدوں کے مواقع پر خلعت اور نذروں کے لوازمات معمول کی طرح ادا کئے گئے۔ جیون لال نے اپنی ڈائری میں اس وقت کی عید الضحیٰ کی کیفیت درج ذیل صورت میں بیان کی ہے:) "بادشاہ اعیانِ سلطنت کی معیت میں عید کی نماز ادا کرنے کی غرض سے مسجد میں تشریف لے گئے اور جامع مسجد' چھوٹی مسجد اور عید گاہ کے مولویوں میں کپڑوں کے چھ جوڑے اور موتیوں کی تین مالائیں تقسیم کیں۔ مرزا احمد سلطان اور مرزا جاندار خاں کو چار چار خلعت اور تین تین مالائیں عطا فرمائیں۔ بادشاہ نے عید گاہ میں بھیڑ کی قربانی بھی کی۔ مرزا جواں بخت اور حکیم احسن اللہ' راجہ اجیت سنگھ رئیس پٹیالہ' ناظر حسن' مرزا مظفر الدولہ' کپتان دلاور علی خاں اور دیگر افسران نے اپنے اپنے رتبے اور مرتبے کے لحاظ سے نذریں پیش کیں جن کی مجموعی مقدار آٹھ اشرفیاں اور ایک سو بیس روپے تھی۔" (یکم اگست 1857ء)

مخصوص ایام

آخری چہار شنبہ کے چھلے

بادشاہ سلامت لال قلعے میں رونق افروز ہیں۔ ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ کے دن باغ حیات بخش میں تشریف لے گئے۔ مٹی کی ایک ہانڈی میں خود بدولت نے ایک اشرفی ڈالی اور ہانڈی کو پاؤں سے توڑ کر زمین کی گھاس کو پاؤں سے روندا۔ پھر دیوان خانے میں آکر مسند آرا ہو کر دربار کیا۔ مرشد زادے اور ملازم آداب شاہی بجالائے۔ منصرم جواہر خانہ نے کشتی میں چاندی سونے کے چھلے پیش کئے۔ حضور نے پانچ چھلے اٹھا کر اپنی انگلی میں پہن لئے۔ پندرہ چھلے زینت محل بیگم کو اور پانچ پانچ دوسری بیگمات کو دیئے۔ ولی عہد کے نام کے سات چھلے اپنے پاس رکھ لئے اور پانچ پانچ مرزا فخرالدین اور دوسرے مرشد زادوں کو عنایت فرمائے۔ سات چھلے گورنر جنرل بہادر کو' پانچ چھلے ان کی میم صاحبہ کو اور چھ چھلے لفٹنٹ گورنر بہادر آگرہ کو بھجوائے۔ معظم الدولہ صاحب ایجنٹ بہادر کو دس چھلے' پانچ ایجنٹی اور پانچ خطابِ فرزندی کے' روانہ کئے اور کپتان قلعہ کو آٹھ چھلے دیئے' چار کپتان قلعہ کے عہدے کے اور چار سیکرٹری شپ کے۔ ایک ایک چھلہ سورج نرائن مختار کار اور حکیم احسن اللہ خاں کو مرحمت فرمایا۔ پھر ہوادار پر سوار ہو کر دریا پار درگاہ سید محمود بحارؒ کی زیارت کر کے نذر نیاز پیش کرنے کے بعد واپس تشریف لے آئے۔ (26 جنوری 1849ء)

حضور کے خسر احمد قلی خاں حاضر ہوئے۔ آخری چہار شنبہ کے سلسلے میں حضور نے اٹھارہ چھلے ان کو عنایت فرمائے' پانچ چھلے میاں کالے صاحب پیرزادے کو دیئے اور چار چار چھلے مرزا بختہ' مرزا محمود اور ہمایوں کو بھجوائے۔ فتح علی داروغہ تخت خانہ اور مرزا علی اور حیدر علی کو بھی چھلے مرحمت فرمائے۔ (30 جنوری 1849ء)

نوروز اور حضرت علیؓ کا دسترخوان

آج نوروز تھا' اس لئے حضور بادشاہ سلامت نے نوروز کے دربار میں عباسی رنگ کی پوشاک پہنی تھی اور مرشد زادوں اور بیگمات کو بھی عباسی رنگ کی پوشاک پہننے کا حکم دیا تھا۔

آج کے دن جہاں پناہ کے محل میں حضرت علیؓ کے دستر خوان کی نیاز ہوتی ہے۔ جو کے ستو بڑے بڑے خوانوں میں چوٹی دار بھر کر دستر خوان پر رکھ دیئے جاتے ہیں اور پردے چھوڑ دیئے جاتے ہیں اور باہر بیٹھ کر نیاز دی جاتی ہے۔ پھر پردے باندھے جاتے ہیں اور شمع کی روشنی سے ستوؤں کو دیکھا جاتا ہے۔ آج ایک خوان کے ستوؤں پر حضرت علیؓ کی تسبیح کے ایک دانے کا نشان نظر آیا اور حضور جہاں پناہ نے اس خوان کے ستو پہلے خود بطورِ تبرک کے نوش فرمائے اور پھر اپنے دستِ مبارک سے وہ ستو شہزادوں اور بیگمات کو تقسیم کئے اور اس کے بعد سب نے بارگاہِ جہاں پناہ میں نذریں پیش کیں۔ کہا جاتا ہے کہ اگر دستر خوان پر چنے ہوئے کھانوں میں سے کسی کھانے پر کوئی خاص نشان نظر آتا ہے تو یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے یہ نیاز قبول کی اور اس پر اپنی انگلی کا نشان لگا دیا۔ دستر خوان پر ہر قسم کے کھانے تھے اور جو کے ستو بھی تھے۔ حضرت علیؓ کی تسبیح کا نشان صرف جو کے ستوؤں پر ظاہر ہوا تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ان ستوؤں کو اس طرح چوٹی دار چنا گیا تھا کہ کہیں کسی چھوٹے بڑے نشان کی گنجائش نہیں رہی تھی مگر جب تسبیح کا نشان اس میں نظر آیا تو سب کو بڑی خوشی ہوئی کہ حضرت علیؓ نے یہ ستو قبول فرمائے۔ (23 مارچ 1849ء)

حضرت بادشاہ سلامت نوروز کی تقریب میں دولت سرائے واقع حضور قطب صاحب میں فاختائی رنگ کے کپڑے پہن کر چاندی کی کرسی پر جلوہ افروز ہوئے۔ محل سرا کی بیگمات نے، مرشد زادوں نے اور اراکینِ سلطنت نے نذریں پیش کرنے کا اعزاز و افتخار حاصل کیا۔ (17 اپریل 1846ء)

شش پارچہ اور سہ رقم جواہر حضرت شاہ مردان (حضرت علیؓ) کی نیاز کے دستر خوان اور مہندی کی تیاری کے لئے راجہ بھولا ناتھ کو مرحمت فرمائے۔ (یکم مئی 1846ء)

باب سوم

عقیدت رنگ

ادب واحترام

آثارِ مقدس کی تعظیم

حضورِ انور عاشورے کے دن درگاہ شریف کے آثار کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ مرزا جاندار متولی کو خلعت قبائے خاص' سہ رقم جواہر' دستار سربستہ' گوشوارہ مرصع اور حافظ محمد قطب الدین کو خلعت شش پارچہ' سہ رقم جواہر اور ان کے لڑکے کو خلعت سہ پارچہ اور دو رقم جواہر اور سادات عالی درجات کو پہننے کے کپڑے اور زرنقد اور فقرا و مساکین کو نیاز کا کھانا مرحمت فرمایا اور اللہ بندہ نقیب الاولیا کو ان کی ماں کی تعزیت کے طور پر خلعت سہ پارچہ عطا فرمایا۔ (22 جنوری 1847ء)

زری کے کام کی منقش چادر' جو جامع مسجد کے آثار شریف کے واسطے تیار کرائی تھی' تیار ہو کر آگئی۔ بادشاہ سلامت نے اسے بہت پسند فرمایا اور بنانے والے کو انعام دیا۔ (25 جون 1847ء)

(جیون لال اپنے روزنامچے میں لکھتا ہے:) "آنحضرت ﷺ کا جبہ اور نعلین بڑے تزک واحتشام کے ساتھ پیدل فوج کی کمپنی اور چار ہاتھیوں کے جلوس کے ساتھ نکالے گئے۔ بادشاہ نے ان آثار مقدس کا بہت ادب کے ساتھ استقبال کیا اور ایک اشرفی اور پانچ روپے کی نذر دی اور حکم دیا کہ انہیں واپس لے جایا جائے۔ ساتھ ہی قطب الدین کو خلعتِ فاخرہ عنایت

کیا اور جامع مسجد کے دربان کے لئے تین جوڑے' ایک ہیرا اور زر بفت کا ایک تھان' دوشالیں اور پگڑی پر ڈالنے کے لئے ایک کڑھا ہوا رومال بھی۔ دونوں حضرات نے شکریہ ادا کیا اور بادشاہ کی خدمت میں دو دو روپے کی نذر پیش کی۔" (31 اگست 1857ء)

غوث پاک کی نیاز

راجہ بھولا ناتھ نے حضور پیرانِ پیر غوث الاعظم دستگیرؒ کے عرس کے فرائض کو خیروخوبی کے ساتھ انجام دیا تھا اس لئے بادشاہ نیک خیال و نیک پسند نے انہیں خلعت شش پارچہ اور سہ رقم جواہر مرحمت فرمایا۔ (23 اپریل 1847ء)

راجہ بھولا ناتھ کی معرفت دیوان خانے میں حضرت غوث الاعظمؒ کی نیاز کی مینڈنی تیار کرائی۔ حضورِ انور نے خود شمع روشن کی' ملیدہ کے خوانوں پر فاتحہ پڑھی اور خوان تقسیم کر کے آتش بازی اور روشنی کا تماشا دیکھا۔ (9 مارچ 1849ء)

جہاں پناہ بادشاہ سلامت نے راجہ بھولا ناتھ کو حضرت غوث الاعظمؒ کی نیاز کا انتظام کرنے کے سلسلے میں چھ پارچے کا خلعت عنایت فرمایا۔ (13 مارچ 1849ء)

تبرکات پیش کرنے والوں کی قدر

حافظ محمد حسین صاحب پیرزادہ کو' جو پیرانِ گنگوہ کے مزارات کی دستار و تبرکات لے کر حاضر ہوئے تھے' بادشاہ سلامت نے ایک دوشالہ مرحمت فرمایا اور نہایت اخلاص و عقیدت کے ساتھ انہیں رخصت کیا۔ (20 فروری 1847ء)

پیرزادہ قطب الدین نے آم والی درگاہ کا تبرک اور تسبیح اور دستار پیش کی۔ حضورِ والا نے پچیس روپے اور چار کپڑے عنایت فرما کر رخصت کیا۔ (6 مارچ 1849ء)

قاضی عزیز اللہ اور عظیم الدین نے حاضر ہو کر درگاہِ قطب کے تبرکات پیش کئے اور ایک ایک خلعت سہ پارچہ جواہر رقم انعام میں پایا۔ (5 جون 1849ء)

اولیائے ہند کے نام پر

حضور بادشاہ سلامت نے صاحب کلاں بہادر کے نام اس مضمون کا ایک شقہ تحریر فرمایا کہ مجاہد پور کے نالے پر ایک مضبوط پل بہت جلد تیار کیا جائے تاکہ حضور قطب الاقطاب قدس

سرہٗ کے مزارِ مبارک پر آنے جانے والوں کو برسات میں تکلیف نہ ہوا کرے۔ جو کچھ خرچ ہوگا' شاہی آمدنی میں سے فی صدی ایک روپیہ کے حساب سے وضع کر لیجئے گا۔ (25 ستمبر 1846ء)

بادشاہ سلامت نے نواب معظم الدولہ بہادر کے نام ایک شقہ جاری فرمایا کہ حضور قطب الاقطاب کی درگاہ شریف جاتے وقت راستے میں جو پل پڑتا ہے اس کی مرمت کی جائے۔ اس کام کے واسطے تین سو روپے کی منظوری دی جاتی ہے۔ اس حکم کی تعمیل میں دیر نہ ہو کیونکہ پل بہت شکستہ ہے اور آنے جانے والوں کو تکلیف ہوتی ہے۔(9 اپریل 1847ء)

صاحب کلاں بہادر کے نام حکم جاری ہوا کہ اس فصل کے غلہ وغیرہ کی آمدنی میں سے ایک ہزار روپیہ مجاہد پور کے پل کی تیاری کے لئے کلکٹر بہادر کو دے دیا جائے۔ (9 جولائی 1847ء)

منت مرادیں

(محاصرہ دہلی کے دوران جیون لال روزنامچے میں لکھتا ہے:) بادشاہ نے الہامی لہجے میں فرمایا کہ اگر مجھے کامل فتح ہوئی تو میں فتح کے بعد آگرہ جاؤں گا اور اجمیر کے دربار میں حاضری دوں گا اور شاہ سلیم چشتی کے مزار کی زیارت کروں گا' بشرطیکہ خدا کو منظور ہوا اور اس نے میری تمام خواہشات کو پورا کر دیا۔(19 جولائی 1857ء)

مزارات پر حاضری اور عُرسوں میں شرکت

خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ

حضرت بادشاہ سلامت حضور قطب صاحبؒ کے مزار پر رونق افروز ہوئے۔ درگاہ کے قریب جو محل بنوایا ہے اس کے خس خانے کو ملاحظہ فرما کر چھپر بند کے افسر کو ایک جوڑا دوشالہ مرحمت فرمایا۔(13 جون 1845ء)

بادشاہ سلامت حضور قطب الاقطابؒ کے مزارِ پُر انوار پر حاضر ہونے کی غرض سے قلعہ

معلّٰی سے باہر تشریف لائے۔ ایک ہزار روپیہ دیگر بعض ضروری اخراجات اور مزارات کی مرمت کے لئے حافظ محمد داؤد خاں کو مرحمت فرمایا۔ اثنائے راہ میں حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاقدس سرہٗ کی درگاہ میں حاضر ہو کر کلام اللہ شریف کے ختم میں شریک ہوئے اور معمول کے موافق نیاز و فاتحہ میں شرکت فرمائی۔ ہم رکابی میں سردار اور خدام حاضر تھے' سب کو تبرک تقسیم فرمایا اور پھر ہاتھی پر سوار ہوئے اور اپنے برابر نواب حامد علی خاں کو بٹھایا۔ انہوں نے اس افتخار و اعزاز کے شکریے میں نذر پیش کی۔ اس کے بعد مہولی حضور خواجہ قطب صاحبؒ کے مزار پر تشریف لے گئے' فاتحہ خوانی کی اور دربار سے تبرک' دستار اور حلقہ کمان دیا گیا۔ پھر اپنے دولت خانہ میں تشریف لے گئے۔ (6 نومبر 1846ء)

بادشاہ سلامت نے حضور قطب الاقطابؒ کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر فاتحہ خوانی کی' نیاز دلائی' تبرک لے کر دولت خانہ معلّٰی پر واپس آئے۔ آمد و رفت کے موقع پر انگریزی و شاہی توپ خانوں سے سلامی کی توپیں چھوڑی گئیں۔ اثنائے راہ میں کسانوں نے گلدستے کے تحفے اور نذریں بادشاہ دہلی خلد اللہ ملکہ' کی خدمت میں پیش کرنے کا افتخار حاصل کیا۔ (2 اپریل 1847ء)

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مزارِ اقدس پر حاضر ہوئے۔ معمول کے موافق نذر پیش کی۔ خدام نے دستار' حلقہ کمان اور تبرک دیا۔ عرض کیا گیا کہ ابھی حضور قطب صاحبؒ کے مزار شریف کا بڑا دروازہ بن کر تیار نہیں ہوا۔ حضور نے تاکیدی حکم جاری فرمایا کہ اس کو بہت جلد تیار کرنا چاہیے۔ (21 مئی 1847ء)

میرِ عمارت نے درگاہِ حضرت خواجہ قطب الاقطابؒ کے سامنے اس خوب صورتی اور زیبائش کے ساتھ دروازہ تعمیر کرایا کہ حضورِ انور بہت مسرور و محظوظ ہوئے۔ خلعت دوشالہ' قبائے کمخواب اور سہ رقم جواہر سے معزز و ممتاز فرمایا اور محررِ تعمیر کو بھی خلعت سہ پارچہ اور دو رقم جواہر عطا ہوئے۔ (10 ستمبر 1847ء)

بادشاہ سلامت حضور خواجہ قطب الاقطاب قدس سرہ' کی درگاہ شریف میں فاتحہ خوانی کے لئے حاضر ہوئے۔ آمد و رفت کے وقت شاہی اور انگریزی توپ خانوں سے سلامی کی توپیں

اس قدر بلند آواز سے چھوڑی گئیں کہ چاروں طرف غلغلہ ہو گیا اور افلاکیوں کے کان بہرے ہو گئے۔(25 جون 1847ء)

خواجہ غریب نوازؒ کا عرس / مینڈنی / چھڑیوں کا میلہ

جن فقیروں نے حضرت خواجہ شہنشاہ اولیائے ہند معین الدین چشتیؒ کے عرس شریف کی یادگار کے طور پر ڈیوڑھی خاص پر خواجہ کا جھنڈا لگایا تھا' بادشاہ سلامت نے ان کو ایک سو روپیہ نقد اور نقرئی چراغ درگاہ میں نذر کے لئے مرحمت فرمایا اور کھانے کے خوان لگا کر بھیجے اور زرِ نقد دستور کے موافق حضرت قطب صاحبؒ کی چھڑیوں کے لیئے بھی تقسیم فرمایا۔(18 جولائی 1845ء)

حضرت سراج الدین محمد ابو ظفر بہادر شاہِ دہلی خلد اللہ سلطنتہ' حضرت قطب الاقطابؒ کے مزارِ کرامت آثار پر رونق افروز ہوئے۔ حضور غریب نواز خواجہ اجمیر کی مینڈنی روانگی کے لئے تیار تھی۔ بادشاہ سلامت نے مبلغ ایک سو روپے مرزا بہادر بخش کو مینڈنی کے لئے مرحمت کئے اور ساتھ جانے کا حکم دیا اور ایک دو چوبہ' دو عدد اونٹ فراشوں اور سائبانوں کے ساتھ مینڈنی کے ہمراہ روانہ کر دیئے اور خود اولیا مسجد تک مینڈنی کی مشایعت کے لئے تشریف لائے۔ پھر اس کو رخصت کر کے مراجعت فرمائی۔(25 جولائی 1845ء)

مرزا صلاح الدین بہادر' مرزا محمد بخش بہادر سلاطین کے بھائی' اجمیر شریف کی زیارت سے واپس آئے اور پندرہ آدمیوں کی ایک جماعت کے ساتھ حضور کی خدمتِ اقدس میں نذرانہ پیش کیا۔ کشتیاں جن میں لکڑی کے کھلونے' چاندی اور تانبے کے آب خورے' سونے کے ملمع کئے ہوئے آب خورے' کمان کے حلقے اور ترکش' دستار و تسبیح اور اَور بھی تحفے وغیرہ تھے حضورِ والا کی نذر گزارے۔(5 ستمبر 1845ء)

شہنشاہِ اولیا خواجہ معین الدین چشتیؒ کی درگاہ شریف کی نیاز کے لئے ایک چاندی کا چراغ' ایک نقارے کا جوڑا' ایک اشرفی اور پانچ روپے مینڈنی لے جانے والے فقرا کو دیئے گئے۔ یہ فقرا ہر سال مینڈنی لے کر دہلی سے اجمیر شریف تک پاپیادہ جاتے ہیں ...... سو روپے خواجہ غریب نواز کی درگاہ کے لئے اور خلعت سہ پارچہ وکیل متعینہ درگاہ کے لئے چھڑیوں کے میلے کی

تقریب میں عطا کئے۔(10جولائی 1846ء)

حضرت بادشاہ سلامت حضرت شہنشاہِ اولیا خواجہ معین الدین چشتیؒ کے عرس کے موقع پر حضور قطب الاقطاب قدس سرہ' کے مزارِ پُر انوار پر حاضر ہوئے' نیاز دلوائی اور آستانہ کے خادموں کو ایک ایک اشرفی نذر دی۔(24جولائی 1846ء)

حضورِ والا خواجہ معین الدین چشتیؒ کی چھڑیوں کے میلے میں (قطب صاحب) تشریف لے گئے۔ پھر معمول کے موافق حضور غریب نواز کی نیاز دلائی۔ اس کے بعد واپس قلعۂ معلیٰ میں تشریف لائے۔(25جون 1847ء)

خواجہ نظام الدین اولیاؒ

جہاں پناہ نے مرزا محمد سلطان فتح الملک شاہ بہادر کو اپنے ساتھ لے کر حضور سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاؒ کی درگاہ شریف میں حاضر ہونے کا قصد کیا۔ اس وقت دیوانِ عام سے اور قلعۂ معلیٰ کے دروازے کے انگریزی آتش خانے سے سلامی کی توپیں سرہوئیں۔ چار گھڑی دن چڑھے حضرت ظلِ سبحانی درگاہ شریف روانہ ہوئے۔ مزارِ پُرانوار پر حاضر ہو کر متوسلینِ درگاہ کو روپے تقسیم کئے۔ پھر کلام اللہ شریف کے ختم میں شرکت فرمائی اور نیاز میں بھی شریک ہوئے(9نومبر1844ء)

حضور جہاں پناہ حضور پُرنور سلطان نظام الدین اولیاؒ کے مزارِ کثیرالانوار پر رونق افروز ہوئے۔ گیارہ روپے نقد' شیرینی' شیشہ گلاب نیاز کے لئے دیئے اور پھر اپنی حویلی میں' جو حوالی قطب صاحب میں واقع ہے' تشریف لے گئے اور بعض ضروری کاموں سے فراغت حاصل کرکے استراحت فرمائی۔(24اپریل 1846ء)

حضور بادشاہ سلامت عرس کی تقریب میں حضور سلطان الاولیا محبوب الٰہی قدس سرہ' کے مزارِ پُرانوار پر حاضر ہوئے۔ پھولوں کی ایک ایک چادر اور گلاب کا شیشہ' ایک ایک اشرفی اور پانچ پانچ روپے حضرت نظام الدین اولیاؒ اور حضرت امیر خسروؒ کے مزارات کے لئے بطورِ نیاز نذر پیش کئے۔ ایک اشرفی خدام کو مرحمت فرمائی اور اپنے دولت خانہ واقع درگاہ حضور قطب صاحب میں واپس تشریف لے گئے۔(8مئی 1846ء)

حضور خواجہ نظام الدین اولیا قدس سرہ' کے عرس کی تقریب میں جہاں پناہ شان و شوکت کے ساتھ تشریف لائے۔ مزارِ مبارک پر حاضر ہو کر فاتحہ خوانی کی' ختم شریف میں شریک ہوئے' تبرک حاصل کیا' دعائیں مانگیں اور پھر مراجعت فرمائی۔ سترھویں شریف کا نظارہ قابلِ تعریف و توصیف ہوتا ہے۔ ہر مقام اور ہر جگہ کے آدمی کشاں کشاں چلے آتے ہیں' روحانی برکتیں حاصل کرتے ہیں اور رخصت ہو جاتے ہیں۔ (22 اکتوبر 1847ء)

(بادشاہ سلامت) قلعہ سے براستہ زیر جھروکہ بر آمد ہوئے اور بہت تھوڑے آدمیوں کے ساتھ جریدہ درگاہِ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ میں حاضری دے کر واپس چلے آئے۔ (6 اپریل 1849ء)

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے عرس میں ہوادار پر تشریف لے گئے۔ کچھ اشرفیاں' روپے اور پھول نیاز میں پیش کر کے واپس تشریف لے آئے۔ (11 ستمبر 1849ء)

سید محمود بحارؒ

بادشاہ سلامت ایک روز حضرت سید محمود بحارؒ کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر قیام فرمایا۔ تبرک اور دستار حاصل کرنے کے بعد واپس تشریف لائے۔ (12 مارچ 1847ء)

میراں شاہ عبداللہؒ : حضور بادشاہ سلامت نواب شاہ آبادی بیگم صاحبہ کے ساتھ دریائے جمنا کی طرف شکار کی غرض سے تشریف لے گئے اور میراں شاہ عبداللہؒ کی درگاہ میں بھی حاضر ہوئے۔ معمول کے موافق نیاز دلائی' شیرینی تقسیم کی اور پھر قلعہ معلی میں واپس تشریف لائے۔ (18 جون 1847ء)

میر محمدی صاحبؒ : حضور بادشاہ سلامت ایک دن میر محمدی صاحبؒ کے گھر میں تشریف لے گئے۔ توپ خانہ انگریزی و بادشاہی سے حسب معمول سلامی کی توپیں چھوڑی گئیں۔ (26 دسمبر 1845ء)

ایک شقہ مرزا محمد شاہ رخ بہادر کے نام روانہ فرمایا کہ محض تمہاری خاطر سے جو زر مقررہ حضرت میر محمدی صاحبؒ کے عرس کے لئے دیا جاتا تھا اسے مرزا عالی بخت بہادر کی تولیت میں

بحال رکھا اور جو کچھ واجب الادا تھا مرحمت فرمادیا تاکہ وہ عرس کے مصارف اور دیگر ضروریات کا کلی طور پر جس طرح مناسب سمجھیں انتظام کرسکیں۔(4 ستمبر1846ء)

بقر عید کے دن حضرت میر محمدی صاحبؒ مرحوم کا عرس منعقد ہوتا ہے۔ بادشاہ سلامت عرس میں شرکت کی غرض سے تشریف لے گئے' ختم میں شریک ہوئے اور تبرک لے کر واپس تشریف لائے۔(25 دسمبر1846ء)

مولانا فخرالدینؒ : مبلغ دو سو روپے حضرت مولانا فخرالدین صاحبؒ کے عرس کے لئے پیرزادہ میاں کالے صاحب (نبیرہ صاحب عرس) کو عنایت کئے گئے۔(یکم اگست 1845ء)

16 محرم الحرام کو حضورِ انور نہایت جاہ و حشم کے ساتھ حضرت خواجہ قطب صاحب کے مزارِ پُر انوار پر حاضر ہوئے۔ فاتحہ پڑھی' تبرک لیا' دستار زیبِ سر فرمائی اور پھر حضرت مولانا فخرالدین صاحب وغیرہ کے مزارات پر حاضر ہوئے۔ مولانا فخرؒ کا عرس تھا' اس میں شرکت فرمائی' خدام کو نذریں دیں۔ تھوڑی رات گئے دوبارہ تشریف لائے اور ختم میں شرکت فرمائی۔ ایک دستار اور ایک بنارسی دوپٹہ حضرت شاہ غلام نصیرالدین عرف کالے صاحب کو عنایت فرمایا۔ مراسمِ عرس سے فراغت حاصل کرنے کے بعد اپنے دولت خانے میں تشریف لے گئے۔

(29 جنوری 1847ء)

لالہ زور آور چند سے ارشاد ہوا کہ برادرانِ خاص کے واسطے اور دیگر سلاطین کے واسطے اور حضرت کالے صاحبؒ کے واسطے وہ کھانا حاضر کرو جو حضرت مولانا محمد فخرالدین قدس سرہ' کے عرس کے موقع پر تیار کرایا گیا تھا۔ حضرت بادشاہ سلامت بہ نفس نفیس محفلِ عرس میں شریک ہوئے' شیرینی کے خوانوں پر فاتحہ پڑھی' حضرت میاں کالے صاحب سے معمول کے موافق دستار اور تبرک حاصل کیا اور حسبِ دستورِ قدیم نذرانہ پیش کیا۔(9 جولائی 1847ء)

شاہ کلیم اللہؒ

اتوار کے دن سوار ہو کر حضرت شاہ کلیم اللہ کے عرس کے سلسلے میں خانم بازار کی طرف تشریف لے گئے۔ مزار پر پہنچ کر چار روپے' ایک اشرفی' پھولوں کا دونا' مٹی کا پیالہ اور گلاب کا ایک قرابہ نذر کیا۔ روشنی اور کھانے کے لئے سو روپے دیئے۔ پھر مراجعت فرما کر قلعہ میں

داخل ہو گئے۔ در آمد بر آمد کے وقت شاہی اور انگریزی توپ خانے کی سلامی ہوئی۔ (20 فروری 1849ء)

سلطان غازیؒ

حضورِ والا مزارِ سلطان غازی پر حاضر ہو کر نیاز نذر کر کے تبرک لے کر واپس تشریف لے آئے۔ (13 جولائی 1849ء)

اعلیٰ حضرت قطب صاحب میں تشریف فرما ہیں۔ ہوادار پر سوار ہو کر سلطان غازیؒ کے مزار پر جا کر فاتحہ پڑھی' پھولوں کا دونا چڑھایا' مزار کے خادموں کو پانچ روپے عنایت فرمائے اور واپس تشریف لے آئے (14 ستمبر 1849ء)

روشن چراغ دہلی

اعلیٰ حضرت نے درگاہِ چراغ دہلی میں حاضری دی۔ چند روپے نیاز کے لئے دیئے' پھولوں کا دونا چڑھایا اور کچھ روپے فقیروں کو مرحمت فرمائے۔ پھر واپس تشریف لے آئے۔ (9 اکتوبر 1849ء)

آباؤ اجداد کے عرس

زور آور چند کو حکم ہوا کہ پانچ سو روپے حضرت عرش آرام گاہ (والد بادشاہ سلامت) کے عرس میں خود جا کر صرف کرو۔ حکم کی تعمیل میں زور آور چند نے خوان ہائے طعام محل میں بھجوا دیئے جسے سرداروں اور دیگر اشخاص میں تقسیم کر دیا گیا۔ حضورِ والا نے فاتحہ پڑھی اور فی کس پانچ روپے اور ایک فرد کمبل درویشوں کو مرحمت فرمائے۔ پھر آتش بازی کا نظارہ دیکھا اور قوالی سنی۔ (یکم اگست 1845ء)

حضرت عرش آرام گاہ طالب نژاد کے عرس کی تقریب کے موقع پر ایک ہزار تورے محلات شاہی میں اور پانچ سو تورے اُمرا میں تقسیم کئے گئے۔ (10 جولائی 1846ء)

حضورِ انور حضرت عرش آرام گاہ کے عرس کے موقع پر رات کو چراغاں کا تماشا ملاحظہ کرنے کے لئے تشریف لے گئے اور درگاہ کے خادموں کو ایک ایک جوڑا پوشاک عطا فرمایا۔ (9 جولائی 1847ء)

ارشاد ہوا کہ ہماری دادی قدسیہ بیگم صاحبہ کے عرس کے مصارف کے لئے مرزا عبداللہ شاہ کو ایک سو پچاس روپے دے دیئے جائیں تاکہ انتظام میں کسی قسم کی دشواری نہ ہو۔ (2 اپریل 1847ء)

اعلیٰ حضرت نے باورچی خانے کے داروغہ کو حکم دیا کہ رمضان بھر روزانہ دس روپے قیمت کی روٹی شاہ عالم اور بادشاہ اکبر شاہ کے مزاروں کے فقیروں کو تقسیم کی جائے۔ (17 اگست 1849ء)

فقرا و مساکین کی عزت افزائی

درویشوں کی امداد

ایک درویش مکہ معظمہ جانے والا تھا' حضور نے اس کو چھبیس روپے مرحمت فرمائے۔ (13 جون 1845ء)

میراں شاہ درویش کو' جو مکہ معظمہ کی زیارت کے لئے گئے ہوئے تھے' بادشاہ سلامت نے پچیس روپے عطا فرمائے۔ (18 جولائی 1845ء)

دو درویشوں نے حج بیت اللہ کے سفر کی اجازت طلب کی' ہر ایک کو پندرہ پندرہ روپے دیئے گئے۔ (17 اپریل 1846ء)

ایک درویش نے حاضر ہو کر ایک تسبیح اجمیر شریف کی نذر کے طور پر پیش کی اور ایک اشرفی انعام میں لی۔ (5 جون 1846ء)

محمد علی درویش حاضر ہوئے اور مکہ معظمہ جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ بادشاہ سلامت نے پچیس روپے عنایت فرمائے۔ (10 جولائی 1846ء)

ایک دن بادشاہ سلامت حضرت خواجہ قطب صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی درگاہ سے واپس ہوتے وقت اولیا مسجد میں تشریف لے گئے۔ ایک درویش اس جگہ یادِ الٰہی میں مشغول تھے' بادشاہ سلامت نے انہیں کچھ روپے مرحمت فرمائے۔ (15 جنوری 1847ء)

فرقہ مداریہ ملنگ کے سرگروہ ایرانی شاہ کو بادشاہ سلامت نے خلعت سہ پارچہ اور دو اشرفیاں عطا فرمائیں اور ان کے مریدوں میں سے ہر ایک کی دعوت فرما کر سب کو دلشاد کیا اور اس کے ساتھ نقدی بھی مرحمت فرمائی۔ (19 مارچ 1847ء)

رام پور کے ایک درویش امیر شاہ بادشاہ سلامت کی ملاقات سے شرف یاب ہوئے۔ بہت دیر تک معارف و حقائق کی گفتگو رہی۔ میر احمد علی کا ذکر آیا تو امیر شاہ درویش نے ان کی سفارش فرمائی۔ بادشاہ سلامت نے خلعت سہ پارچہ اور دو رقم جواہر عطا فرمائے۔ (12 اپریل 1847ء)

ظہور علی شاہ درویش تین سو ملنگ فقیروں کے ساتھ درگاہِ حضرت شاہ مدارؒ سے آیا اور عقیق کا ایک کنٹھا نذر میں پیش کیا۔ حضور والا نے سب کو شیر برنج کھلائی۔ ظہور علی شاہ کو تین کپڑے، دو اشرفیاں اور چند روپے عنایت فرمائے۔ باقی فقیروں کو کئی کئی روپے اور کئی کئی پیسے دے کر رخصت فرمایا۔ (6 فروری 1849ء)

آدم شاہ درویش نے حاضر ہو کر سلام کیا۔ حضورِ والا نے ایک چادر اور ایک اشرفی عنایت فرمائی۔ (3 جولائی 1849ء)

جلال شاہ درویش اجمیر سے آیا، صندل کی تسبیح پیش کی، انعام میں پانچ روپے ملے۔ (13 جولائی 1849ء)

محمد شاہ درویش آگرہ سے آیا ہے اور اجمیر جانا چاہتا ہے۔ سرکار نے سفر خرچ کے لئے چند روپے اس کو عطا فرمائے۔ (27 اگست 1849ء)

مقصود شاہ فقیر نے صندل کی تسبیح پیش کی۔ حضور نے چند روپے عنایت فرمائے۔ (4 ستمبر 1849ء)

خدام کی خدمت

درگاہ شاہ بو علی قلندرؒ واقع پانی پت کے خدام نے تبرک پیش کیا۔ حضورِ والا نے دس روپے نذر دیئے۔ (18 جولائی 1845ء)

حضرت شاہ بو علی قلندرؒ کے خادموں کو جو تبرک لے کر حاضر ہوئے تھے پچیس روپے

مرحمت فرمائے۔(17اپریل 1845ء)

بادشاہ سلامت کی خدمت بابرکت میں درگاہِ حضرت بو علی شاہ قلندرؒ کے خدام نے تبرک پیش کیا۔ پندرہ روپے بطورِ نذرانہ ان کو دیئے گئے۔(2اکتوبر1846ء)

حضرت بو علی شاہ قلندرؒ کے مزار کے خدام حاضر ہوئے' تبرک پیش کیا۔ حضورِ انور نے پچپن روپے بطورِ نذرانہ عطا فرمائے۔(13فروری 1847ء)

حضرت شیخ فرید الدین گنج شکرؒ کے مزار کے خدام حاضر ہوئے اور تبرکات پیش کئے۔ حضور نے سو روپے مرحمت فرمائے۔ ان کے جانے کے بعد شاہ شرف بو علی قلندرؒ کی درگاہ کے خدام حاضر ہوئے اور تبرکات پیش کئے۔ حضورِ انور نے پچیس روپے مرحمت فرمائے۔(9اپریل 1847ء)

درگاہِ سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ کے چند خدام حاضر ہوئے اور درگاہ معلیٰ کے تبرکات بیگمات اور حضورِ انور کی خدمت میں پیش کئے۔ حضورِ والا نے سو روپے عنایت فرمائے۔(14مئی 1847ء)

حضرت شاہ بو علی قلندرؒ کی درگاہ شریف کے خدام حاضر ہوئے۔ تبرک پیش کیا۔ حضور نے انہیں ایک سو روپے نذر کے دیئے۔(6اگست 1847ء)

درگاہِ چراغ دہلی کے خادموں نے تبرک پیش کیا' پانچ روپے انعام پایا۔(13جولائی 1849ء)

درگاہِ اجمیر شریف کے خادم حاضر ہوئے۔ دستار' کمان اور تلوار بطور تبرک پیش کی۔ حضور نے سو روپے عنایت فرمائے۔(14ستمبر1849ء)

خوش اعتقادی کا عالم

بشارت سنانے والوں کو سو روپے انعام

حضور بادشاہ سلامت حضور قطب صاحب قدس سرہ' کے مزارِ پُرانوار پر حاضر تھے کہ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی کی درگاہ شریف کے خدام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی

کہ ہمیں درگاہ شریف میں رات کو بشارت ہوئی ہے کہ عنقریب حضورِ انور کو کوئی بڑی مسرت حاصل ہونے والی ہے۔ حضور نے ان کو سو روپے بطورِ نذر مرحمت فرمائے۔(29 مئی 1846ء)

(خواجہ حسن نظامی مرحوم نے یہ خبر مرتب کرنے کے بعد اِس پر اِن الفاظ میں ایک دلچسپ تبصرہ کیا: "بشارتیں سن کر خوش ہونے کے سوا بے چارے بادشاہ کے پاس اَور کیا تھا؟ میرے بزرگوں نے ایک سو روپیہ حاصل کرنے کے لئے یہ ایسا ہی طریقہ ایجاد کیا ہو گا جیسا کہ اُس زمانے میں رواج تھا۔ بادشاہ کو مسرت خاص یہ ملی کہ گیارہ سال بعد قیدی بن کر رنگون بھیجے گئے۔")

قبر میں سے آوازیں

چند مسلمانوں نے آکر عرض کیا کہ ہم مرزا محمد شاہ رخ بہادر کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لئے حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ کئی دفعہ ہم نے یہ آواز سنی کہ مرزا شاہ رخ مرحوم فرما رہے ہیں کہ مجھے کیوں دفن کیا ہے' مجھے حضورِ معلی کے قدم بوس ہونے کا اشتیاق ہے' حضورِ معلی کو میرا پیغام پہنچا دو۔ بادشاہ سلامت یہ سن کر سخت متعجب ہوئے اور مرزا عبداللہ بہادر کو حکم دیا کہ تم ذرا جاکر دیکھنا تو سہی کہ یہ لوگ سچ کہہ رہے ہیں یا یونہی باتیں بنا رہے ہیں۔ مرزا عبداللہ بہادر مزار پر گئے اور کافی عرصے تک ٹھہرے رہے۔ پھر واپس ہو کر بادشاہ سلامت سے عرض کیا کہ حضورِ عالی' میں مزار پر حاضر ہوا اور بہت دیر تک ٹھہرا رہا' مجھے تو کوئی اَور آواز سنائی نہیں دی۔ لوگوں نے یوں ہی جھوٹ موٹ باتیں اڑا رکھی ہیں۔ بھلا یہ کوئی عقل میں آنے کی بات ہے کہ قبر میں سے آواز آئے۔(7 مئی 1847ء)

تعویذ دھاگے کا عمل دخل

ایک پیرزادے نے بواسیر کے لئے ایک مجرب تعویذ جہاں پناہ کی خدمت میں پیش کیا۔ جہاں پناہ نے اسے پچاس روپے انعام کے مرحمت فرمائے۔ (26 جون 1846ء)

نواب تاج محل بیگم صاحبہ کو آثارِ حمل ظاہر ہوئے ہیں اس لئے میاں کالے صاحب پیرزادہ حفاظتِ حمل کا تعویذ دینے کی غرض سے قلعۂ معلی میں تشریف لے گئے۔(31 جولائی 1846ء)

(محاصرۂ دہلی کے دوران جیون لال اپنے روزنامچے میں لکھتا ہے:) "بادشاہ نے احمد قلی

خاں کے پاس ایک تعویذ بھیجا اور کہلوایا کہ اس پر لوہے کا خول منڈھوا لو اور اپنی بانہہ پر باندھ لو انشاء اللہ خدا فتح دے گا۔" (6 جولائی 1857ء)

پیری مریدی سے رغبت

پیرزادہ کالے صاحب کو شاہانہ عطیات

موضع شمع پور بادلی کی آمدنی میں سے مبلغ پانچ سو روپے حضرت شاہ غلام نصیرالدین صاحب عرف کالے صاحب کو مرحمت فرمائے اور ارشاد کیا کہ اس آمدنی میں سے ہمیشہ پانچ سو روپے انشاء اللہ قبل از طلب حاضر ہو جایا کریں گے۔ (11 ستمبر 1846ء)

عرض کیا گیا کہ حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں ایک ہزار پانچ سو روپے من جملہ چار ہزار روپیہ سالانہ کے بھیجے گئے تھے۔ حضرت شاہ صاحب نے یہ روپیہ واپس کر کے فرمایا کہ تمام روپیہ یک مشت آنا چاہیے' اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر کے نہ آنا چاہیے۔ (ایضاً)

حکیم احسن اللہ خاں بہادر سے ارشاد ہوا کہ پیرزادہ حضرت شاہ غلام نصیرالدین صاحب عرف کالے صاحب کو نواب زینت محل بیگم صاحبہ کی معرفت چار ہزار روپیہ بھیج دیا جائے۔
(4 دسمبر 1846ء)

کارپردازانِ خلافت کو حکم دیا گیا کہ حضرت میاں کالے صاحب نبیرۂ حضرت مولانا فخرالدینؒ کی صاحب زادی کی شادی ہے' دس ہزار روپے ان کے خرچ کے لئے عطا کئے جائیں۔
(2 اپریل 1847ء)

پیرزادہ میاں کالے صاحب کے لڑکے کی شادی کے مصارف کے لئے چار ہزار روپے سرکاری تمسک کے ذریعے ساہو کار سے دلوانے کا حکم ہوا۔ یہ تمسک شاہی جاگیر کے دیہات کی آمدنی پر لکھا گیا۔ (16 مارچ 1849ء)

(ظہیر دہلوی لکھتے ہیں کہ:) "حضرت (بادشاہ سلامت) کو بیعت میاں کالے خاں صاحب نبیرۂ مولانا فخرالدین علیہ الرحمتہ سے ہے۔" (داستانِ غدر' صفحہ 41)

(سرسید احمد خاں تحریر کرتے ہیں کہ:) "حضورِ والا اور تمام سلاطین اور جمیع اُمرائے عظام آپ کے نہایت معتقد ہیں۔" (آثار الصنادید' صفحہ 221)

پیرزادہ حسن عسکری سے عقیدت کی ابتدا

(بہادر شاہ ظفر پر مقدمے کے دوران پیرزادہ حسن عسکری نے ایک سوال کے جواب میں بادشاہ سلامت کی ان سے عقیدت کی ابتدا کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا:) "میں دہلی میں تھا۔ میرا کام پیری مریدی تھا۔ ایک موقع پر بادشاہ بیمار ہوئے اور کئی درویش دعا کرنے کے لئے آئے تھے۔ اُس وقت مجھے بھی طلب کیا گیا تھا۔ جب میں نے کچھ دعائیں پڑھ کر دم کیں اور بادشاہ نے شفاپائی تو اکثر مجھے طلب کرنے لگے' لیکن بار بار کی طلبی سے عاجز آکر میں نے بادشاہ سے التجا کی کہ آئندہ مجھے نہ طلب کیا جائے۔ اُس وقت بادشاہ نے قسم کھا کر وعدہ کیا کہ اب وہ صرف اُسی وقت بلایا کریں گے جب بہت سخت بیمار ہوں گے۔" (مقدمہ بہادر شاہ ظفر' صفحہ 60)

(حکیم احسن اللہ خاں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ پیرزادہ حسن عسکری کی بادشاہ سے) "سب سے پہلی ملاقات کو تقریباً" چار سال ہوئے (یعنی 1854ء میں)۔ بادشاہ کی ایک دختر ان کی مرید ہو گئی تھی۔ اس نے بادشاہ کے سامنے حسن عسکری کی پاک بازی کی بے حد تعریف کی اور بادشاہ نے بیماری کی حالت میں اپنے لئے دعا کرنے اور تعویذ وغیرہ دینے کے لئے انہیں بلایا۔ گزشتہ ایک یا دو سال سے ان کی آمدورفت بہت بڑھ گئی تھی۔ یہ دختر دہلی دروازہ کے قریب حسن عسکری کے مکان سے ملے ہوئے مکان میں رہتی تھی اور یہ کہا جاتا ہے کہ وہ اس کی بیوی بن گئی تھی۔" (ایضاً" ص 26)

(ایک گواہ جاٹ مل نے گواہی دیتے ہوئے کہا:) "بادشاہ کی ایک دختر حسن عسکری کی مرید تھی لیکن لوگ کہتے تھے کہ ان دونوں میں ناجائز تعلقات ہیں۔" (ایضاً" صفحہ 39)

(اسی گواہ نے پیرزادہ حسن عسکری اور بادشاہ سلامت کے درمیان راہ و رسم کی کیفیت اس طرح بیان کی:) "وہ بادشاہ کے پاس آتے اور کچھ پڑھ کر دم کیا کرتے تھے۔ وہ خود کو صاحبِ کشف و کرامت بتاتے تھے اور پیشین گوئیاں و خواب کی تعبیریں بیان کرتے تھے۔ (یہاں ملزم یعنی بادشاہ سلامت خود بتاتے ہیں کہ بے شک حسن عسکری میں یہ تمام فضائل ہیں جو بیان کئے

جارہے ہیں۔ ضیاء الدین لاہوری) حسن عسکری کا قول تھا کہ اکثر ہاتفِ غیب کی آوازیں انہیں آیا کرتی ہیں۔ جب انہیں طلب کیا جاتا تھا تو فی الفور بادشاہ کے پاس حاضر ہو جاتے تھے اور اکثر بے بلائے بھی چلے آتے تھے' خصوصاً" رات کے وقت جب کبھی انہیں بادشاہ سے مشورہ کرنا ہوتا۔" (ایضاً" صفحہ 30)

پیرو مرشد بادشاہ

دو آدمیوں نے بادشاہ سلامت سے مرید ہونے کا افتخار حاصل کیا۔ (29 مئی 1846ء)

رحیم الدین اور عبداللہ دو شخص دربارِ شاہی میں حاضر ہوئے اور حضورِ انور سے قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ ہر ایک نے ایک ایک روپیہ نذر اور دو ٹوکریاں مٹھائی کی پیش کیں اور مرید ہونے کی التجا ظاہر کی۔ حضور نے مرید کر لیا۔ اس کے بعد سلوک و عرفان اور عشق و محبت کی باتیں بیان فرمائیں۔ پھر ہر ایک کو ایک ایک رومال اور ایک ایک تسبیح دے کر رخصت کیا۔ (28 اگست 1846ء)

حضور بادشاہ سلامت استراحت فرما رہے تھے کہ چوبدار نے آکر عرض کیا کہ ایک مسافر اماکن مقدسہ کا مرید ہونے کی غرض سے حاضر ہوا ہے۔ حکم ہوا کہ اندر بلا لو۔ (18 ستمبر 1846ء)

محمد وزیر نے ایک روپیہ اور ایک ٹوکری مٹھائی نذر میں پیش کی اور بادشاہ کا مرید ہوا۔ حضور نے اس کو تسبیح عنایت فرمائی۔ (یکم جنوری 1849ء)

(بہادر شاہ ظفر کے مقدمے میں حکیم احسن اللہ خاں اپنی شہادت میں کہتے ہیں:)

"مرید کرنے کی وجہ سے بادشاہ بہ نسبت دُنیوی رہنما ہونے کے دینی رہنما زیادہ مانے جاتے تھے۔ صرف فوجی لوگ ہی ان کے مرید نہ ہوتے تھے بلکہ ان کو تو ہزاروں آدمی اپنا پیشوا ماننے لگے تھے۔ یہ رسم بہت قدیمی ہے' بہادر شاہ کے والد ماجد بھی مرید کیا کرتے تھے اور بادشاہ نے سرخ رومال دینا خود ایجاد کیا تھا۔ پیرزادگانِ دہلی نے' جو شاہانِ دہلی کے روحانی معلم تھے' لوگوں کو تعلیم دی تھی کہ بادشاہ روحانی معاملات میں زمین پر روحانی خلیفہ ہوتا ہے اور اس کی پیشوائی ہر طرح مسلم ہے۔ علاوہ ازیں اس میں ایک فائدہ عظیم یہ ہے کہ مرید اپنے پیر کے نام دُنیوی

اور دینی احکام قبول کرلیتا ہے۔ سب سے پہلے بادشاہوں میں مرید کرنے کا رواج بہادر شاہ کے والد نے قائم کیا تھا۔" (مقدمہ بہادر شاہ ظفر، صفحہ 231)

(مکند لال سیکرٹری شاہ دہلی نے اپنی شہادت میں کہا:) "تین سال ہوئے (یعنی 1855ء میں) کہ چند پیدل سپاہی متعینہ دہلی معرفت مرزا علی، جن کا کام عرضیاں وصول کر کے پیش کرنا تھا، اور حمید خاں جمعدار بادشاہ کے مرید ہوئے۔ اس موقع پر بادشاہ نے ہر ایک مرید کو ایک ایک شجرہ مع تفصیل نام ان پیشواؤں کے جن کے ہاتھ پر وہ بیعت ہوئے اور اس میں اپنا نام بھی داخل کر کے اور ایک رومال رنگین سرخ، علامت برکت کی، عطا کئے۔ لیفٹیننٹ گورنر کے ایجنٹ نے یہ سن کر تحقیقات کی اور فوجی لوگوں کا آئندہ مرید ہونا مسدود کر دیا گیا۔" (ایضاً، صفحہ 103)

خلیفہ کا تقرر

حسین بخش کو مریدوں کو ہدایت کے لئے خلیفہ مقرر فرما کر دوشالہ عطا فرمایا۔ (30 جنوری 1849ء)
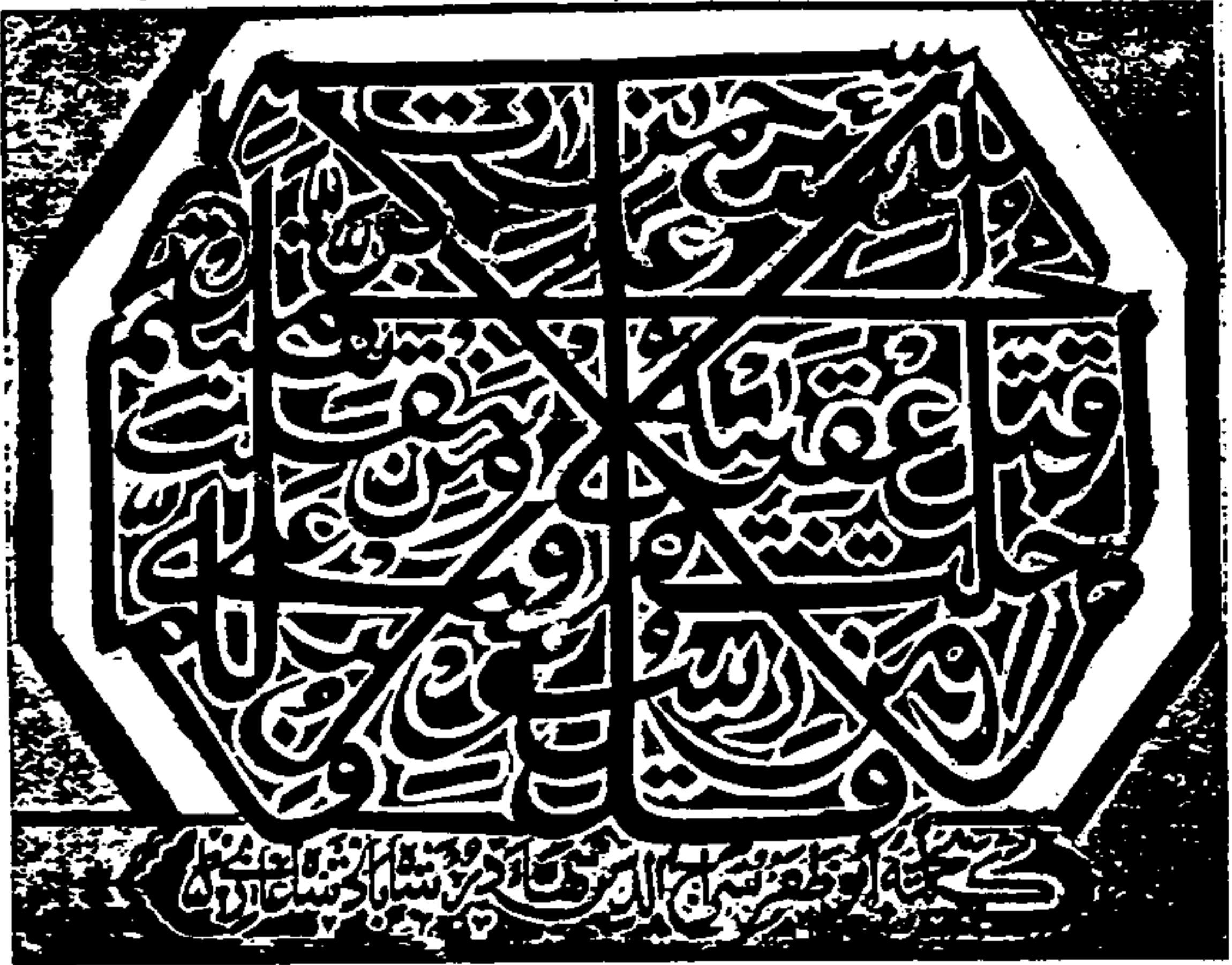
بہادر شاہ ظفر کی کتابت کے دو نمونے

عادات وخصائل

روزمرہ کے معمولات

(مقدمہ بہادر شاہ ظفر میں فارسی اخبار "صادق الاخبار" کے اقتباسات پیش کئے گئے۔ ان کے مطابق محاصرۂ دہلی کے دوران متفرق تاریخوں کے تحت بادشاہ کے معمولات اس طرح تھے:)

صبح

صبح صادق سے طلوعِ آفتاب تک مذہبی مراسم کی ادائیگی میں وقت صرف ہوا۔ وقارُ الملک (شاہی طبیب) کو شاہی نبض دیکھنے کی عزت نصیب ہوئی۔ پھر بادشاہ مسندِ شاہی پر جلوہ افروز ہوئے اور ممتاز شرفا کو دربارِ شاہی میں باریاب ہونے کی عزت بخشی۔ انہوں نے بے حد ادب واحترام کا اظہار کیا۔ اعلیٰ حضرت نے دو فرمانوں کا معائنہ کیا جو دفترِ خاص میں تیار کئے گئے تھے............(25 اگست 1857ء)

صبح سے طلوعِ آفتاب تک اعلیٰ حضرت وظائف میں مشغول رہے جس کے بعد وقار الملک کو نبض دکھائی۔ پھر تخت پر رونق افروز ہوئے۔ معزز عمائد نے چاند کے گرد ہالہ کے حلقہ کی طرح اعلیٰ حضرت کو گھیر لیا...............(26 اگست 1857ء)

علی الصبح اٹھ کر اور فرائضِ مذہبی کو انجام دے کر اعلیٰ حضرت نے طبیب شاہی

وقارالملک کو نبض دکھائی۔ پھر اعلیٰ حضرت سریر آرائے مسند ہوئے جب کہ ان کے مشہور فرزندوں اور عمائد دربار نے مجرے عرض کئے۔ پھر بلدیو سنگھ کندے کش نے نذر گزرانی تو اعلیٰ حضرت نے بے انتہا الطاف و شفقت سے ایک دوشالہ عطا کیا اور اس نے بعد میں نذر بطورِ شکر پیش کی جو قبول کر لی گئی..........(27 اگست 1857ء)

دوپہر

اعلیٰ حضرت کمرہ خاص میں تشریف لے گئے۔ دوپہر کو خاصہ تناول فرمایا جس کے بعد دل بہلاتے رہے۔ پھر آپ نے نماز فریضہ ادا کی اور اس میں اتنا عرصہ مصروف رہے کہ عصر کا وقت آگیا اور عصر کی نماز بھی آپ نے پڑھی۔(25 اگست 1857ء)

شام

دن ختم ہونے کے قریب وقارالملک کو نبض دکھانے کی عزت عطا فرمائی۔ بعدازاں سیر و تفریح کی غرض سے سلیم گڑھ باغ تشریف لے گئے۔ سلیم گڑھ سے واپس ہو کر اپنے کمرہ خاص میں چلے گئے۔(25 اگست 1857ء)

دربار میں طبیعت کی ناسازی پر معمول

طبیعت ناساز ہو جانے کی وجہ سے اعلیٰ حضرت نے طبیب شاہی کو طلب کیا اور محل سرا میں تشریف لے گئے۔ دوپہر کو اعلیٰ حضرت نے خاصہ تناول فرمایا۔ پھر آرام کیا۔ اس کے بعد ظہر کی نماز پڑھی۔ پھر ذکر و شغل میں مصروف ہو گئے' یہاں تک کہ عصر کا وقت آگیا۔ پھر نماز پڑھی۔ طبیب شاہی نے جو حاضر تھے دواء المسک بارد تیار کر کے دی۔ دن ختم ہونے کے قریب تمام حاضرینِ دربار کو جانے کی اجازت ملی۔(27 اگست 1857ء)

اعلیٰ حضرت پر ناتوانی و ضعف غالب آگیا۔ آپ اٹھ کر کمرۂ خاص میں چلے گئے۔ دوپہر کو خاصہ تناول فرمایا۔ پھر آرام کیا۔ پھر حسبِ معمول ظہر و عصر کی نماز ادا کی۔ اس کے بعد حکیم صاحب کا تیار کردہ نقوع بارد پیا۔ اس روز دربار برخاست رہا۔(28 اگست 1857ء)

مزاجِ شاہی کے اتار چڑھاؤ

مہربانیوں کے دریا میں جوش

اسد بیگ خاں' جو اسبابِ فراش خانہ کے گم ہونے کی وجہ سے بارگاہِ سلطانی میں معتوب اور قلعہ معلی کی آمدورفت سے محروم تھے' خدمتِ عالی میں حاضر ہوئے۔ احترام الدولہ بہادر (حکیم احسن اللہ خاں) نے سفارش فرمائی۔ بادشاہ سلامت کی مہربانیوں کا دریا جوش میں آیا اور ان کا قصور معاف کیا گیا۔ (9 نومبر 1844ء)

سلاطین سے بھی خلافِ قاعدہ نہیں

مرزا خدا بخش سلاطین کی عرضی بادشاہ سلامت کی خدمت میں آئی کہ باغِ سلاطین کے لئے' جو سادھورہ میں واقع ہے' نہر کے پانی کا محصول معاف کر دیا جائے۔ ملاحظے کے بعد حکم فرمایا کہ دستور کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ (10 جولائی 1846ء)

مدراس سے جو شخص آیا تھا اس نے مرزا الٰہی بخش بہادر سلاطین کی معرفت ایک عرضی اور دو اشرفی کا نذرانہ پیش کیا۔ ارشاد ہوا کہ سائل کو صاحب کلاں بہادر کی معرفت درخواست پیش کرنی چاہیے تھی۔ باہر کے رہنے والوں میں سے کسی کی درخواست بغیر صاحب کلاں بہادر کی وساطت کے مقبول و مسموع نہیں ہو سکتی۔ ہمارا یہ مقررہ قاعدہ ہے اور اس کی خلاف ورزی بغیر کسی اشد ضرورت کے دشوار ہے۔ (7 اگست 1846ء)

باپ کی ارتھی گلے پڑ گئی

قلعہ کے رہنے والے مہاجنوں میں سے ایک ہندو نے قلعہ معلی میں سے اپنے باپ کی لاش نہایت دھوم دھام اور گانے بجانے کے ساتھ نکالی اور مرگھٹ میں جلانے کے لئے لے گیا۔ جب یہ خبر حضور کو پہنچی تو حکم دیا کہ کوتوال شہر کو چاہیے کہ فوراً اس کو قید کر دیں کیونکہ اس نے یہ امر بادشاہ سلامت کے مقررہ قاعدہ کے خلاف کیا۔ ہندو نے بہت ہاتھ پیر جوڑے اور عفوِ تقصیر کا طالب ہوا۔ حکم ہوا کہ جب تک زرِ جرمانہ ادا نہ کرے اس کو گرفتار رکھو۔ (21

(اکتوبر 1846ء)

ہم اپنے خواص کی توہین بھی برداشت نہیں کرتے

جامع مسجد کے دربان فیض اللہ خاں نے مرزا محمد شاہ رخ بہادر کے خواص کے ساتھ گالم گلوچ کی اور مار پیٹ پر آمادہ ہو گیا۔ یہ خبر سن کر بادشاہ سلامت نے حکم دیا کہ ایسے نالائق کو قلعہ کے گارد کے کپتان کی حفاظت میں قید کر دو۔ (ایضاً)

منمی بیگم خواص نے عرض کی کہ میرا شوہر عزیز الدین مجھے تنگ کرتا ہے۔ یہ شکایت سن کر حضور مرزا عزیز الدین سے ناراض ہوئے اور اس کو چڑیا خانے کی منصری سے موقوف کر دیا اور حکم دے دیا کہ ہمارے سامنے نہ آنے پائے۔ (یکم جنوری 1849ء)

شہزادے کے حکیم پر عتاب

مرزا عبداللہ بہادر نے اپنے والد ماجد مرزا محمد شاہ رخ بہادر مرحوم کی وفات کی کیفیت، علاج کی ناموافقت، حکیم محمد اسمٰعیل خاں کی بے توجہی از اول تا آخر بیان کی۔ یہ سنتے ہی حضور انور کا مزاج جادۂ اعتدال سے منحرف ہو گیا۔ حکم ہوا کہ حکیم محمد اسمٰعیل اور ان کے لڑکے کو اُن کے ساتھیوں سمیت ایک دم قلعہ سے نکال دیا جائے اور اُن کی تنخواہیں موقوف کر دی جائیں اور اُن سے کہہ دیا جائے کہ آئندہ ہرگز ہرگز قلعہ میں آنے کا نام نہ لیں۔ بادشاہ سلامت کے اس حکم سے سناٹا چھا گیا۔ ایک تو پہلے ہی مجلس ماتم کدہ بنی ہوئی تھی، اس بات سے اَور زیادہ غم واندوہ برسنے لگا۔ (23 اپریل 1847ء)

(اس کے بعد اخبار نویس اس صورتِ حال پر تنقید کرتے ہوئے لکھتا ہے:)

"قضا پر کس کا زور چلتا ہے۔ حکیم ہو یا ڈاکٹر، سب بیماریوں کا علاج جانتے ہیں، موت کو کوئی نہیں روک سکتا۔ شہر میں مشہور ہے کہ حکیم محمد اسمٰعیل نے علاج میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی تھی بلکہ ان کے علاج سے کسی قدر افاقہ ہی تھا۔ حکیم صاحب کی دواؤں کے اثر سے یہ حالت تھی کہ شہزادہ مرحوم دس سیر دودھ اور پانچ سیر گوشت کی یخنی روزانہ نوش فرماتے تھے۔ حکیم محمد اسمٰعیل واقعی حکیم حاذق ہیں، بہت تجربہ کار ہیں اور فنِ طب میں کامل دستگاہ رکھتے ہیں۔ ایسی حالت میں یہ خیال بھی نہیں کیا جاسکتا کہ حکیم صاحب نے علاج کرنے میں بے

پروائی اور ناتجربہ کاری کی بنا پر ایسی دوائیں استعمال کرائی ہوں کہ جن کی وجہ سے شہزادے نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور دنیا کی نعمتوں سے کنارہ کش ہو کر ملکِ بقا کو سدھارے۔ بات یہ ہے کہ اربابِ غرض سے خدا بچائے' یہ ہر جگہ ایسی پخ لگا دیتے ہیں کہ معاملہ ہوتا کچھ ہے' اور مشہور کچھ اَور ہو جاتا ہے۔ چند مطلب خوروں نے خواہ مخواہ مرزا عبداللہ کو بھر دیا اور انہوں نے بھری مجلس میں اپنے خیالات کا اظہار کر کے حضورِ انور کے مزاجِ اقدس کو برہم کر دیا۔ افتراپردازوں اور حاسدوں کا کچھ نہیں گیا اور حکیم صاحب پر ناحق عتابِ شاہی نازل ہوا حالانکہ شہزادے کی طبیعت پہاڑوں کی زہریلی آب وہوا اور شکار کی دوڑ دھوپ کی وجہ سے زیادہ خراب ہو گئی تھی۔ خیر' اللہ تعالیٰ شہزادہ غفران مآب کو فردوسِ اعلیٰ کے محلات مرحمت فرمائے اور ہم سب کو توفیق صبر دے۔" (ایضاً)

معتوب حکیم کا سامان واپس

حکیم محمد اسمٰعیل خاں کی عرضی پیش ہوئی کہ مرزا محمد شاہ رخ بہادر مرحوم کے اسباب کے ساتھ میرا جو کچھ سامان تھا وہ مجھے مرحمت کر دیا جائے کیونکہ اس کے بغیر مجھے بہت تکلیف ہے۔ حکم ہوا کہ ان کا تمام اسباب ان کے حوالے کر دیا جائے۔ یہ وہی حکیم صاحب ہیں جنہیں بادشاہ سلامت نے قلعہ کی آمدورفت سے ممانعت کر دی ہے کیونکہ بعض حاسدوں نے شہزادے مرحوم کے معالجے کے بارے میں ان کو متہم کر کے بادشاہ سلامت کے خیالات ان کی طرف سے بدل دیئے تھے۔ (7 مئی 1847ء)

جاؤ جی معاف کیا!

حکم شاہی ہوا کہ قلعہ کے جن نوکروں نے قلعہ کے جھروکے کے نیچے کی کھیتیوں میں بینگن' کھیرا' ککڑی وغیرہ کی چوری کی ہے انہیں مالِ مسروقہ کے ساتھ قلعہ دار بہادر کے پاس بھیج دینا چاہیے تاکہ معقول سزا دی جائے اور آئندہ ان کو اس قسم کی جرأت نہ ہو۔ ان چوروں کو جب شاہی فرمان کی خبر ہوئی تو دوڑے آئے' خدمتِ والا میں حاضر ہوئے اور رونا دھونا شروع کیا اور ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ یوں بھی ہم حضور ہی کے نمک خوار ہیں اور اس طرح بھی حضور ہی کی مہربانیوں سے اپنا پیٹ پالنا چاہتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں کہ آئندہ ہرگز ایسا نہ

ہو گا' کرم فرمائیے اور للّٰہ اس قصور کو معاف فرما دیجئے۔ بادشاہ سلامت نے ان کی آہ و فریاد پر نظر کر کے ان کے قصوروں کو معاف فرما دیا۔ (30 اپریل 1847ء)

ماؤں کو سیر کرائی' دلواجی نے ڈانٹ پلائی

مرزا عبداللہ ولد مرزا شاہ رخ مرحوم اپنے والد کی بیگموں کو باغات کی سیر کرانے لے گیا تھا' حضورِ والا اس پر ناراض ہوئے اور حکم دے دیا کہ سامنے نہ آئے۔ (16 مارچ 1849ء)

رعیت نوازی

شاہی گویئے کا شاہی سفر

قطب بخش گویئے نے عرض کیا کہ میں الور جانا چاہتا ہوں۔ حکم دیا کہ اس کی تنخواہ ادا کردی جائے اور ایک ہاتھی اور دو سوار اور ہرکارے اس کے ساتھ جانے کے لئے مقرر کئے گئے۔ (13 جون 1845ء)

نتھو اور حجام' خلعت کا انعام

حضور کے دسترخوان چننے پر جو شخص ملازم ہے اس کا نام نتھو ہے۔ آج بادشاہ سلامت نے خوش ہو کر اس کو جواہر اور خلعت مرحمت فرمایا۔ (18 دسمبر 1846ء)

باورچی خانے کا داروغہ میر نجف علی زریں پلاؤ تیار کرا کے لایا' حضور نے دوشالہ مرحمت فرمایا۔ (12 اکتوبر 1849ء)

نواب حامد علی خاں کی گزارش کے موافق حضورِ انور نے نتھو خاصہ تراش (حجام) کو خلعت سہ پارچہ و ایک رقم جواہر اور اللہ رکھا کو خلعت سہ پارچہ اپنے دستِ مبارک سے مرحمت فرمایا۔ (23 اپریل 1847ء)

کبیرالدین خاصہ تراش نے مرزا سربلند خاں کے دنبل کا علاج کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں شفائے کلی عطا فرمائی۔ بادشاہ سلامت اس امر سے بہت خوش ہوئے اور جراح مذکور کو خلعت سہ پارچہ اور ایک رقم جواہر عطا فرمایا۔ (6 اگست 1847ء)

طوائف کا کرایہ معاف

بادشاہ سلامت نے ایجنٹ کو لکھا کہ ملد دولت نے اسور اطوائف کے مکان کا کرایہ معاف کر دیا۔(19 جون 1849ء)

ڈنڈے بجاؤ' شیرینی پاؤ

قطب صاحب سکول کے پنڈت بچوں کو لے کر لکڑی ڈنڈے بجاتے ہوئے حاضرِ خدمت ہوئے۔ اعلیٰ حضرت نے پنڈتوں کو چار روپے اور بچوں کو شیرینی مرحمت فرمائی۔(27 اگست 1849ء)

گوجریوں کی دہی ہنڈیاں

موضع چھترپور وغیرہ کی بیس جاٹنیوں اور گوجریوں نے دہی کی ہنڈیاں پیش کیں۔ حضور نے ان کو دس روپے عنایت فرمائے۔(ایضاً)

زیب و زیبائش میں دلچسپی

پالکی کا جدید ڈیزائن

نواب حامد علی خاں کے پاس بادشاہ سلامت کا حکم پہنچا کہ ایک پالکی بہت عمدہ تیار کی جائے۔ پالکی بالکل نئی قسم کی ہو جس میں کوئی ایسی خصوصیت ہو جس کی وجہ سے وہ دوسری پالکیوں سے ممتاز ہو جائے۔(6 فروری 1847ء)

سقرلاتی پردے اور بالاپوش

محبوب علی خاں خواجہ سرا کو حکم ہوا کہ تمام پالکیوں کے لئے سقرلاتی پردے تیار کئے جائیں۔ پردے عمدہ اور سلائی اچھی ہو۔(18 دسمبر 1846ء)

لالہ زور آور چند کو حکم دیا گیا کہ سواری خاص کے ہاتھی کے لئے سقرلاتی بالاپوش تیار کرا دیا جائے۔(10 جولائی 1846ء)

سونے کا ملمع

جہاں پناہ نے بابو سورج نرائن کو حکم دیا کہ ملبدولت کی سواری کے ہوادار اور چتر پر سونے کا ملمع کرایا جائے اور کمخواب کی مسند اور کمخواب کا تکیہ تیار کرایا جائے۔ (16 مارچ 1849ء)

بیش قیمت پہناوے

حضورِ والا نے زردوزی کے کام کا ایک پشمینے کا چغہ مبلغ ایک ہزار پانچ سو روپے میں خرید فرمایا۔ (5 ستمبر 1845ء)

ایک شقہ بنارس میں نواب جہاں زیب بانو بیگم صاحبہ کے نام روانہ فرمایا کہ دو ہزار روپے کا ایک بنارسی دوپٹہ خرید کر بھیج دو۔ (26 جون 1846ء)

بادشاہ سلامت نے حکیم احسن اللہ خاں کی معرفت بارہ سو روپے کو موتیوں کی ایک مالا خریدی۔ (9 فروری 1849ء)

مرزا مچھلی نے موتیوں کا ایک کنٹھہ پیش کیا اور گیارہ سو روپے قیمت ظاہر کی۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ اگر نو سو کو دے دے گا تو خرید لیا جائے گا۔ (27 اگست 1849ء)

نکاح اور حرم پُری

شرافت محل بیگم پر خصوصی نوازشات

شرافت محل بیگم کے نام ایک شقہ جاری کیا گیا جس کا مضمون یہ تھا کہ موضع علی پور اور ہلنجی تمہیں عطا کیا جاتا ہے۔ تمہیں اس کی آمدنی کے خرچ کرنے کا اختیار ہے، جس طرح چاہو اپنے صرف میں لاؤ۔ (2 اکتوبر 1846ء)

ایک اَور شقہ صاحب کلاں بہادر کے نام لکھا گیا کہ موضع ہلنجی اور علی پور کی آمدنی نواب شرافت محل بیگم صاحبہ کو دے دی جائے۔ (25 ستمبر 1846ء)

زینت محل بیگم سے عقد اور اختیارات

(اسلم پرویز مؤلف "بہادر شاہ ظفر" نے "دہلی اردو اخبار" سے یہ خبر نقل کی ہے:)

"حضورِ انور نے نواب احمد قلی خاں کی صاحب زادی کو ساتھ خطاب زینت محل کے ممتاز کیا اور پانچ سو روپے تنخواہ بیگم صاحبہ موصوفہ کی اور پانچ سو روپے ان کے لواحقین کی مقرر کی۔ سات لاکھ روپے کا مہر بندھا۔" (22 نومبر 1840ء، صفحہ 81)

سلطنت کے تمام کارپردازوں کے نام حکم جاری کیا گیا کہ جس دستاویز پر نواب زینت محل بیگم صاحبہ کی مہر نہ ہوگی وہ غیر معتبر ہے۔ (2 جولائی 1847ء)

تاج محل بیگم کی اصل اور نقل

نواب تاج محل کو چوڑیوں کے لئے پانچ سو روپے مرحمت فرمائے گئے (10 جولائی 1846ء)

حضورِ والا نے ساڑھے تین سو روپے کا ایک دوپٹہ تاج محل بیگم کو عطا فرمایا۔ (9 اکتوبر 1849ء)

(مقدمہ بہادر شاہ ظفر میں حکیم احسن اللہ خاں کی شہادت میں بیان کیا گیا کہ:) "بادشاہ نے اپنی بیوی تاج محل سے نکاح کرنے کی (جو قوم کی مسلمان ڈومنی تھی اور نیچے طبقہ کی تھی اور جس سے بعد میں بادشاہ کا نکاح ہوگیا) مجھ سے بالکل صلاح نہیں لی تھی۔" ("مقدمہ بہادر شاہ ظفر" صفحہ 86)

بندی بائی سے شاہ آبادی بیگم تک

بندی بائی صاحبہ سے بادشاہ سلامت کا نکاح ہو گیا اور بیگم صاحبہ کو نواب شاہ آبادی کے خطاب سے معزز و ممتاز فرمایا گیا۔ اراکینِ سلطنت نے تہنیت کی نذریں بیگم صاحبہ کی خدمت میں پیش کیں۔ (4 دسمبر 1846ء)

نواب حامد علی خاں بہادر کے نام حکم جاری ہوا کہ پانچ سو روپے ماہوار تنخواہ کے طور پر نواب شاہ آبادی بیگم صاحبہ کے لئے ہم نے تجویز کئے ہیں، تم ہر مہینے یہ رقم ان کو ادا کرتے رہنا۔ (11 دسمبر 1846ء)

منکوحہ جدیدہ شاہ آبادی بیگم کو جو دہلت دیئے گئے تھے ان کے بیہ نامے کی تیاری کے لئے فرمانِ واجب الاذعان صادر ہوا۔ (20 فروری 1847ء)

سلونوں کے میلے سے اختر محل بیگم کی دریافت

حضورِ انور نے راکھی سلونوں کے میلے کی تقریب میں راجہ بھولاناتھ کو پچاس روپے اور تخت خاص کے کہاروں کو ایک اشرفی مرحمت فرمائی۔ اس عیش و عشرت کے وقت میں حضورِ انور نے ایک مطربہ زہرہ پیکر ماہ طلعت (مان بائی) کو شرفِ مناکحت سے اعتبار و امتیاز کا رتبہ مرحمت فرمایا' اختر محل خطاب دیا' دو سو روپے ماہوار مقرر فرمائے' ایک خواجہ سرا' دو خدمت گار ڈیوڑھی پر مقرر کئے اور اعلیٰ اعلیٰ قسم کے بہت سے زیورات عطا ہوئے۔(24 ستمبر1847ء)

حضرت عالی نے حکم نافذ فرمایا کہ مان بائی منکوحہ جدیدہ کے واسطے خطاب اختر محل کی ایک مہر تیار کی جائے۔(15 اکتوبر1847ء)

گائن نام "پیاری" بنی حرم ہماری

معلوم ہوا ہے کہ آج جہاں پناہ نے "پیاری" نام کی ایک گانے والی عورت کو اختر محل بیگم کی معرفت اپنی خاص حرم بنایا ہے اور ایک بلاق اور ایک جوڑی سیج بند سنہری جڑاؤ اور چھ جوڑی سیج بند طلائی و نقرئی اور بہت سے جوڑے کپڑوں کے اور پچاس روپے نقد "پیاری" حرم کو مرحمت فرمائے ہیں۔(6 اپریل 1849ء)

خوب صورت امام بائی' شاہی حرم میں تاج بائی

مسماۃ امام بائی لکھنؤ سے آئی تھی۔ نوجوان اور خوب صورت تھی۔ مرزا قیصر کی معرفت بارگاہِ شاہی میں پہنچی تھی۔ حضورِ والا نے اس کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور حرم میں شامل کرنے کا حکم دے دیا۔ ناک' کان اور ہاتھوں کا زیور عطا فرمایا' دو خادمائیں خدمت کے لئے مقرر فرمادیں' سو روپے کی تنخواہ کردی اور تاج بائی خطاب عنایت فرمایا۔(5 اکتوبر1849ء)

شوق رنگ

ناچ گانا

حضرت شاہ جہاں خلد اللہ ملکہ' نظارت خاں کے باغ میں رونق افروز ہوئے۔ نظارت خاں

نے نقد نذرانہ' پانچ گلدستے' چکنی ڈلی کی پانچ کشتیاں بطور تحفہ حاضر کیں۔ حضورِ انور نے یہ سب چیزیں قبول فرمائیں۔ ڈومنیوں نے نغمہ و سرود کی محفل گرم کی۔ حضورِ انور بہت مسرور و محظوظ ہوئے۔ (8 اکتوبر 1847ء)

رات کو محمد خاں گویئے کا گانا سن کر دوشالہ انعام دیا۔ (26 جنوری 1849ء)

حسین بخش گویئے کا گانا سن کر انعام دیا۔ (30 جنوری 1849ء)

حضرت محمد ابو ظفر بہادر شاہ پانچ روز سے ملکہ زینت محل بیگم کے مکان پر تشریف رکھتے ہیں۔ جب سواری لال قلعہ سے شہر کے اندر بیگم صاحبہ کے مکان پر گئی تو راستے میں حافظ داؤد اور شادی رام اور بابو سورج نرائن اور کنور دیبی سنگھ اور سالگ رام اور حکیم احسن اللہ خاں نے اپنے اپنے مکانوں کے سامنے آداب بجالانے کی عزت حاصل کی اور پانچ پانچ چار چار روپے نذر کے پیش کئے۔ حضور پُرنور نے بیگم مذکور کے ہاں خاصہ تناول فرمایا' نوکروں کو کھانے تقسیم کرائے اور طوائفوں کا ناچ دیکھا۔ (6 اپریل 1849ء)

حضور بادشاہ سلامت نے رات کو قطب بخش گویئے کا گانا سنا اور اس کو انعام دیا۔ (5 جون 1849ء)

حضور والا نے بارش کی سیر کی اور ڈومنیوں کا گانا سنا۔ (14 ستمبر 1849ء)

کھیل تماشے

چند بازی گر آئے۔ رات کو انہوں نے قلعہ میں بھی تماشا دکھایا اور بادشاہ سلامت نے بھی ملاحظہ فرمایا۔ بہت مسرور و محظوظ ہوئے۔ (21 مئی 1847ء)

سلاطین با تمکین کی خاطر سے بادشاہ سلامت نے بھی مینڈھوں کی لڑائی کا تماشا دیکھا۔ (10 ستمبر 1847ء)

آج ایک بہروپیا بار گاہِ جہاں پناہ میں ایک ایسے روپ میں حاضر ہوا جس کو جہاں پناہ نے بہت پسند فرمایا اور اس کو پانچ روپے مرحمت فرمائے۔ (23 مارچ 1849ء)

مرغ بازی

قلعہ دار بہادر کو حکم دیا کہ چونکہ مرزا عزیز الدین بہادر کے مکان پر مرغ بازی ہوا کرتی ہے

اور انگریز اور معزز اصحاب تماشہ دیکھنے کے لئے آتے جاتے ہیں لہٰذا خیال رکھنا چاہیے کہ ان لوگوں کے آنے جانے میں کوئی تکلیف نہ ہو اور نہ ان لوگوں کی آمدورفت میں کسی قسم کی مزاحمت کی جائے۔(21 مئی 1847ء)

اعلیٰ حضرت قلعہ میں رونق افروز ہیں۔ حضورِ والا نے مرغوں کی لڑائی ملاحظہ فرمائی۔ (29 جون 1849ء)

کبوتر بازی

شام کے وقت کبوتر بازی کا تماشا ملاحظہ فرمانے کے لئے تشریف لے گئے۔ حاضرین نے حضور کی توجہاتِ خاص پر اظہار عقیدت کیا۔(19 مارچ 1847ء)

ولی عہد مرحوم کے تخمیناً" ایک ہزار کبوتر منگوا کر ملاحظہ فرمائے۔ پھر کبوتروں کے نگرانوں کو حفاظت سے رکھنے کی تاکید فرمائی۔(26 جنوری 1849ء)

حضورِ والا نے کبوتروں کی سیر کی اور پچیس جوڑے کبوتروں کے مرزا جہانداد کو عنایت فرمائے۔(16 فروری 1849ء)

بٹیربازی میں استادی شاگردی

نواب حیدر حسن خاں مرحوم کے بڑے لڑکے مرزا احمد عباس حسن خاں اور مرشد زادۂ آفاق مرزا محمد شاہ رخ بہادر کی زوجۂ محترمہ کے قرابت دار نواب محمد عبداللہ خاں' صدر الصدور میرٹھ کے صاحب زادے محمد اصغر علی خاں مرزا محمد شاہ رخ کے توسط سے حضورِ انور کی خدمت گرامی میں شرف اندوز مجرا ہوئے اور درخواست کی کہ ہمیں بٹیربازی کا فن سکھایا جائے۔ شاگردی کی شیرینی تقسیم کی گئی اور حضورِ انور نے انہیں اس فن کی بعض خاص خاص باتوں سے آگاہ فرمایا۔ پھر دونوں کو خلعتِ دوشالہ سے معزز و ممتاز فرمایا اور بٹیروں کا ایک ایک پنجرہ بھی عطا فرمایا(28 اگست 1846ء)

زمرہ سلاطین کی درخواست کو منظور فرما کر بادشاہ سلامت بٹیربازی کے تماشے میں تشریف لے گئے اور خوب سیرو تفریح فرمائی۔ جو اراکینِ سلطنت آپ کے ساتھ تھے وہ بھی بہت محظوظ ہوئے۔(11 ستمبر 1846ء)

شہ سواری

گھوڑ سواری میں چاق و چوبند

(ظہیر دہلوی تحریر کرتے ہیں:) "مشہور روزگار ہے کہ ہندوستان میں ڈھائی سوار تھے۔ ایک بہادر شاہ' دوسرے آپ کے بھائی مرزا جہانگیر جنہوں نے انگریزوں سے شرط بد کر الہ آباد کی خندق گھوڑے سے کھدوائی تھی اور نصف سوار کوئی مرہٹہ مشہور تھا۔ اب سن مبارک 80 سے تجاوز کر گیا تھا لیکن اب بھی جس دن گھوڑے پر سوار ہو جاتے تھے اپنی شہ سواری دکھا دیتے تھے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ گھوڑے پر ایک ستون قائم کر دیا ہے۔ ایک روز حضرت نظام الدین اولیا کو سواری مبارک جاتی تھی۔ تسبیح خانے میں سے جب برآمد ہوئے تو ہوادار میں سوار نہ ہوئے۔ سامنے خاصوں کی لائن لگی ہوئی تھی۔ آگے چابک سوار کھڑے تھے۔ مجو بیگ کی طرف نگاہ الطاف ہوئی۔ وہ آگے حاضر ہوئے۔ ان سے دریافت فرمایا کہ وہ دادلی گھوڑا نو خرید' جو تمہاری تفویض ہوا ہے' وہ قابلِ سواری ہے؟ مجو بیگ نے ہاتھ باندھ کے عرض کی' حضور کے اقبال سے تیار ہے۔ فی الفور گھوڑا آگے آیا۔ حضور سوار ہوئے۔ سب ملازم رکابِ سعادت میں ہمراہ ہوئے۔ آہستہ آہستہ باتیں کرتے ہوئے نقارہ خانہ کی ڈیوڑھی سے باہر ہو کر ترپولیہ کے پتری پر پہنچے۔ گھوڑا گردن جھکائے ہوئے دہانہ سے کھیلتا ہوا' اپنے کو بناتا ہوا جھومتا چلا جاتا ہے۔ وہاں جا کر مجو بیگ نے نظر بچا کر گھوڑے کے' پچھلے ہاتھ سے چمکار دیا اور گھوڑا ذرا چمکا۔ چونکہ یہ شکار بند پکڑے ہوئے گھوڑے کے ساتھ لپٹے چلے جاتے تھے' بادشاہ نے مڑ کر دیکھا اور فرمایا' کیا کرتا ہے' میں تو خود گھوڑے کو روکے ہوئے چلا آتا ہوں۔ گھوڑے کی چالاکی میں کچھ کسر نہیں ہے۔ لے دیکھ۔ تو بس ذرا رانوں میں مسکا ہے کہ گھوڑے نے بکے بھرنے شروع کئے۔ ایک پلہ بھر اسی طرح اڑتا ہوا ہو گیا ہے جیسے کوئی پرند اڑتا ہے یا ہرن چوکڑیاں بھرتا ہے۔ بعد تھپکی ہاتھ کی دے کر گھوڑے کو چمکار لیا۔ پھر سب لوگوں کو سواری کا حکم دیا۔ سب اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہوئے اور حضور نے گھوڑے کو دو گامے قدم پر لگا دیا

اور گھوڑے نے کلائیاں مار مار کر اور جھوم جھوم کر دو گامہ چلنا شروع کیا۔ اسی طرح تین کوس شہر سے درگاہ ہے' اسی طرح پہنچے اور دروازہ درگاہ پر گھوڑے سے اتر کر درگاہ میں داخل ہوئے۔ واپس آتی دفعہ مولا بخش ہاتھی پر سوار ہو کر محل میں تشریف لائے۔ (داستانِ غدر 'صفحہ 44)

اسپ شناسی میں گہرا مطالعہ

حضورِ انور جیسے شہ سوار تھے اسی درجہ مبصر بھی تھے۔ گھوڑے کے عیب و صواب و قوم دور سے دیکھ کر بتا دیتے تھے اور ہر قوم کی عادت سیرت سے از روئے تجربہ آگاہ تھے۔ شہر میں جو سوداگر بیش قیمت گھوڑا لے کر آتا تھا' اول حضور کو ملاحظہ کرایا جاتا تھا' اس کے بعد شہر کے رئیس دیکھتے تھے۔ جو گھوڑا اچھا قوم دار آتا وہ حضور لیتے تھے۔

حضور نے ایک نکتہ بطورِ قاعدہ کلیہ تعلیم فرمایا تھا کہ گھوڑے کی قوم میں ہر رنگ میں سو برس سلطنت رہتی ہے۔ اس رنگ کا گھوڑا بادشاہ ہوتا ہے اور دوسرے رنگ کا وزیر اور شناخت ان کی یہ ہے کہ جس رنگ کا بادشاہ ہوتا ہے سو برس تک اس رنگ کا گھوڑا شریر نہیں ہوتا بلکہ وفادار ہوتا ہے اور اس کی پیدائش بکثرت ہوتی ہے۔ اور وزیر کی شناخت یہ ہے کہ اس کی عادت بادشاہ سے ملتی جلتی ہے مگر بطورِ شاذ ایک دو شریر بھی ہو جاتا ہے اور اس کی پیدائش بہ نسبت بادشاہ قدرے کم ہوتی ہے چنانچہ فی زمانہ بورتے کی سلطنت ہے اور سبزے کی وزارت' اور بعد سبزے کی سلطنت ہو گی اور بورتے کی وزارت۔

گھوڑے کی اقوام میں سے ایک قوم ہے پیریا۔ اس کا خواص یہ ہے کہ وہ پنج شنبہ کے روز روزہ دار ہوتا ہے اور اپنے تھان پر نجس اور غلیظ آدمی کو' مثل خاکروب وغیرہ کو نہیں آنے دیتا اور اگر آ جاتا ہے تو فوراً" اس پر چوٹ کرتا ہے۔ (ایضاً' صفحہ 45)

اسپِ ہمدم

اسپِ ہمدم بہت بڑا شاندار گھوڑا دو رکلبہ نہایت خوش رنگ اور خوب صورت تھا۔ سواری میں سب کو تلوں سے آگے چلتا تھا۔ زمانہ ولی عہدی سے بادشاہ کی سواری میں تھا۔ اب اس کی عمر چالیس سال کی ہوئی تھی۔ تمام جسم اس کا منقش تھا اور چھوٹے چھوٹے گلاب کے

پھول کی برابر سرخ رنگ کے پھول تھے۔(ایضاً" صفحہ 48)

شاہی ہاتھی کے اوصاف

مولا بخش نامی ایک قدیمی ہاتھی معمر تھا۔ کئی بادشاہوں کی سواری دی تھی۔ اس ہاتھی کی عادتیں بالکل انسان کی تھیں۔ قدو قامت میں ایسا بلند بالا ہاتھی ہندوستان کی سرزمین پر نہ تھا اور نہ اب ہے۔ یہ ہاتھی بیٹھا ہوا اَور ہاتھیوں کے قد کے برابر ہوتا تھا۔ خوب صورتی میں اپنا جواب نہ رکھتا تھا۔ دوازدہ ماہ مست رہتا تھا۔ کسی آدمی کو' سوائے ایک خدمتی کے' پاس نہ آنے دیتا تھا۔ جس دن بادشاہ کی سواری ہوتی تھی اس دن سے ایک دن پیشتر بادشاہی چوبدار جاکر حکم سنا دیتا تھا کہ میاں مولا بخش' کل تمہاری نوکری ہے۔ ہوشیار ہو جاؤ' نہادھو کر تیار ہو رہو۔ بس اسی وقت سے ہوشیار ہیں۔ فیل بان تھان سے کھول کر جمنا میں لے گئے اور لے جاکر لٹا دیا اور جھانویں سے میل چھڑانا شروع کیا۔ پھر دوسری کروٹ لٹا کر دوسری طرف سے پاک صاف کرکے تھان پر لائے۔ نقاش نے مستک پر نقش و نگار کھینچ دیئے۔ وقتِ سواری گدیلہ کس کر کار خانے میں لے گئے۔ گہنا پہنایا' جھولی ڈالی' عماری کسی نقار خانہ کی ڈیوڑھی پر لا کر استادہ کردیا۔ برابر اَور ہاتھیوں کی قطار کھڑی' جس وقت ہوادار سواری بادشاہ نقار خانہ کے دروازہ سے برآمد ہوا' چیخ مار کر تین سلام کئے اور خود ہی بیٹھ گیا۔ جس وقت تک بادشاہ سوار نہ ہولیں اور خواص نہ بیٹھ لے' کیا مجال کہ جنبش کر جائے۔ جب بادشاہ سوار ہولئے اور فوجدار نے اشارہ کیا' فوراً" استادہ ہو گیا۔

ایک خوبی اَور تھی کہ وقتِ سواری دو کمانیں اس کے دونوں کانوں میں پہنائی جاتی تھیں۔ دو ترکش نیزوں کے کانوں کے نیچے آویزاں کئے جاتے تھے اور بہت بڑی سپر فولادی مستک پر نصب کی جاتی تھی اور بہت بڑا حقہ چاندی کا مع چلم و چنبر نقرہ اس کے سر پر رکھا جاتا تھا اور نیچوان کی سٹک فوجدار خاں اپنے کندھے پر رکھتے۔ بادشاہ ٹھنڈا حقہ پیتے جاتے تھے اور سواری رواں ہوتی تھی۔ کیا مقدور ہے کہ حقہ گرنے پائے یا چلم گرے۔ ایسا سبک رفتار تھا' بڑی منجھولی رفتار تھی۔ قصہ مختصر جب سواری سے فرصت پائی پھر ویسا ہی مست ہے جیسا تھا۔ یہ کمال اس ہاتھی کو حاصل تھا۔

اس کے علاوہ ایک وصف اَور تھا کہ تمام دن خورد سال' جو بارہ برس کے سن سے کم سن بچے معصوم ہوتے تھے' اس کے گرد بیٹھے رہتے تھے۔ ان سے کھیلا کرتا تھا اور اپنے ہاتھ سے گنوں کی پوریاں توڑ کر صاف کر کے ان کو دیا کرتا تھا۔ دن بھر بچے اسے گھیرے رہتے تھے۔ بچے اسے کہتے تھے "مولا بخش نکی آوے" تو وہ ایک اپنا اگلا ہاتھ زمین سے اٹھا لیتا تھا اور ہلایا کرتا تھا اور بچے جتنی دیر کی تعداد لگا دیتے اور کہہ دیتے کہ گھڑی بھر یا دو گھڑی' اسی قدر ہاتھ اٹھائے رکھتا تھا۔ جب بچے کہتے "ٹیک دو" ہاتھ ٹیک دیتا۔ پھر آپ قون کہتا' بچے ایک پاؤں سے کھڑے ہو جاتے۔ اگر وہ گھڑی بھر سے پیشتر کہتے کہ گھڑی پوری ہو گئی تو سر ہلا دیتا کہ ابھی نہیں ہوئی ہے۔ اور جب گھڑی پوری ہو جاتی تو خود ہی قوں کہہ دیتا' بچے پاؤں ٹیک دیتے تھے۔ جس دن بچے نہ آتے تو چیخیں مار کر بلا لیتا تھا۔ بچوں کو گنے کھلاتا۔ (ایضاً' صفحہ 47-48)

سپاہ گری میں مہارت

شمشیرزنی میں مشق کی انتہا

(ظہیر دہلوی تحریر کرتے ہیں:) "میں نے اپنے والد کی زبانی سنا ہے کہ بادشاہ تن تنہا آٹھ آدمیوں کے مقابل یک دم کسرت کرتے تھے اور آٹھ آدمی برابر ان پر چوٹ کرتے تھے اور بادشاہ سب کے وار روکتے تھے اور اپنی چوٹ چھوڑتے جاتے تھے۔ اس قدر مشق بہم پہنچائی تھی۔" (داستانِ غدر' صفحہ 43)

تیراندازی کے فن میں یکتا

مرزا محمد قادر بخش سلاطین نے تفنگ بازی میں بادشاہ سلامت کی شاگردی اختیار کی۔ (30 اکتوبر 1846ء)

حضور جہاں پناہ کے دربار میں' جب کہ حضور اپنے دولت سرائے واقع حضور قطب صاحب میں رونق افروز تھے ایک دن شہزادہ مرزا محمد شاہ رخ بہادر نے عرض کیا کہ یہاں ایک مقام میں ایک ایسا موذی سانپ سنا گیا ہے جس سے لوگوں کو سخت تکلیف اور نقصانِ جان کا اندیشہ ہے۔ حضور نے یہ بات سنتے ہی فرمایا کہ چلو' مجھے بتاؤ وہ سانپ کہاں ہے۔ شہزادے نے

سانپ کے بل کے پاس لے جاکر اشارہ کیا کہ یہاں ہے۔ حضور نے سانپ کو دیکھ کر ایک تیر ایسا مارا کہ اس کو دم لینے کی مہلت نہ ملی اور فوراً" مرگیا۔ (10 جولائی 1846ء)

(ظہیر دہلوی لکھتے ہیں:) فنِ تیراندازی میں بادشاہ آپا سنگھ سکھ کے شاگرد تھے۔ بادشاہ کی کثرت تیراندازی کا حال میں نے اپنے والد کی زبانی سنا ہے کہ بادشاہ زمانہ ُولی عہدی میں جوان تھے' تیراندازی کی مشق بڑھانے کو دیوانِ خاص میں ایک جرِ ثقیل لگا رکھی تھی۔ تین من چنوں کی پوٹ نیچے لٹکتی تھی۔ جرِ ثقیل کے ذریعہ سے اسے چٹکی سے کھینچا کرتے تھے۔ تیس ٹانک کمان کھینچنے پر قادر تھے۔ اچھی کمان کو کباڑہ بنا کر پھینک دیتے تھے۔ ایک دن سواری مبارک سلیم گڑھ سے قلعہ کو آتی تھی کہ راستے میں مرزا فتح الملک بہادر ولی عہد ثانی کا باغ تھا۔ وہاں سے کچھ شوروغل کی آواز آتی تھی۔ فرمایا' غل کیسا ہے؟ عرض ہوئی' مرشد زادے تیر لگا رہے ہیں۔ حکم ہوا' سواری ادھر لے چلو۔ غرض وہاں پہنچے۔ سب آداب بجالائے۔ فرمایا' تیر لگاؤ۔ سب تیر لگانے لگے۔ فرمایا' تیر کمان ادھر لاؤ۔ کمانوں کی کشتی پیش کی گئی۔ ان میں سے ایک کمان اٹھائی اور تین تیر کھینچ لئے اور استادہ پر باقاعدہ کھڑے ہو کر ایک تیر لگایا۔ تیر تودہ میں پیوست ہوا' ایک بالشت باہر رہا' سب نے تحسین آفرین کی۔ دوسرا تیر اَور لگایا' وہ اس سے زیادہ تودہ میں داخل ہوا۔ تیسرا' وہ بالکل سب مغروق تھا۔ فقط لب سوفار ہی باہر رہے اور تمام تیر غرق تھا۔ نعرۂ تحسین و آفرین بلند ہو گیا۔ یہ میری چشم دیدہ بات ہے۔ (داستانِ غدر' صفحہ 42-43)

بندوق کی نشانہ بازی میں کمال

مرزا عبداللہ بہادر اور حیدر خاں نے بندوق کی نشانہ بازی میں شہنشاہ جہاں پناہ کی شاگردی کا فخر حاصل کیا۔ (30 اپریل 1847ء)

مرزا جہاں شاہ کا لڑکا بندوق چلانے میں حضور کا شاگرد ہوا۔ (20 فروری 1849ء)

ایک دن بادشاہ سلامت باغ سلیم گڑھ میں تشریف لے گئے۔ نواب زینت محل بیگم صاحبہ و شاہ آبادی بیگم صاحبہ و تاج محل بیگم صاحبہ بندوق کی نشانہ بازی میں مشغول تھیں۔ بڑی دیر تک نشانہ بازی کے تماشے میں مصروف رہے۔ (19 مارچ 1847ء)

فرہاد مر گیا یونہیں سر چیر سنگ پر
شیریں کی کندہ کرتی تھی تصویر سنگ پر

زانو پہ تیری غیر کا سر ہو تو کیوں نہ پھر
پٹکی سر اپنا عاشق دلگیر سنگ پر

مٹتا نہیں کسیکی مٹانی سی اب یہ آہ
شاید کہ ہی نوشتہ تقدیر سنگ پر

رگہای سنگ ہین خط سطر اگر ترا
احوال کوہکن کبھی تحریر سنگ پر

یہہ دل تو کیا ہی سنگ مین روزن ہوا ظفر
مژگان لگانی اوسکی اگر تیر سنگ پر

کب اشک چشم کی لخت دل کو بہا لیتی ہی پانی پر
نہیں ہی صاحب کشتیکو کچھہ وسواس پانی پر

لب دریا پہ کسنی سیکشتی کی ہی کی آ سامنی
بنا ہر یک حباب بحر جو گیلاس پانی پر

حباب اپنا جو توا ابری ہی ہر دم میں نہ
مگر کچھہ حبس دم آیا ہی تجکو راس پانی پر

دل صد چاک میرا آنسوؤں مین ہی افسردہ
کہ جون ہوتا ہی پژمردہ گل قرطاس پانی پر

نہیں کر صورت اخلاص اوس سی تو یاد تیغ
ظفر پڑھ کر قل اعوذ برب الناس پانی پر

"کلیاتِ ظفر" کے ایک صفحہ سے دو غزلوں کا عکس

(ظہیر دہلوی لکھتے ہیں) بندوق ایسی لگاتے تھے کہ باید و شاید۔ بال بیندھا نشانہ اڑاتے، کبھی نشانہ خطا ہی نہ کرتا تھا۔ بارہا ایسا دیکھنے میں آیا ہے کہ جانور اڑتا ہوا جاتا ہے، ہوادار پر بندوق دھری ہے، اٹھائی اور جھونک دی۔ چھتیانے کی حاجت نہیں، لوٹ پوٹ ہوا اور ہوادار میں آرہا۔ دریا میں مچھلی یا مگر نے منہ نکالا اور گولی منخرین پر پڑی اور چت ہو گیا۔ (داستانِ غدر، صفحہ 42)

شعروشاعری اور تاریخ گوئی

دیوانِ ظفر شائع ہو گیا

بادشاہ سلامت کا اردو دیوان مرتب ہو کر مطبع سید الاخبار و سراج الاخبار میں چھپ گیا ہے۔ خط نستعلیق ہے، کاغذ ولایتی ہے۔ کل چھیاسٹھ جزو ہیں اور ہر صفحے میں سولہ سطریں ہیں۔ چمڑے کی جلد بھی بنائی گئی ہے۔ آٹھ روپے میں فروخت ہوتا ہے۔ صاحبانِ ذوق کلام الملوک ملوک الکلام کا لطف اٹھانا چاہیں تو دونوں مطبعوں میں سے جس مطبع سے چاہیں طلب فرمائیں۔

(24 اکتوبر 1845ء)

خواجہ قطب الاقطابؒ کی درگاہ کے دروازے کا مادۂ تاریخ

اطلاع دی گئی کہ حضور قطب الاقطابؒ کی درگاہ شریف کا دروازہ بن کر تیار ہو گیا ہے۔

زبان فیض ترجمان سے اس کا مادۂ تاریخ اس طرح ارشاد فرمایا:

ایں در عالی چو شد محکم بنا حسب المراد

گفت در سال بنا باب ظفر پائندہ باد

1255ھ (1839ء)

(25 جون 1847ء)

حوضِ قاضی کے کتبے پر بادشاہ سلامت کا قطعہ

انگریزی سرکار کی کوشش سے نہر کا پانی قاضی کے حوض میں پہنچایا گیا تھا اور (معتبر الدولہ

محبوب علی خواجہ سرا نے اپنے پاس سے حوض کی مرمت کرائی تھی اس لئے بادشاہ سلامت نے صاحب ایجنٹ بہادر کے پاس یہ قطعہ بھجوا دیا تاکہ پتھر پر کندہ کرا کے حوض پر لگوا دیا جائے:

آب در منبع ایں نہر جدید
کرد چوں معتبرالدولہ رواں
ہاتف غیب بوصف فیضش
گفت تاریخ بسا فیض رساں
1264ھ (1848ء)

(5 جنوری 1849ء)

ولی عہد مرحوم کی تاریخِ وفات

ولی عہد بہادر کی وفات کی تاریخ خود بدولت نے زبانِ مبارک سے اس طرح ارشاد فرمائی:

آں ولی عہدے کہ دارا بخت بود
کرد چوں رحلت ازیں دنیائے دوں
شد درون خلق داغ از سوزِ غم
گفت سال رحلتش داغ دروں
1265ھ (1849ء)

(23 جنوری 1849ء)

باب پنجم

مقروض بادشاہ

آمدنی، خرچ، قرضوں کی ادائیگی

شاہی مصارف پر انگریزوں کا اعتراض

نواب گورنر جنرل بہادر کے ایجنٹ کی عرضی حضرت ظلِ سبحانی خلیفۂ رحمانی خلد اللہ ملکہ ' کی نظر سے گزری۔ عرضی کا مضمون یہ تھا کہ حضرت عرش آرام گاہ انار اللہ برہانہ ' (بادشاہ سلامت کے والد) کے زمانے میں شاہی ضرورتوں میں خرچ کرنے کے لئے جو اضافہ مشاہرہ میں کیا گیا تھا حضور کے ہاں وہ اب مصارف مقررہ کے خلاف خرچ ہونے لگا ہے۔ یہ روپیہ صرف جیب خاص کے واسطے ہے کیونکہ اس میں سے حضور اُن شہزادوں کے واسطے بھی تو روپیہ مرحمت فرماتے ہیں جن کی کوئی معاش نہیں ہے' یا معاش ہے تو گزران کے لائق نہیں ہے۔ ادائے قرض کے معاملے کی نسبت یہ ہے کہ جب ضرورت ہوگی نواب گورنر جنرل بہادر کی طرف سے ادا کردیا جائے گا اور اِسی طرح قلعہ کی مرمت وغیرہ کا انتظام بھی حسب ضرورت ہو جایا کرے گا۔ صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرز کا نصب العین یہ امر ہے کہ تمام خاندانِ تیموریہ کے ساتھ اور بالخصوص حضورِ والا کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ بدرجۂ غایت مراعات و آرام رسانی کا برتاؤ اختیار کیا جائے۔ (11 اپریل 1845ء)

1845ء- تین لاکھ روپے سالانہ تنخواہ پر اضافہ

معظم الدولہ صاحب کلاں ایجنٹ بہادر کی عرضی پچیس ہزار روپے اضافے کے متعلق نظرِ فیض انور سے گزری۔ حضور کی طبیعت مبارک مسرور ہوئی...... معلوم ہوا ہے کہ انگلستان سے اس مضمون کا ایک فرمان سرہنری ہارونٹ صاحب گورنر جنرل بہادر کلکتہ کے نام آیا ہے کہ چونکہ حضرت بادشاہِ دہلی کو اخراجات کی زیادتی کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے اس لئے اخراجاتِ شاہی کے لئے موازی پچیس ہزار روپے کا اضافہ مقرر کیا جاتا ہے۔ دوسرے سلاطین کے لئے اضافے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ان کا گزارہ مقررہ تنخواہ سے نہیں ہوتا تو اوقات بسری کے لئے انہیں کہیں ملازمت اختیار کرلینی چاہیے۔ حضرت بادشاہ سلامت کے لئے مصلحت یہ ہے کہ گورنر جنرل بہادر جب دہلی تشریف لائیں تو ان سے ملاقات فرمائیں۔ قرض ادا کرنے کے لئے جب ضرورت لاحق ہو تو گورنمنٹ کلکتہ سے استمداد کی جائے۔ نواب گورنر جنرل بہادر نے ایجنٹ دہلی کے نام اور ایجنٹ دہلی نے حضورِ والا کے نام اس امر کی اطلاع دہی کے لئے ایک مراسلہ بھیجا ہے۔ افواہاً سنا گیا ہے کہ اضافے کے بارے میں ابھی چند امور فیصلہ طلب باقی ہیں۔ (18 اپریل 1845ء)

صاحب ریزیڈنٹ بہادر کی عرضداشت حضور کی نظرِ عالی سے گزری جس سے اس بات کا انکشاف ہوا کہ صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرز بہادر نے تین لاکھ روپے سالانہ پر پچیس ہزار روپے کا اضافہ فرمایا ہے۔ چند اور خطوط بھی پیش کئے گئے جو کورٹ آف ڈائرکٹرز کے چند اراکین کی طرف سے نواب گورنر جنرل بہادر کے نام حضرت بادشاہ سلامت کی عزت واحترام کے متعلق آئے تھے۔ ان کے ملاحظے سے حضور کی خاطرِ اقدس کو مسرت ہوئی اور مراسلہ نگار اراکین کی نسبت کلماتِ تحسین و آفرین زبانِ فیض ترجمان پر جاری ہوئے۔

پوشیدہ نہ رہے کہ حضرت محمد اکبر بادشاہ فردوس آرام گاہ کے زمانے سے اضافے کا تعین ہو گیا تھا مگر چونکہ گورنمنٹ نے دوسرے شہزادوں میں بطورِ خود ان کی تقسیم کا ارادہ ظاہر کیا تھا اس لئے اس وقت حضرت بادشاہ طاب ثراہ نے اسے قبول نہ فرمایا تھا۔ اس وقت اضافے سے یہی غرض ہے کہ جس طرح تین لاکھ روپے بادشاہ سلامت اپنے اختیار سے صرف کرتے ہیں

اسی طرح پچیس ہزار روپیہ بھی حضرتِ اقدس کی رائے کے موافق تقسیم ہو گا۔ پس جو اضافہ پہلے مقرر کیا گیا تھا وہ گویا نہ ہونے کے برابر تھا' البتہ اب جو اضافہ ہوا ہے یہ قابلِ اعتماد ہے اور اسے کورٹ آف ڈائرکٹرز کے اراکین کی دانش مندی اور معاملہ فہمی پر محمول کیا جاسکتا ہے۔ اگر بادشاہ کے کارپردازوں کی طرف سے عقل مندی اور ہوشیاری کا برتاؤ عمل میں آیا تو یقینِ واثق ہے کہ اضافے کے حکم کے وقت سے حساب لگا کر آج کی تاریخ تک تمام روپیہ خزانۂ شاہی میں داخل کرایا جائے گا کیونکہ ایسا کرنے میں صاحبانِ کورٹ آف ڈائرکٹرز کے لئے کوئی حجت و معذرت باقی نہیں ہے۔ (25 اپریل 1845ء)

قرضوں کی ادائیگی

اضافہ کے جاری ہونے کے بارے میں تمام شرطیں طے ہو گئی ہیں۔ روپیہ انگریزی افسروں کی مرضی کے موافق سلاطین میں تقسیم کیا جائے گا' قلعہ کی مرمت بھی کی جائے گی' پرگنہ سلطانی کے تمام دیہات سرکار انگریزی کے سپرد کر دیئے جائیں گے تاکہ حضور کا قرضہ ادا کیا جائے۔ (7 نومبر 1845ء)

بادشاہ سلامت سے عرض کیا گیا کہ گیارہ ہزار چار سو روپے پرگنہ کوٹ قاسم کی آمدنی کے تحصیلدار صاحب نے بھیجے تھے' نواب صاحب کلاں بہادر نے وہ سب روپیہ قرض داروں کی ادائیگی میں خرچ کر دیا۔ (19 جون 1846ء)

ایجنٹ بہادر کے نام شقہ لکھا گیا کہ کوٹ قاسم کی نصف آمدنی قرض داروں کو دی جائے اور نصف ہمارے پاس بھیج دی جائے۔ اس کے جواب میں عریضہ موصول ہوا کہ قرض روپیہ کی ادائیگی کے متعلق یا تو حضور کے حکم کی تعمیل کی جائے گی یا ایجنسی سے روپیہ دے دیا جائے گا۔ (26 جون 1846ء)

شاہی مصارف پر پھر اعتراض

بادشاہ سلامت نے ایجنٹ بہادر کو لکھا کہ بابو سورج نرائن مختار نے ذمہ داری سے ہاتھ اٹھا لیا' ماہ جولائی تک ہمارے مصارف کا انتظام کر دیا جائے تاکہ سورج نرائن کی کچھ دل جمعی ہو جائے۔ جواب آیا کہ حضور قرض کیوں لیتے ہیں' اپنی آمدنی کے موافق خرچ کیوں نہیں رکھتے؟

(9 فروری 1849ء)

حضور جہاں پناہ نے ایجنٹ بہادر کو شقہ لکھا کہ روز مرہ کے شاہی اخراجات قرض لئے بغیر پورے نہیں ہو سکتے لہٰذا بابو سورج نرائن کو شاہی جاگیرات کی آمدنی کے حوالے سے تمسک پر قرضہ لینے کی اجازت دی جائے۔ (16 فروری 1849ء)

صاحب ایجنٹ نے شاہی مصارف پر اعتراض کیا تھا۔ حضور نے جواب میں شقہ بھجوایا کہ شاہی امور کی انجام دہی میں اہل کاروں کا کچھ قصور نہیں ہے۔ ہزاروں روپے کے صرف کی بجائے دس روپے خرچ کرنے کی نوبت آگئی ہے۔ (23 فروری 1849ء)

آج بابو سورج نرائن باریاب ہوئے اور عرض کی کہ تابعدار ایجنٹ کمشنر صاحب کے پاس گیا تھا اور ان سے جو باتیں ہوئی تھیں وہ حضور کے گوش گزار کرنے کے لئے فدوی حاضر ہوا ہے۔ جہاں پناہ نے بابو جی کو اپنے قریب آنے کا حکم دیا اور بابو جی نے دست بستہ ہو کر اور جھک کر چپکے چپکے حضورِ والا سے کچھ باتیں عرض کیں اور پھر ادب کے ساتھ پچھلے قدم ہٹتے ہوئے باہر چلے گئے۔ (27 مارچ 1849ء)

انگریز گورنر کا شرائط نامہ بادشاہ کے نام

کچھ عرصہ ہوا، حضور بادشاہ سلامت نے انگریزی سرکار سے دو درخواستیں کی تھیں۔ ایک یہ کہ بادشاہ کی تنخواہ کم ہے، خرچ پورا نہیں ہوتا، تنخواہ بڑھادی جائے اور دوسری یہ کہ بادشاہ کے ذمے جو قرض ہے، وہ ادا کردیا جائے۔ آج لفٹیننٹ گورنر بہادر آگرہ نے ان درخواستوں کا حسب ذیل جواب بھیجا ہے جس میں سات شرطیں لکھی ہیں کہ اگر یہ شرطیں منظور کرلی جائیں تو حضور کی تنخواہ میں بھی اضافہ کردیا جائے گا اور قرض بھی ادا کردیا جائے گا۔

پہلی شرط یہ ہے کہ حضورِ والا کے، اور شہزادوں کے، اور بیگمات کے، اور تمام تیموری خاندان کے جو [illegible] ریاست اور جاگیریں اور باغ اور کنوئیں اور مکانات وغیرہ ہیں سب انگریزی سرکار کے حوالے کردیئے جائیں۔

دوسری شرط یہ ہے کہ جو جائداد مذکورہ اشخاص انگریزی سرکار کے حوالے کریں گے تو وہ اگر کبھی حضور والا واپس مانگیں گے تو واپس نہ کی جائے گی۔ ایسی صورت میں حضور کے ذمے

تخمیناً" چار لاکھ روپے کا جو قرضہ ہے' وہ انگریزی سرکار کی طرف سے ادا کر دیا جائے گا۔

تیسری شرط یہ ہے کہ حضورِ والا نے اپنی ایک لاکھ روپے ماہوار کی تنخواہ میں سے اپنے شہزادوں اور بیگمات اور خاندان والوں کی جو تنخواہیں مقرر کر رکھی ہیں اور جن میں حضورِ والا اضافہ کرانا چاہتے ہیں' یہ اِس شرط سے منظور کیا جا سکتا ہے کہ جب وہ شخص مرجائے گا جس کی کوئی تنخواہ تھی اور جس پر اضافہ ہوا تھا' تو وہ تنخواہ اور اضافہ دونوں بحقِ سرکار انگریزی ضبط ہو جائیں گے۔ مرنے والے کے وارثوں کو کچھ نہیں دیا جائے گا۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ ہر مہینے تیموریہ خاندان کی حیات و ممات یعنی پیدا ہونے والوں اور مرنے والوں کا ایک نقشہ انگریزی سرکار میں بھیجنا ہو گا تاکہ ہر شخص کی موت کے بعد اس کی تنخواہ ضبط کی جا سکے۔

پانچویں شرط یہ ہے کہ حضورِ والا نے لکھا ہے کہ شاہ عالم اور اکبر شاہ اور بہادر شاہ کی اولاد کے علاوہ دوسرے ستر شہزادے قلعہ کے اندر رہتے ہیں۔ اضافہ' تنخواہ کے بعد ان ستر شہزادوں کو قلعہ سے باہر کر دیا جائے گا اور اس کے ساتھ ہی ان سب لوگوں کو بھی قلعہ سے نکال دیا جائے گا جو مذکورہ ستر آدمیوں کے علاوہ شاہ عالم سے پہلے بادشاہوں کی اولاد میں ہیں اور بکثرت قلعہ کے اندر آباد ہیں۔

چھٹی شرط یہ ہے کہ شاہی خرچ سے قلعہ کے اندر ایک انگریزی تعلیم کا سکول جاری کرنا ہو گا۔

ساتویں شرط یہ ہے کہ قلعہ کی مرمت اور تنخواہوں کی تقسیم آئندہ ایجنٹ بہادر کی معرفت ہوا کرے گی۔

ایجنٹ بہادر نے گورنر بہادر کے اس شرائط نامے کی نقل اپنے آفس میں رکھ لی اور اصل خط اور لفافہ اپنی تحریر کے ساتھ حضورِ والا کی خدمت میں بھیج دیا۔ (16 مارچ 1841ء)

اضافے کی شرائط کی تشہیر

حضرت محمد ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہِ دہلی نے جن شرائط پر انگریزوں سے اپنے قرضے کی ادائیگی اور تنخواہوں کے اضافے منظور کیے ہیں ـــــ آج حکم ہوا کہ عوام رعایا کی اطلاع کے

لئے سرکاری اخبار میں یہ اعلان شائع کر دیا جائے:

(1) حضور بادشاہ سلامت نے اپنی جیب خاص کے خرچ کے لئے پانچ ہزار روپے ماہوار منظور فرمائے ہیں۔

(2) جو کچھ بادشاہ سلامت اور اُن کے خاص ملازمین کے ذمے قرضہ ہے' اس قرضے کو ایجنٹ بہادر کے ذریعے انگریزی سرکار تمام و کمال ادا کر دے گی۔

(3) سابقہ تجویز اہالیانِ بورڈ کے مطابق انگریزی سرکار نے شاہی تنخواہ میں' جس کی مقدار ایک لاکھ روپیہ ماہوار ہے' منظور کیا ہے کہ پچاس ہزار پانچ سو ستّر روپے ماہوار اِس تنخواہ میں اضافہ کیا جائے مگر اِس اضافے سے پہلے قلعہ کی مرمت کی جائے گی۔

(4) جو شہزادے موجودہ بادشاہ کی اولاد نہیں ہیں' سلاطینِ سابق کی اولاد ہیں اور موجودہ بادشاہ کے قریبی قرابت دار بھی ہیں اور قلعہ کے اندر آباد ہونا چاہتے ہیں' ان کی تنخواہوں میں بھی سرکار انگریزی اضافہ کرے گی اور اُن کو قلعہ کے اندر آباد ہونے کی اجازت دے گی' اور جو شہزادے قلعہ کے باہر رہتے ہیں اور موجودہ بادشاہ سے دُور کی قرابت رکھتے ہیں ان کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کیا جائے گا۔

(5) موجودہ بادشاہ کی اولاد اور ان کے والد اکبر شاہ کی اولاد اور ان کے دادا شاہ عالم کی اولاد قریبی قرابت دار مانے جائیں گے اور ان تین بادشاہوں سے اوپر کے بادشاہوں کی اولاد کو دُور کا قرابت دار تصور کیا جائے گا۔

(6) جو دیہات شاہی ملکیت مانے جاتے ہیں وہ سب انگریزی سرکار کے حوالے کر دیئے جائیں گے۔

(7) ایسے سب دیہات کا نقشہ اور بادشاہ کے قریبی قرابت داروں کا نقشہ حکومت انگریزی کو بھیجا جائے گا۔(10 اپریل 1849ء)

قلعہ کی مرمت کا کام

بادشاہ کی منظوری کے بعد مسٹر ایبٹ نے چند بار قلعہ کے اندر آکر مرمت طلب مکانوں کو دیکھا اور تجویز ہوئی کہ شاہجہانی عمارتیں تو رکھی جائیں گی' باقی پبلک اور شہزادوں کے جو مکان

قلعہ کے اندر ہیں ان کو بالکل گرا دیا جائے گا اور از سرِ نو پارک' میدان' بازار' حوض' نہر اور کوٹھیوں وغیرہ کی تعمیر اس طرح کی جائے گی کہ قلعہ کا ہر باشندہ قلعہ کے اندر ہی ہزاروں روپے پیدا کر سکے گا۔ (10 اپریل 1849ء)

1849ء- ایک لاکھ روپے تنخواہ پر مجوزہ اضافہ

اس وقت انگریزی خزانے سے قلعہ کے اندر تنخواہ کے ایک لاکھ روپے آتے ہیں' آئندہ سوالاکھ آیا کریں گے۔ (ایضاً)

1857ء- شاہی وظیفہ کی رقم اور آمدنی کے دیگر ذرائع

(بہادر شاہ ظفر کے مقدمے میں سی۔ بی۔ ساؤنڈرس قائم مقام کمشنر کے بیان کے مطابق بادشاہ سلامت کا) ایک لاکھ روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر تھا جس میں سے ننانوے ہزار روپیہ دہلی میں اور ایک ہزار لکھنؤ میں ان کے اہلِ خاندان کو ملتا تھا۔ نیز سرکاری اراضی سے ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ وصول کرنا بھی منظور تھا اور دہلی کے مکانات کا کرایہ اور زمین کا معاوضہ بھی لیتے تھے۔ (مقدمہ بہادر شاہ ظفر' ص 97)

قرضوں کی تحقیقات

انگریزوں کی شرائط کے مطابق عمل در آمد شروع

معلوم ہوا ہے کہ بادشاہ نے روپے کے لالچ میں لفٹنٹ گورنر آگرہ کی سب شرطیں منظور کرلی ہیں اس لئے بموجب حکم لفٹنٹ گورنر بہادر' دہلی کے جائنٹ مجسٹریٹ نے شاہی قرضے اور تنخواہوں کے اضافے کی تحقیقات کا کام کچہری ایجنٹی میں شروع کردیا ہے اور صاحب ایجنٹ بہادر نے ایک اہل کار اور کاغذات متعلقہ صاحب جائنٹ مجسٹریٹ دہلی کے حوالے کردیئے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ کچہری میں محبوب علی خواجہ سرا اور دوسرے قرض خواہوں کے بیانات اور اظہار ہوں گے۔ ایک خط دفتر ایجنٹ بہادر سے گڑھ کپتان کے نام بھیجا گیا ہے کہ قلعہ کے اندر جاکر مرمت طلب مکانات کو دیکھیں اور ان کی فہرست لکھ کر پیش

کریں، اور یہ بھی دریافت کریں کہ قلعہ کے اندر جو رعایا رہتی ہے وہ مکانوں کا کرایہ دیتی ہے یا نہیں دیتی؟ شاہی املاک کا نقشہ اور تیموریہ اولاد کے مقبوضہ دیہات کے کاغذات حضور بادشاہ سلامت کے بھیجے ہوئے دفتر (ایجنٹ) میں آئے ہیں۔ (27 مارچ 1849ء)

قرضوں کے کچے کاغذات پیش کرنے کا حکم

آج فوج داری کے اسسٹنٹ صاحب نے کچہری ایجنٹی کے دوسرے کمرے میں ان قرض خواہوں کے بیانات قلم بند کئے جن کے قرضے بادشاہ سلامت کے ذمے ہیں۔ حکم ہوا کہ قرضے کے کچے کاغذ حاضر کریں ورنہ پھر ان قرضوں کی شنوائی نہ ہوگی۔ (6 اپریل 1849ء)

محبوب علی خواجہ سرا کے لئے بادشاہ سلامت کی خصوصی سفارش

حضورِ والا نے ایک شقہ بھیجا کہ محبوب علی خواجہ سرا قرض خواہی کی نسبت بیان دینے کچہری میں جائے تو اس کو بیٹھنے کے لئے کرسی دی جائے۔ (ایضاً)

محبوب علی کے قرضوں کی تفصیل

محبوب علی خواجہ سرا نے بیان دیا کہ میں نے بادشاہ سلامت کی طرف سے سترہ ہزار روپے ٹامسن صاحب سفیر لندن کو بھیجے اور چھ ہزار روپے حکیم احسن اللہ خاں کو دیئے، اور بارہ ہزار روپے تختِ طاؤس کی تیاری کے لئے دیئے، اور دس ہزار روپے دیوانِ خاص کے پردوں کی تیاری کے لئے دیئے جو سقرلاط سے بنوائے گئے تھے، اور مرزا بلاقی مرحوم کے جنازے کا خرچ اٹھایا۔ کُل رقم ایک لاکھ انتیس ہزار سات سو ستائیس روپے میرے حضورِ والا کے ذمے ہیں۔ (ایضاً)

دیگر قرض خواہوں نے کاغذات پیش کئے

کنور دیبی سنگھ اور سالگ رام نے اڑتیس ہزار روپے قرضے کا کاغذ پیش کیا۔ حافظ داؤد صاحب نے بیس ہزار روپے قرضے کا کاغذ پیش کیا، اور ناظرِ خط نے چالیس ہزار روپے قرضے کا کاغذ پیش کیا، اور اصغر علی خاں نے انیس ہزار روپے کا اور مبارک النساء زوجہ لونی اختر صاحب مرحوم نے بیس ہزار روپے قرضے کے کاغذات پیش کئے، اور زور آور چند اور دولت رام اور

اجودھیا پرشاد اور گوکل سنگھ اور چرنجی لال اور غلام علی وغیرہ نے بھی اپنے اپنے کچے کاغذات اپنے قرضوں کے پیش کیئے۔ حامد علی خاں کے وکیل نے عرض کی کہ میرا مؤکل لکھنؤ میں ہے اس لئے حامد علی خاں کے نام خط لکھا گیا کہ اپنے حساب کے کچے کاغذ بھیج دو ورنہ اس کے بعد سماعت نہ ہو سکے گی۔ صاحب بہادر قرضے کے ان کاغذات کے ملاحظے میں دیر تک مصروف رہے۔ (ایضاً)

اندازِ تحقیقات پر بادشاہ سلامت کی شدید ناراضگی

سرشتے کے ذریعے شاہی قرض کے متعلق شاہی ملازموں سے اور قرض خواہوں سے تحقیقات ہو رہی ہے کہ کس کا کتنا روپیہ ہے' کب لیا گیا' کس کام کے لئے لیا گیا' کس کی معرفت لیا گیا' تمسک اور رسیدیں کہاں ہیں؟ بادشاہ کو اس قسم کی خوردہ گیری اور موشگافی پسند نہیں ہے اس لئے حضورِ والا نے صاحب ایجنٹ کو بابو سورج نرائن کے ہاتھ خط بھیجا ہے کہ ملبدولت نے بخوبی قرضے کی تحقیقات کرلی ہے اور تنقیح کے بعد تمسک دیئے ہیں' تمسک کے مطابق زرِ قرضہ ادا کردیا جائے۔ جس طرح موشگافیاں ہو رہی ہیں ایسی خوردہ گیریوں سے ملازمانِ شاہی کی بدنامی ہے اور بدنامی کے ساتھ ہم کو نہ اضافہ لینا منظور ہے اور نہ قرض ادا کرنا۔ (10 اپریل 1849ء)

ایجنٹ کا مؤقف اور تحقیقات ملتوی

صاحب ایجنٹ کی تحریر آئی کہ حافظ داؤد نے اپنے بیان میں کہا کہ میں نے شاہی حکم کے مطابق چھاپہ خانے کے پتھر خریدنے کے لئے پانچ سو روپے حکیم احسن اللہ خاں کو دیئے تھے۔ مرزا جلال الدین نے لکھا کہ شہزادہ فخرالدین کی سرکار کی مختار کاری کے زمانے کے پانچ ہزار کچھ سو روپے میرے باقی ہیں اس لئے حکیم احسن اللہ خاں اور حافظ داؤد اور محبوب علی وغیرہ کو یہاں بھیج دیا جائے۔ اس پر سورج نرائن نے کہا کہ شاہی اہل کاروں کے آنے میں بادشاہ کی بدنامی ہے اور حضورِ والا کو اپنی بدنامی منظور نہیں ہے۔ صاحب ایجنٹ نے کہا' چہ حکم حضورِ والا کے آچکے ہیں کہ گورنمنٹ کو جس طرح منظور ہو شاہی قرضے کو معلوم کر کے بے باق کردیا جائے' اور لفٹنٹ گورنر کے حکم کا بھی یہی منشا ہے۔ جس وقت تک قرضے کی کیفیت واضح نہ ہو

جائے گی، رقم قرضہ ادا نہیں کی جاسکتی۔ اب لفٹنٹ گورنر کو دوبارہ رپورٹ کی جائے گی اور جواب آنے تک ساری تحقیقات ملتوی رہے گی۔ اگر شاہی اہل کار یہاں بیان دینے آتے ہیں تو اُن کو بیٹھنے کے لئے چوکی دی جاتی ہے' اِس میں بدنامی کون سی ہے؟ مگر بات یہ ہے کہ ملازموں نے بادشاہ کو ورغلایا ہے۔ جس مضمون کی تحریریں میرے پاس بھیجی گئی ہیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ لفٹنٹ گورنر کے نام اُسی مضمون کی تحریر لکھ دی جائے۔ میں اپنی رپورٹ کے ساتھ شاہی تحریر بھی بھیج دوں گا۔ (ایضاً)

تحقیقات ختم اور معاملہ انگلستان سپرد

ایجنٹ آفس میں بادشاہ سلامت کے نام کا ایک لفافہ لفٹنٹ گورنر کے پاس سے آیا۔ مضمون یہ تھا کہ حضورِ والا شاہی قرضے کی تحقیقات کو اپنی توہین خیال فرماتے ہیں اس لئے آئندہ تحقیقات نہیں کی جائے گی۔ رہا بغیر تحقیقات کے شاہی قرض ادا کرنے اور مشاہرے میں اضافے کا معاملہ' اس کا جواب عنقریب خدمتِ والا میں پہنچ جائے گا۔ صاحب ایجنٹ نے اپنا عریضہ ہم رشتہ کر کے لفافہ حضور جہاں پناہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ (8 جون 1849ء)

ایجنٹ آفس کی معرفت لفٹنٹ گورنر آگرہ کی تحریر شملہ سے شاہی خدمت میں پہنچی کہ ادائے قرض اور اضافۂ تنخواہ کی بابت رپورٹ انگلستان کو بھیج دی گئی ہے۔ وہاں سے جو حکم آئے گا حضور کو اطلاع دے دی جائے گی۔ (14 اگست 1849ء)

ذکر چند قرض خواہوں کا

نواب میر حامد علی خاں

وکیل میر حامد علی خاں نے مؤکل کا خط تحصیل مواضع آسود وغیرہ تنبول والا کے کاغذات کے ساتھ حضور کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا۔ خط کا مضمون یہ تھا کہ اس نیاز مند کا دو لاکھ تین ہزار روپیہ حضور کے کام میں خرچ ہوا ہے' حساب کی نقل بغرضِ ملاحظۂ عالی حاضر ہے۔ (13 جون 1845ء)

نواب میر حامد علی خاں نے صاحب کلاں بہادر سے عرض کیا کہ میرے ایک لاکھ اور کئی ہزار روپے حضورِ والا کے ذمہ نکلتے ہیں۔ اگر ان میں سے کچھ روپیہ مجھے اس وقت مرحمت کردیا جائے تو بڑا کرم ہو گا۔ صاحب کلاں بہادر نے کہا کہ میں نے سرکارِ والا سے عرض کیا مگر اِس وقت انتظام ممکن نہیں ہے۔ (26 جون 1845ء)

نواب حامد علی خاں نے ارادہ کیا کہ وہ اپنے قرض کی نسبت' جو سلطنت کے ذمہ واجب الادا ہے' عدالتِ دیوانی میں دعویٰ دائر کریں۔ جب اس بات کی شہرت ہوئی اور حضورِ انور کو اطلاع ہوئی تو حضورِ انور نے ان کو بلا کر فرمایا کہ کیا یہ بات صحیح ہے؟ نواب حامد علی خاں نے عرض کیا کہ حضور' میرا ارادہ تو ہے لیکن اگر صاحب کلاں بہادر مجھے اطمینانِ کلی دلادیں تو میں اپنے ارادے سے باز آجاؤں گا۔ میرے لئے یہ امر بہت گراں ہے کہ میں اپنے آپ کو بارگاہِ سلطانی کے مقابلے میں دیکھوں۔ میں سورہ براۃ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ہرگز ہرگز دعویٰ نہ کروں گا اگر صاحب کلاں بہادر میرا اطمینان فرمادیں۔ اس سے زیادہ اس بارے میں اَور کیا عرض کرسکتا ہوں' حقیقتِ حال حضور پر روشن ہے۔ پھر نواب حامد علی خاں نے جو بات زبانی کہی تھی اس کو ایک کاغذ پر لکھ کر دے دیا۔ حضورِ انور نے صاحب کلاں بہادر کے نام ایک شقہ جاری فرمایا کہ موضع آسودو سانپلہ کی آمدنی کا بیس ہزار روپیہ سالانہ نواب حامد علی خاں کو سال بہ سال تا ادائے قرض دے دیا کرو۔ سرِدست اگر یہ ممکن نہ ہو تو جو محالات ان کے قرضے کے بدلے میں پہلے ان کے پاس تھے پھر ان کے قبضے میں دے دیئے جائیں۔ (28 اگست 1846ء)

حضرت بادشاہ دہلی خلد اللہ ملکہ' نے نواب معظم الدولہ بہادر کے نام شقہ جاری فرمایا جس میں تحریر تھا کہ نواب حامد علی خاں کے قرضے کا روپیہ یا قسط وار ادا کیا جائے یا ان کے روپیہ کے بدلے موضع آسودو وغیرہ ان کے قبضے میں دے دیئے جائیں۔ (25 ستمبر 1846ء)

دو شقے نواب معظم الدولہ بہادر کے نام صادر کئے گئے .... دوسرا اس بارے میں کہ نواب حامد علی خاں کا قرضہ شاہ پور وغیرہ محالات سے ادا کیا جائے۔ (4 دسمبر 1846ء)

نواب حامد علی خاں کے تین ہزار روپے کا تمسک بادشاہ سلامت نے تحریر فرما کر ان کے حوالے کردیا اور ارشاد فرمایا کہ یہ روپیہ متعینہ مواضع کی آمدنی میں سے ادا کردیا جائے گا۔

(ایضاً)

بادشاہ دہلی خلد اللہ ملکہ' نے نواب حامد علی خاں کے نام حکم جاری فرمایا کہ تم نے جو تین ہزار روپیہ نقد اور تین ہزار روپیہ کے اجناس واموال کا پیش گاہِ خسروی کے لئے جو انتظام فرمایا تھا وہ دیہات ہرہ دربہ اور ہرچند کی آمدنی میں سے وصول کر کے اپنے قبضے وتصرف میں لے آؤ' ہماری طرف سے بخوشی تمام اجازت ہے۔ (18 دسمبر 1846ء)

نواب معظم الدولہ بہادر کے نام ایک شقہ جاری کیا گیا۔ مضمون تقریباً" وہی تھا جو پہلے خط میں لکھا گیا تھا کہ حسبِ تحریر سابق نواب حامد علی خاں کے قرضے کی ادائیگی کا انتظام ہونا چاہیے۔ (15 جنوری 1847ء)

حضورِ انور نے نواب حامد علی خاں کی معرفت اسی ہزار روپیہ ساہو کاروں سے فی صدی ایک روپیہ سود پر قرض لیا اور ساہو کاروں کے اطمینان کے لئے تمسک تحریر فرما کر نواب حامد علی خاں کے حوالے کر دیا۔ (ایضاً)

صاحب کلاں بہادر کے نام حکم لکھا گیا کہ میں نے نواب حامد علی خاں سے اٹھارہ ہزار روپے قرض لئے تھے' تم کو چاہیے کہ پرگنہ کوٹ قاسم کی آمدنی میں سے ادا کرنے کا انتظام کر دو۔ (20 فروری 1847ء)

بہادر سنگھ نے عرض کی کہ نواب صفدر جنگ مرحوم کے عرس کے لئے لکھنؤ سے دو ہزار روپے آتے ہیں مگر میر حامد علی خاں پانچ سو روپے دیتے ہیں' باقی خود کھا جاتے ہیں۔ حکم ہوا کہ حامد علی خاں کو لکھنؤ میں لکھا جائے اور کیفیت طلب کی جائے۔ (یکم جنوری 1849ء)

حامد علی خاں کا لکھنؤ سے خط (صاحب ایجنٹ کے نام) آیا کہ فدوی نے غلام علی خاں اور غلام رسول خاں کو بخشی گری اور کلکٹری کے عہدے پر شاہ اودھ کی سرکار میں نوکر کرا دیا تھا۔ دونوں آدمی پرگنہ بیسوارہ کی آمدنی کے تین لاکھ روپے لے کر بھاگ گئے۔ سرکارِ اودھ نے فدوی کو اس جرم میں گرفتار کر لیا۔ مجبوراً" فدوی نے بہاری لال کی کوٹھی سے روپیہ لے کر لکھنؤ کے خزانے میں داخل کیا اور شاہی گرفت سے رہائی پائی۔ بندہ امیدوار ہے کہ حضورِ والا کے ذمے فدوی کا جو پانچ ہزار روپیہ ہے وہ مرحمت فرما دیا جائے۔ ایجنٹ بہادر نے پانچ ہزار چند

سو روپے حامد علی خاں کے آدمی کو دلوا دیئے۔(6 فروری 1849ء)

صاحب ایجنٹ کے نام شاہی روبکار جاری ہوا کہ شاہی جاگیر کے دیہات کی آمدنی سے بیس ہزار روپے سالانہ شاہی قرض کی ادائگی کے سلسلے میں حامد علی خاں کو بھیجے جاتے رہے ہیں۔ آئندہ چودہ ہزار روپے سالانہ حامد علی خاں کو بھیجے جائیں' باقی چھ ہزار روپے ہم کو دے دیئے جائیں۔ صاحب ایجنٹ نے حکم کی تعمیل کی اور چھ ہزار روپے جہاں پناہ کی خدمت میں بھیج دیئے۔(26 جون 1849ء)

محبوب علی خاں خواجہ سرا

مسٹر ٹامسن صاحب سفیر شاہی نے لندن سے ایک عریضہ بادشاہ سلامت کی خدمت میں اس مضمون کا بھیجا کہ معاملات متعلقہ ستمبر 1846ء کی ابتدائی تاریخوں میں ولایت میں پیش کیے جائیں گے مگر ان کے لئے کثیر اخراجات کی ضرورت ہے' روپیہ بہت جلد روانہ فرما دیجئے۔ بادشاہ سلامت نے خواجہ سرا محبوب کو بلا کر حکم دیا کہ ہمارے دو موضعوں کو اپنے پاس رہن رکھ کر دس ہزار روپے حاضر کرو تاکہ سفیر لندن کو روانہ کر دیئے جائیں۔ محبوب خواجہ سرا نے خیال کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو' میری دولت مندی کا حال بادشاہ پر کھل جائے اس لئے اس نے عذر کیا کہ میرے پاس روپیہ موجود نہیں ہے۔(4 ستمبر 1846ء)

محبوب علی خواجہ سرا نے عرض کیا کہ حضور' میرے قرض کے روپیہ میں سے نہ تو اصل ملتی ہے' نہ سود ہی وصول ہوتا ہے۔ اس کے بارے میں نواب معظم الدولہ بہادر کے نام خط لکھا گیا کہ موضع کارولہ تو پہلے محبوب علی خواجہ سرا کو دیا جا چکا ہے' موضع نہرالہ اور بارنگ پور بھی قرضے کے عوض محبوب علی کو دے دیئے جائیں۔(25 ستمبر 1846ء)

رام سنگھ اور چند دوسرے متعلقہ آدمیوں کے نام حکم جاری کیا گیا کہ موضع نہرالہ وغیرہ محبوب علی خاں خواجہ سرا کے سپرد کر دیئے گئے ہیں' مطلوبہ روپیہ اس کی آمدنی میں سے قسط وار ادا کر دیا جائے۔(9 اکتوبر 1846ء)

نواب زینت محل بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ مجھے گھر کے روز مرہ خرچ کے لئے کچھ روپیہ ملنا چاہیے۔ محبوب علی خواجہ سرا کو ارشاد ہوا کہ ایک ہزار روپے کا بندوبست کر کے بیگم صاحبہ کی

خدمت میں بھیج دو۔(4 دسمبر1846ء)

محبوب علی خاں خواجہ سرا سے فرمایا کہ ہمیں فی الحال پیرزادہ میاں کالے صاحب کے صاحب زادے کی شادی کے لئے چار ہزار روپے کی' اور مرشد زادہ مرزا سلطان حیدر بہادر کی شادی کے لئے دو ہزار روپے کی' اوز اپنی منہ بولی بیٹی کی شادی کے لئے نواب ننھی بیگم صاحبہ کے پاس بھیجنے کے واسطے ایک ہزار روپے کی ضرورت ہے' اس روپیہ کا بہت جلد انتظام ہونا چاہیے۔ عرض کیا' بسرو چشم۔(4 جون 1847ء)

صاحب کلاں بہادر کے نام شقہ جاری فرمایا کہ نواب زینت محل بیگم صاحبہ نے محبوب علی خاں خواجہ سرا کی معرفت دس ہزار روپے قرض لیا ہے۔ یہ قرضہ دو ہزار روپے سالانہ کے حساب سے قسط وار ادا کیا جائے۔ چار ہزار روپے میاں کالے صاحب پیرزادہ کے صاحب زادے کی شادی کے خرچ کے لئے' ایک ہزار روپے بادشاہ کی منہ بولی بیٹی کی شادی کے لئے' ایک ہزار روپے مرزا خضر سلطان کے لئے' ایک ہزار روپے مرزا محمدی بہادر کے لئے اور ایک ہزار چار سو پچھتر روپے مرلی دھر اور رام پرشاد مہاجنوں کے قرض ادا کرنے کے لئے ضرورت تھی۔ جو روپیہ بچا ہوا ہے وہ جیب خاص میں خرچ ہو گا۔(25 جون 1847ء)

مبارک النسا بیگم

جنرل اختر لونی صاحب کی زوجہ مبارک النسا بیگم صاحبہ کی عرضی بابت دعویٰ زرِ قرضہ بادشاہ سلامت کے ملاحظے سے گزری۔ حکیم احسن اللہ خاں اور کنور دیبی سنگھ کو ارشاد ہوا کہ تحقیقات کے بعد اصل حالات کی رپورٹ کی جائے۔(19 مارچ 1847ء)

حضور بادشاہ سلامت نے نواب معظم الدولہ بہادر کی چٹھی کو ملاحظہ فرما کر کارکنانِ دفتر کو حکم دیا کہ جنرل ڈیوڈ اختر لونی صاحب کی زوجہ مبارک النسا کے زرِ قرضہ کی فہرست مرتب کر کے بہت جلد ہمارے ملاحظے میں پیش کرنی چاہیے۔(2 اپریل 1847ء)

مبارک النسا بیگم بیوہ اختر لونی صاحب کا خط (صاحب ایجنٹ کے نام) آیا کہ میرا کچھ روپیہ حضورِ والا کے ذمے نکلتا ہے' عطا فرمانے کا حکم صادر فرمایا جائے۔ خط کی نقل حضورِ عالی کی خدمت میں پیش کی گئی۔ ارشاد فرمایا کہ اس کا روپیہ دے دو۔(18 جنوری 1849ء)

حضور کی تحریر صاحب ایجنٹ کے پاس آئی کہ مبارک النسا بیگم بیوہ اختر لونی کا سولہ ہزار روپیہ پرگنہ شمع پور بادلی کے سلسلے میں ہمارے ذمے مدعیہ کے دعوے کے بموجب نکلتا تھا۔ ہم نے کل روپیہ اس کو دے دیا' رسید پہنچ جائے گی۔ صاحب ایجنٹ نے اس تحریر کی ایک نقل بیگم مذکور کے پاس بھیج دی۔(30 جنوری 1849ء)

مبارک النسا بیوہ اختر لونی ایک ہزار تین سو روپے کی رسید شاہی دفتر میں داخل کر دے گی۔ اس کا زرِ دعویٰ فصلِ ربیع کی آمدنی سے دے دیا جائے گا۔(9 فروری 1849ء)

لالہ زور آور چند

لالہ زور آور چند نے دربارِ شاہی میں عرض کیا کہ اس غلام کا چالیس ہزار روپیہ بذمہ سلطانی واجب الادا ہے۔ مبلغ نو ہزار روپے پرگنہ کوٹ قاسم سے آمدنی ہوئی ہے' اس چالیس ہزار میں سے یہ نو ہزار مرحمت کر دیئے جائیں تو عین غریب پروری ہو گی۔ حکم ہوا کہ آئندہ آمدنی کے موقع پر دریافت کیا جائے گا۔ لالہ زور آور چند اس امر سے رنجیدہ خاطر ہو کر اپنے گھر بیٹھ رہے اور مودی خانہ اور روزمرہ کے خرچ سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ پھر حسب الحکم شاہی کنور دیبی سنگھ نے مودی خانے کا چارج لے لیا اور اس خدمت پر متعین ہو گئے۔(9 جنوری 1846ء)

لالہ زور آور چند سے ارشاد ہوا کہ اطمینان خاطر کے ساتھ اپنے مقررہ کام کو انجام دیئے جاؤ' انشاء اللہ تمہاری کوڑی کوڑی ادا کر دی جائے گی۔(17 اپریل 1846ء)

لالہ زور آور چند کو مودی خانے کی خدمات سے علیحدہ کر دیا گیا کیونکہ یہ عرصے سے اپنے کام میں غفلت و سستی کرتے تھے اور ان کی بجائے کنور دیبی سنگھ کو دو سو روپے ماہوار پر مقرر کر لیا گیا اور موقوفی کی اطلاع لالہ زور آور چند کے نام روانہ کر دی گئی۔(25 دسمبر 1846ء)

بادشاہ سلامت نے ایک چٹھی نواب معظم الدولہ بہادر کو تحریر فرمائی کہ شمع پور بادلی کی آمدنی میں سے مبلغ تین ہزار روپے لالہ زور آور چند کو اور دو ہزار روپے حافظ محمد داؤد خاں کو دے دیئے جائیں کیونکہ یہ روپے ان سے بطورِ قرض کے لئے گئے تھے۔(2 اکتوبر 1846ء)

کنور دیبی سنگھ

کنور دیبی سنگھ سے ارشاد ہوا کہ جو دیہات متعلقہ سلطانی تمہارے پاس ہیں ان میں سے نصف حصے کو چھوڑ دو اور اپنے قرضے کے اسی ہزار روپے کا تمسک اشاہی کاغذ پر تحریر کرا کے بقیہ نصف حصے کو اپنے قبضے میں لے لو۔ کنور دیبی سنگھ نے دست بستہ عرض کیا کہ جو ارشاد عالی ہو مجھے بسرو چشم منظور ہے۔ (13 جون 1845ء)

کنور دیبی سنگھ وکیل نے صاحب کلاں بہادر کی خدمت میں 35 ہزار روپے کا تمسک پیش کیا۔ اس پر سلطنت کی مُہر بھی تھی۔ موضع سدرا کی آمدنی کے سات سو روپے' جو اُسی وقت موصول ہوئے تھے' ان کے حوالے کئے گئے۔ (17 اپریل 1846ء)

کنور دیبی سنگھ کو ارشاد ہوا کہ مرشد زادوں کی شادی کے لئے دس ہزار روپے کی ضرورت ہے۔ تمہیں چاہیے کہ بہت جلد مہیا کر کے حضور میں پیش کرو۔ (30 اکتوبر 1846ء)

کنور دیبی سنگھ نے عرض کیا کہ باغ صاحبہ آباد کی آمدنی میں سے' جو خزانۂ عامرہ میں داخل ہوئی تھی' ایک حبہ روز مرہ کے اخراجات کے لئے اس غلام کو مرحمت نہیں کیا گیا حالانکہ روز مرہ کے خرچ کے لئے نصف آمدنی کی منظوری اس سے پہلے ہو چکی ہے۔ زبانِ گوہر افشاں سے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ ضروریات کی زیادتی کی وجہ سے ایسا ہوا ہو گا۔ آئندہ مہینے سے اس کا انتظام کر دیا جائے گا۔ مطمئن رہو اور اپنے روز مرہ کے کام میں کسی قسم کا خلل واقع نہ ہونے دو۔ (6 نومبر 1846ء)

کنور دیبی سنگھ نے عرض کیا کہ حضورِ والا کے دو تمسک میرے نام ہیں۔ ایک بیس ہزار روپے قرض کا ہے اور دوسرا تین ہزار روپے کا لیکن ان میں سے ابھی تک ایک کوڑی بھی وصول نہیں ہوئی۔ مع سود کے کُل روپے کا میں نے حساب لگایا تو کچھ اوپر چوبیس ہزار چھ سو روپے حضور کے ذمے نکلتے ہیں۔ اگر ان دونوں تمسکوں کو ایک نئے تمسک میں تبدیل کر دیا جائے اور حضور اس پر دستخط بھی فرما دیں تو غلام کے ساتھ عین بخشش و عنایت ہو۔ حکم ہوا کہ تمہارے حسبِ مرضی ایک ہی کاغذ پر قرضے کے کُل روپے کی تفصیل لکھ دی جائے گی اور انشاء اللہ یہ تمام روپیہ قسط وار کاٹھ' مئو اور نند پور کی آمدنی سے ادا کر دیا جائے گا۔ پھر حضورِ

انور نے قسط وار روپوں کی ادائیگی کے متعلق نواب معظم الدولہ بہادر کو ایک والانامہ تحریر فرمایا اور جدید تمسک کے لئے حکم دے کر پرانے دونوں کاغذوں میں سے اپنے نام کی مُہر کا حصہ نکال کر اسے پارہ پارہ کردیا۔ اس طرزِ عمل سے کنور دیبی سنگھ بہت ممنون ہوئے اور بادشاہ سلامت کی عنایتِ خاص کا شکریہ ادا کیا۔ (13 نومبر 1846ء)

کنور دیبی سنگھ نے جو دس ہزار روپیہ بادشاہ سلامت کی خدمت میں بطورِ قرض پیش کیا تھا نواب معظم الدولہ بہادر نے شاہی املاک کی آمدنی سے یہ روپیہ ادا فرمادیا اور اپنے عریضے کے ساتھ قرض کا تمسک بھی بادشاہ سلامت کی خدمت میں بھیج دیا۔ بادشاہ سلامت نے اپنے نام مبارک کی مُہر تمسک سے علیحدہ کرکے اس کو ضائع کردیا اور اہل کاروں کو حکم دیا کہ تمام کاغذات میں اس قرض کی ادائیگی درج کردی جائے۔ (29 جنوری 1847ء)

حضورِ انور خلداللہ ملکہ نے نواب معظم الدولہ بہادر کے نام ایک شقہ جاری فرمایا کہ چھ ہزار روپے پرگنہ کوٹ قاسم کی آمدنی میں سے کنور دیبی سنگھ کے قرضے میں ادا کردیئے جائیں۔ اس قرضے کو بہت مدت ہوگئی ہے اور ابھی تک اس کی ادائیگی کا کوئی انتظام نہیں ہوا۔

(13 فروری 1847ء)

کنور دیبی سنگھ سے ارشاد ہوا کہ ایک ہزار چالیس روپے روز مرہ کے خرچ کے لئے شاہی خزانے میں داخل کردو۔ (2 اپریل 1847ء)

کنور دیبی سنگھ کے نام شقہ جاری کیا گیا کہ مبلغ بیس ہزار روپے پیشگی کے تمسک کی تفصیل ہمارے پاس روانہ کرو۔ (30 جولائی 1847ء)

کنور دیبی سنگھ نے عرضی بھیجی کہ بیس ہزار روپے اور پچیس ہزار روپے کے حساب کا تمسک تیار ہے۔ اس کو ملاحظہ فرمانے کے بعد حکیم احسن اللہ خاں کے نام حکم جاری ہوا کہ یہ معاملہ صاحب کلاں بہادر کے سامنے پیش کیا جائے' وہ جو کچھ فیصلہ کریں ہمیں منظور ہے۔

(6 اگست 1847ء)

راجہ سوہن لال

سوہن لال بہادر مختارِ سابق امورِ سلطنت نے درخواست دی کہ میرا سولہ ہزار روپیہ' جو

حضور کے ذمے واجب الادا ہے' اگر مرحمت کردیا جائے تو عین غریب پروری ہے۔ حکم ہوا کہ دس ہزار روپے نقد نذر خزانے میں داخل کردو' اس کے بعد پانچ ہزار روپے ماہوار کی قسط مقرر کردی جائے گی اور ہر قسط ماہ بہ ماہ ادا ہوتی رہے گی۔ (24 اپریل 1846ء)

متعلقہ ارکانِ سلطنت نے ایک عرضی حضور کی خدمت میں بھیجی کہ راجہ سوہن لال بہادر نے سرکارِ شاہی میں مبلغ 35 ہزار روپے اپنے قرضے کی رقم تحریر کی ہے اور حضور نے پچاس ہزار روپے ان کو ادا کرنے کے لئے فرمایا ہے۔ حساب میں اختلاف کی کیا وجہ ہے؟ (کیم مئی 1846ء)

راجہ سوہن لال بہادر کی عرضی اس مضمون کی نظرِ انور سے گزری کہ چمپا کلی کے دو لاکھ روپے کی بابت جو اِس خانہ زاد سے حساب طلب کیا گیا ہے اِس کا حساب سمجھنے کے لئے کسی اہل کار کو حکم دے دیا جائے' جو رقم واجب الادا ہوگی پیش کی جائے گی۔ لیکن اس بات کا بھی فیصلہ ہونا چاہیے کہ اس خانہ زاد کا مطلوبہ روپیہ بھی ادا کردیا جائے گا۔ اس کے جواب میں دستخطِ خاص سے مزین ہو کر خط لکھا گیا کہ حضرت عرش آرام گاہ کے زمانے کے تیرہ برس کے لین دین کا حساب سمجھادو' اس کے بعد جو کچھ مناسب ہوگا اس پر عمل کیا جائے گا۔
(27 فروری 1846ء)

راجہ سوہن لال کے نام رقعہ لکھا گیا کہ حضرت عرش آرام گاہ کے عہد میں جو جواہرات نفیسہ تمہارے پاس رہن رکھے گئے تھے ان کا تفصیلی حساب مع تاریخ کے لکھ کر ہمارے پاس بھیجو' لیکن مرصع چمپا کلی کا حساب اس میں شامل نہ کرنا کیونکہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔
(20 فروری 1847ء)

حضور سے عرض کیا گیا کہ کنور دہی سنگھ کے دو بھائی راجہ سوہن لال اور کنور شتاب سنگھ فوت ہو گئے۔ بڑے سخت دل اور بے رحم تھے۔ دیانت داری ان میں نام کو نہ تھی۔ تنخواہ داروں کی تنخواہ بیچ میں سے اڑا لیتے تھے اور بے چارے غریب غُربا منہ تکتے رہ جاتے تھے اور حضورِ والا تک کسی کی رسائی نہ ہوسکنے کے سبب مرنے والوں کے ظلم کا حال نہ پہنچ سکتا تھا اور سب کے سب دل ہی دل میں ان ظالموں کی جان کو روتے تھے اور کوستے تھے۔ خدا کا شکر ہے

کہ اب ان دونوں کی فتنہ پردازیوں سے نجات مل گئی۔ (21 مئی 1847ء)

کنور مہیش داس

کنور مہیش داس خلف راجہ سوہن لال متوفی کے نذرانے کو شرفِ قبولیت عطا کیا گیا اور ان کے بھائی درکا پرشاد کو قلعۂ معلی میں حاضر ہونے کی اجازت دی گئی۔ جس سپاہی نے ان کو روکا تھا اس پر جرمانہ اور عتاب ہوا۔ (18 جون 1847ء)

کنور مہیش داس خلف راجہ سوہن لال کی نذر حضور نے قبول فرمائی اور کنور مہیش داس سے ارشاد فرمایا کہ ہم تم سے بہت خوش ہیں' تم ہمارے دربار میں حاضر ہوا کرو۔ عرض کیا' زہے قسمت' سر آنکھ سے حاضر ہو کر قدم بوسی کا افتخار حاصل کروں گا۔ (8 اکتوبر 1847ء)

راجہ سوہن لال بہادر متوفی کے لڑکے کنور مہیش داس سے ایک ہاتھی سات سو روپے میں خرید فرمایا اور فصلِ بہار۔۔۔۔ میں روپے کے ادا کرنے کا وعدہ کیا اور قرضے کا ایک رقعہ بھی لکھ دیا جس کو کنور مہیش داس نے اپنی تحویل میں لے لیا اور ہاتھی شاہی فیل خانے میں بھیج دیا گیا۔ (15 اکتوبر 1847ء)

کنور سالگ رام

کنور سالگ رام کی نسبت یہ ارشاد ہوا کہ کاٹھ مئو کے علاقے کی آمدنی ان کے زرِ قرض کے عوض ان کے حوالے کردی جائے۔ (2 اکتوبر 1846ء)

کنور سالگ رام کو امین بخشی گری کا عہدہ اور خلعت شش پارچہ اور سہ رقم جواہر اور ان کے لڑکے کنور گوپال سنگھ کو خلعت پنج پارچہ و سہ رقم جواہر۔۔۔۔ سے معزز فرمایا۔ (30 اپریل 1847ء)

کنور سالگ رام نے اپنے مطلوبہ روپیہ کا حساب پیش کیا تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ جہانگیر گنج کی جائداد پر جو روپیہ قرض لیا گیا تھا اس کا حساب نواب معظم الدولہ نے ہمارے ملاحظے کے لئے پیش کیا ہے۔ یہ حساب اگر تمہارے نزدیک صحیح ہے تو پھر تم نے چاندنی چوک اور باغ کی دکانوں پر خواہ مخواہ کیوں قبضہ کر رکھا ہے۔ اگر اس جائداد کو مصارفِ خسروی کے حساب میں لگایا ہے جب بھی تمہیں حساب پیش کرنا چاہیے' دستاویز اور ہمارے مُہرو دستخط دکھانے چاہئیں۔

خود بخود بلا اطلاع جائداد پر اس قسم کا قبضہ کر لینا معاملے کے خلاف ہے۔ تمہیں بہت جلد معاملہ صاف کر لینا چاہئے تاکہ بعد میں کوئی اَور بات پیدا نہ ہو۔ (3 دسمبر 1847ء)

سورج نرائن

لالہ زور آور چند مختار کار کو سبکدوش کر کے اس کی جگہ بابو سورج نرائن کو مقرر فرما کر مختار کاری کا خلعت مرحمت فرمایا۔ چوبدار اور ہرکارے اور پہرے کے سپاہی معزول شدہ مختار کے مکان سے اٹھوا کر جدید مختار کے مکان پر تعینات فرما دیئے گئے۔ اس موقوفی اور اس بحالی کی اطلاعی تحریر ایجنٹ کو بھیج دی گئی۔ (12 جنوری 1849ء)

شاہی اہل کاروں نے بابو سورج نرائن جدید مختار کار کو نذر دی، زینت محل بیگم نے بابو سورج نرائن کو دوشالہ عنایت فرمایا۔ (16 جنوری 1849ء)

ایک شقہ ایجنٹ بہادر کے نام بھیجا کہ ہم نے پندرہ ہزار روپے بابو سورج نرائن سے قرض لئے ہیں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس کے تمسک کی تصدیق کر دیں اور شاہی جاگیر کی آمدنی بھی اس کو دیتے رہیں۔ (23 فروری 1849ء)

بابو سورج نرائن خلعت پانے والوں کو تین تین روپے کا خلعت دیتے ہیں اور بادشاہ سے ایک ایک خلعت کے پندرہ پندرہ روپے لیتے ہیں۔ اس لئے حضورِ والا نے سورج نرائن سے حساب طلب کیا ہے اور دوسرے مختار کار کی تلاش ہے۔ (10 جولائی 1849ء)

متفرق

بادشاہ جہاں پناہ نے دو شقے صاحب کلاں بہادر کے نام تحریر فرمائے۔ ایک میں لکھا کہ ...... گیارہ ہزار روپیہ سوداگر مل ساہوکار سے میں نے قرض لیا ہے، تم اپنی ضمانت دے دینا۔ (7 نومبر 1845ء)

نواب معین الدولہ نائب ناظر کے نام، جو آغا حیدر ناظر مرحوم کے داماد ہیں، حضورِ انور نے فرمان صادر کیا کہ متورو کرالی کی آمدنی میں سے صاحب کلاں بہادر کی معرفت آغا حیدر ناظر مرحوم کے قرضے کی ادائیگی کے لئے چار ہزار روپے سالانہ قسط مقرر کی جاتی ہے۔ جب تک کُل قرضہ ادا نہ ہوگا یہ رقم سال در سال تمہارے پاس پہنچتی رہے گی۔ (28 اگست 1846ء)

نظارت خاں ناظر نے اپنے قرضے کے تمسکات کا بادشاہ سلامت سے چار ہزار پانچ سو روپے سالانہ پر فیصلہ کرلیا اور یہ طے پایا کہ زرِ قسط پر صرف پانچ سو روپے سال بہ سال اور فصل بہ فصل ادا کیے جائیں گے۔ اس کی ادائیگی میں کوتاہی کارپردازانِ شاہی کی طرف سے نہیں ہوگی۔ (11 دسمبر 1846ء)

دیوان دھوکل سنگھ سے ارشاد ہوا کہ بعض شہزادگان کی شادی کے لئے نواب زینت محل بیگم صاحبہ کو روپیہ قرض لینے کی ضرورت ہے۔ قرضے کی ادائیگی کی نسبت اشاہی کاغذ پر لکھ دیا جائے گا اور یہ قرضہ دو ہزار روپے سالانہ کی قسط کے حساب سے ان دیہات کی آمدنی سے ادا کیا جائے گا جو شاہی تولیت واقتدار میں ہیں۔ (25 جون 1847ء)

امید سنگھ اور رام دیال ملازمان نظارت کو حکم بھیجا کہ ملبدولت کے صرف کے لئے دو ہزار روپے بھیج دو' دو تین مہینے میں قرض معہ سود کے دے دیا جائے گا۔ (14 ستمبر 1849ء)

حضورِ والا نے رام دیال وغیرہ سے روپیہ قرض طلب فرمایا تھا۔ رام دیال نہ دے سکا اور اس بنا پر گماشتے کی خدمت سے سبکدوش کر دیا گیا۔ اب اس نے عرضی دی ہے کہ حضورِ والا فدوی کو بحال فرمادیں فدوی پانچ سو روپے نذرانے کے پیش کرے گا۔ (9 اکتوبر 1849ء)

ناظرِ قلعہ کو حکم ہوا کہ رتن لال ساہوکار' لچھمن داس ساہوکار' چنداا ل ساہوکار' رام دیال ساہوکار' امید سنگھ ساہوکار' گردھاری لال ساہوکار جب قلعہ میں آنا چاہیں تو آنے نہ دینا' انہوں نے ہمارے حکم کی تعمیل نہیں کی۔ (2 جنوری 1846ء)

شاہی جائداد اور قرضوں کے مسائل

خسارے کے سودے پر اعتراض

بادشاہ سلامت نے دو شقے نواب معظم الدولہ صاحب کلاں بہادر کے نام جاری فرمائے۔ ایک کا مضمون یہ تھا کہ علاقہ کاٹھ متو وغیرہ کے دیہات' جو شاہی تولیت میں ہیں' نو ہزار روپے سالانہ پر کسی کو ٹھیکے میں دے دیے جائیں۔ دوسرے میں تحریر فرمایا کہ شمع پور ہاہلی وغیرہ کے

دیہات بھی گیارہ ہزار روپے سالانہ پر ٹھیکے میں دے دیئے جائیں لیکن ٹھیکہ ایسے شخص کو دیا جائے جو قابلِ اعتبار اور دیانت دار ہو۔ (30 اکتوبر 1846ء)

معظم الدولہ بہادر کا عریضہ حضورِ انور کی نظرِ مہراثر سے گزرا جس میں لکھا تھا کہ صاحب کلکٹر ضلع دہلی نے شمع پور وغیرہ کے دیہات' جو شاہی تولیت میں ہیں' آٹھ ہزار پچھتر روپے میں یہاں کے زمینداروں کے نام ٹھیکے پر دے دیئے ہیں۔ اس کے جواب میں ارشادِ عالی تحریر فرمایا گیا کہ آج سے پہلے یہ دیہات بارہ ہزار روپے سالانہ میں ٹھیکے پر دیئے جاتے تھے۔ کاغذات کے دیکھنے سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو سکتی ہے کہ گیارہ ہزار روپے میں تمہارے متعلق کر دیئے گئے تھے۔ تعجب ہے کہ صاحب کلکٹر بہادر نے اس قدر نقصان کیسے منظور کر لیا اور تین چار ہزار روپے سالانہ کے خسارے کا کچھ بھی خیال نہ کیا۔ (7 مئی 1847ء)

قسطوں کی ادائیگی روک دی جائے

صاحب کلاں بہادر کے نام ایک شقہ جاری فرمایا کہ اس سے پہلے آپ کو لکھا گیا تھا کہ موضع کمیلہ کی آمدنی میں سے مقررہ قسط احمد مرزا خاں اور بنسی دھر کو اُن کے قرضے میں ادا کر دی جائے اور باقی روپیہ مرزا محمد فخرالدین شہزادہ کو بھیج دیا جائے۔ اب شہزادہ صاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ ڈگری کے فروخت کے حیلے سے کنور دیبی سنگھ اور سالگ رام نے یہ روپیہ نہیں پہنچایا۔ اس صورت میں ضروری ہے کہ کسی کی قسط ادا نہ کی جائے اور تمام روپیہ شہزادہ صاحب کی سرکار میں روانہ کیا جائے۔ (9 جولائی 1847ء)

قرض خواہوں کی آہ و بکا

حضورِ والا نے ایجنٹ کو لکھا تھا کہ شاہی جاگیر کی نصف آمدنی قرض خواہوں کو اور نصف آمدنی ہم کو دی جایا کرے۔ ایجنٹ نے اس رائے سے اتفاق کر لیا۔ بابو سورج نرائن وغیرہ قرض خواہوں کو جب اس بات کی اطلاع ملی تو انہوں نے ایجنٹ کو عرضی دی کہ ہم لوگوں نے قرض لے کر اعلیٰ حضرت کا صرف پورا کیا' اب اگر ہم کو نصف آمدنی قسط وار ملے گی تو ہم برباد ہو جائیں گے۔ صاحب ایجنٹ نے درخواست کی نقل اپنی عرضداشت کے ساتھ خدمتِ ہمایوں میں بھیج دی۔ (9 اکتوبر 1849ء)

بابو سورج نرائن' زور آور چند' کنور سالگ رام اور بینی سنگھ نے بادشاہ کے ذمے اپنے اپنے قرض کا تذکرہ کیا۔ صاحب ایجنٹ نے فرمایا کہ جو دل چاہے لکھ کر بھیج دو' تمہاری تحریر کے موافق اعلیٰ حضرت کی خدمت میں لکھ کر بھیج دیا جائے گا۔ (12 اکتوبر 1849ء)

خزانچی لال' امراؤ سنگھ' دوارکا داس اور دوسرے شاہی قرض خواہوں کی عرضی ایجنٹ آفس میں آئی کہ اعلیٰ حضرت نے ہم لوگوں کا قرضہ ادا کرنے کے لئے نصف رقم دینے کا حکم دیا ہے اور حضور نے بھی اسی کی موافقت کی ہے۔ اگر ہم کو اصل قرضے میں سے نصف رقم ملے گی اور نصف سوخت ہو جائے گی تو ہم تباہ ہو جائیں گے۔ حضور کے اعتبار پر تو ہم نے شاہی مصارف کے لئے قرض دیا تھا۔ ہمارا پورا قرضہ دلوایا جائے۔ صاحب ایجنٹ نے یہ عرضی شاہی نمائندے کو دی دے۔ (16 اکتوبر 1849ء)

سورج نرائن کے قرضے کی حساب فہمی

ایجنٹ آفس میں شاہی تحریر آئی کہ رقم دینے سے پہلے سورج نرائن نے ہم سے پچاس ہزار روپے کا تمسک لکھوایا تھا' اب ان کا حساب ہو چکا ہے۔ آدھی رقم ان کو دی جائے' زیادہ کی گنجائش نہیں ہے۔ صاحب ایجنٹ نے تحریر کی نقل اپنی چٹھی کے ساتھ بابو سورج نرائن کو بھیج دی۔ (ایضاً)

بابو سورج نرائن نے صاحب ایجنٹ کو لکھا کہ اعلیٰ حضرت نے جو ایجنٹ آفس کو لکھا ہے کہ جب تک حساب فہمی نہ ہو جائے پچاس ہزار کے تمسک میں سے ایک پائی نہ دی جائے' تو اس کے متعلق مجھے یہ عرض کرنی ہے کہ اعلیٰ حضرت ہر مہینے حساب سمجھنے کے بعد دستخطی رسید عنایت فرماتے تھے چنانچہ پچاس ہزار روپے کی رسید میرے پاس موجود ہے۔ اگر آپ حساب فہمی کرنی چاہیں تو مجھ سے کر لیجئے۔ صاحب ایجنٹ نے جواب بھیجا کہ اعلیٰ حضرت کو آپ پچاس ہزار کا حساب سمجھائیں' ہم حضور والا کے حکم کے بغیر کچھ نہیں سمجھ سکتے۔ (23 اکتوبر 1849ء)

شاہی جائداد نیلامی کی زد میں

دو شقے صاحب کلاں بہادر کے نام روانہ کئے گئے۔ ایک کا مضمون یہ تھا کہ ـــــ منشی شیر علی خاں' نواب ممتاز محل بیگم کی جائداد کو اپنے قرضے کے عوض نیلام کرانا چاہتا ہے۔ وکیل

عدالت کو حکم دیا جائے کہ عدالت سے اس نیلام کے لئے امتناعی حکم حاصل کر کے جائداد کو نیلام ہونے سے بچالے کیونکہ یہ امر صورتِ حالات کے اعتبار سے بالکل غیر مناسب ہے۔(24 اپریل 1846ء)

اس وکیل کے نام جو میرٹھ کی عدالت دیوانی میں متعین ہے' حضورِ والا کی طرف سے ایک حکم جاری کیا گیا کہ غلام علی خاں نے اپنے قرضے کی بابت ہم پر ایک نالش دائر کی ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے روپے کے بدلے موضع کسدل پور وغیرہ کو' جو تولیتِ شاہی میں ہے' نیلام کرادے۔ تم کلی طور پر اس مقدمے کی پیروی کرنا اور جن کاغذات وغیرہ کی ضرورت ہو وہ دفتر دہلی سے طلب کر لینا۔(30 جولائی 1847ء)

باب ششم

بے کار سلاطین اور شہزادوں کے مشغلے

جعل سازیاں

قید سے نظر بندی

مرزا مور بہادر نے، جو مُہر سلطانی کی جعل سازی کے جرم میں قید تھے، بادشاہ سلامت کی خدمت میں ایک عریضہ بھیجا کہ میں درد گردہ کی وجہ سے زندگی سے مایوس ہو گیا ہوں، اگر ازراہِ مرحمتِ خسروانہ مجھے قید سے نجات دی جائے تو شاید میری زندگی دوبارہ ہو جائے۔ حضورِ والا نے فرمان صادر کیا کہ اچھا، تم جاؤ اور اپنے بال بچوں میں بود و باش اختیار کرو، مگر تمہاری نگرانی کے لئے تمہارے مکان پر دو خواجہ سراؤں کو مقرر کیا جاتا ہے۔ (2 اپریل 1847ء)

نظر بندی سے فرار

مرزا رحیم بخش، جو جعل سازی کی علت میں نظر بند تھے، موقع پا کر کہیں بھاگ گئے۔ بادشاہ سلامت کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو مجسٹریٹ بہادر کو اطلاع دی کہ ان کی گرفتاری کا وارنٹ جاری کر دیا جائے اور ان کی تلاش میں چاروں طرف سپاہیوں کو متعین کر دیا جائے۔ ناظر قلعہ اور سپاہیوں کے کپتان کو حکم ہوا کہ جو خواجہ سرا اور پیادے چوکی پر نگرانی کے لئے متعین تھے، ان سب کو قید کر دیا جائے۔ اگر مرزا رحیم بخش گرفتار ہو جائیں تو اُن کو رہا کر دیا جائے ورنہ ان کی غفلت اور بے پرواہی کی یہی سزا ہے کہ مفرور کے حاضر ہونے تک مقید

رہیں۔(7 مئی 1847ء)

علما کے فتوے پر دو سال قید

مرزا مور بہادر کو جعل سازی کی علت میں علمائے اسلام کے فتوے کے بموجب دو سال قید کی سزا دی گئی۔ یہ سزا تاریخ گرفتاری سے شروع ہوگی۔ (14 مئی 1847ء)

پیرزادے کی سفارش سے رہائی

مرزا مور بہادر، جو جعل سازی کے جرم میں قید تھے، حضرت پیرزادہ میاں کالے صاحب اور دیگر سلاطین کی سفارش کی وجہ سے رہا کر دیئے گئے۔ بادشاہ سلامت نے ان کے قصوروں کو معاف کر دیا۔ (25 جون 1847ء)

پرائی عورتوں کا شوق

فاحشہ عورت قلعے میں در آمد

صاحب کلاں کی عرضی ملاحظے کے لئے پیش کی گئی۔ اس میں لکھا تھا کہ مرزا محمد فخرالدین بہادر شہزادہ شہر سے فریب دے کر ایک فاحشہ عورت کو قلعہ میں لے آئے ہیں۔ حکم دیا جائے کہ وہ اس عورت کو عدالت فوجداری میں روانہ کر دیں۔ (13 فروری 1847ء)

درویش کی بیوی مرزا بلاقی کے گھر

توکل شاہ درویش کی بیوی ڈیڑھ سو روپے کا مال لے کر شہر سے قلعہ میں آگئی تھی اور مرزا بلاقی کے گھر میں مقیم تھی۔ درویش نے دعویٰ کر دیا۔ عدالت نے عورت کو قلعہ سے طلب کیا۔ اس نے عدالت میں جاکر درویش کے ساتھ نکاح ہونے سے ہی انکار کر دیا۔ (17 جولائی 1849ء)

ایک درویش کی عورت مرزا بلاقی نے گھر میں ڈال رکھی تھی۔ حضور نے اس عورت کو عدالت فوجداری کے سپرد کر دیا۔ (31 جولائی 1849ء)

الٰہی بخش کی بیوی مرزا کیوان کے گھر

میاں کالے صاحب نے بادشاہ سے عرض کی کہ مرزا کیوان نے الٰہی بخش کی بیوی کو اپنے گھر میں ڈال رکھا ہے' اس میں بدنامی ہے۔ الٰہی بخش پریشان ہے۔ حضورِ والا نے ناظر قلعے کو حکم بھیجا کہ الٰہی بخش کی بیوی کو مرزا کیوان سے لے کر شوہر کے سپرد کردو۔ (19 اکتوبر 1849ء)

لڑائی جھگڑے' دنگا فساد

چوکی پر سنگ باری

عرض کیا گیا کہ حکمِ عالی کے بموجب ان سلاطینِ قلعہ کے تدارک کے لئے جنہوں نے آستانہ کے پیادوں کی چوکی پر پتھر پھینکے تھے' صاحب کلاں بہادر نے حکم دیا ہے کہ جب ہم صاحب قلعہ دار کو احکام تحریر کریں اس وقت ہمیں یہ بات یاد دلانا' اس کے لئے مناسب بندوبست کردیا جائے گا۔ (7 اگست 1846ء)

تنخواہوں پر قبضے کا منصوبہ

حضورِ انور کو اطلاع دی گئی کہ بعض سلاطین کا ارادہ ہے کہ جس وقت روپیہ خزانہ انگریزی سے خزانہ شاہی میں آئے تو جبراً" روپیہ پر قبضہ کرلیں۔ حضورِ انور نے یہ خبر سنی تو صاحب کلاں بہادر کے نام ایک شقہ جاری فرمایا کہ روپیہ قلعہ میں نہ بھیجا جائے بلکہ ہاتھی سواروں کا ایک دستہ خزانے کے ساتھ معین کرکے حضرت قطب الاقطاب قدس سرہٗ کے مزار کے متصل جو حویلی ہے وہاں روانہ کردیا جائے۔ تمام تنخواہ داروں کا روپیہ وہیں سے تقسیم کیا جائے گا۔ (28 اگست 1846ء)

بالواسطہ چھیڑ خانیاں

ولی عہد بہادر کے نام شقہ جاری کیا گیا کہ بیگم مرزا محمد شاہ رخ بہادر مرحوم نے نالش کی ہے کہ ولی عہد بہادر کے ملازمین ہمارے آدمیوں کو گلابی باغ میں آنے جانے سے روکتے ہیں لہٰذا تم کو چاہیے کہ اپنے نوکروں کو سمجھادو کہ یہ بات اچھی نہیں ہے۔ اس طرح روکنے سے

ایک تو ان کی حق تلفی ہوتی ہے' دوسرے ملبدولت کی ناخوشی کا بھی باعث ہے۔ اگر تم سے اس امر کا انتظام نہ ہو سکا تو مجھے تمہیں بلاغ کی تولیت سے سبکدوش کرنا پڑے گا۔ میں کوئی ایسی بات کرنا نہیں چاہتا جو حق وانصاف کے خلاف ہو۔ (29 اکتوبر 1847ء)

خواہ مخواہ کا جھگڑا

خزانے کے اہل کاروں نے عرض کیا کہ مرزا منور بغیر رسید کے ہر مہینے کی تنخواہ لینی چاہتے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ مرزا منور کی تنخواہ بدِ امانت جمع رکھیں۔ (23 فروری 1849ء)

بھائیوں کی ایک دوسرے کے خلاف شکایت

ولی عہد کے لڑکوں نے حاضر ہو کر ایک دوسرے کی شکایت کی۔ حضور بادشاہ سلامت نے ارشاد فرمایا کہ تم سب الگ الگ مکانوں میں رہو' کوئی کسی کے مکان میں نہ جائے۔ (12 جون 1849ء)

کبوتر بازی پر لاٹھی بازی

قلعہ کے اندر مرزا یاور بخت اور مرزا علی بخش میں کبوتر بازی پر لاٹھی چل گئی۔ حضورِ والا نے مرزا قیصر شکوہ کو جھگڑا طے کرنے کو بھیجا۔ (31 جولائی 1849ء)

میاں بیوی میں لڑائی

مرزا جلال الدین اور ان کی بیوی قمر النسا میں تنخواہ کے متعلق کچھ لڑائی ہو گئی۔ مرزا تلوار نکال لائے۔ جہاندار شاہ نے بیچ بچاؤ کرا دیا۔ بیگم نے اعلیٰ حضرت کو عرضی دی کہ مجھے جان کا خطرہ ہے۔ حضور نے انتظام کے لئے ناظرِ قلعہ کو حکم بھیج دیا۔ (ایضاً")

بادشاہ کی سنجیدہ کارروائیاں

تنخواہ بند' قلعہ آؤٹ

نو محلہ اور خواص پورہ کے تمام شہزادوں کے نام حکم جاری فرمایا کہ اگر باہم فتنہ وفساد کریں گے اور ایک دوسرے سے لڑیں گے تو مفسدوں کی تنخواہ بند کر دی جائے گی اور جیل کو بھجوادیا

جائے گا۔ (17 اگست 1849ء)

بابری خاندان کے شہزادوں کی اس مضمون کی عرضی حضور کے ملاحظے میں پیش ہوئی کہ ہمیں قلعہ چھوڑنے کا جو حکم دیا گیا ہے وہ بہت مصیبت افزا ہے۔ ہمیں یہ بھی علم نہیں کہ کس خطا کے بدلے یہ سزا دی جاتی ہے۔ ہم اضافۂ تنخواہ کا بھی مطالبہ نہیں کرتے۔ حضورِ والا ازراہِ مرحمتِ خسروانہ اس حکم کو منسوخ فرمائیں۔ جواباً" دوبارہ حکم ہوا کہ قلعہ خالی کردو اور شہر میں کسی جگہ عمارت بنا کر سکونت اختیار کرو۔ (20 جون 1845ء)

نواب معظم الدولہ صاحب کلاں بہادر کی عرضی حضور کے ملاحظے کی غرض سے پیش کی گئی۔ مضمونِ عرضی یہ تھا کہ مرزا شہاب الدین ولد مرزا منعم بخت کے خط کی نقل بھیجتا ہوں۔ اس میں وہ تنخواہ کے بند ہونے شکایت لکھتے ہیں اور استدعا کرتے ہیں کہ ازراہِ کرم وظیفہ مقررہ جاری کردیا جائے تاکہ مجھے اپنی موجودہ تکلیف سے چھٹکارا ملے۔ (27 فروری 1846ء)

نواب مکرم النسا بیگم صاحبہ نے خدمتِ شاہی میں استغاثہ دائر کیا کہ مرزا قادر شکوہ بہادر اور مرزا محمد شکوہ بہادر زبردستی میرے مکان میں گھس آئے اور دنگا فساد پر آمادہ ہوگئے۔ یہاں تک ظلم کیا کہ ایک صندوقچہ میں سے ضروری کاغذ نکال کر میرے سامنے پھاڑ ڈالے۔ حکم ہوا کہ یہ تو بڑی زیادتی کی گئی' ان دونوں کو قلعہ سے باہر نکال دیا جائے۔ (2 جولائی 1847ء)

اپنے بھائی کو مفسد سلاطین سے پرہیز کا حکم

حضرت قدرِ قدرت نے اپنے بھائی مرزا جہاندار شاہ بہادر شہزادہ کے نام ایک شقہ جاری فرمایا کہ تم مفسدہ پرداز سلاطین کو اپنے مکان میں جمع نہ ہونے دو۔ تمہارے مکان پر ان مفسدوں کا اجتماع تمہیں بھی پریشان کردے گا۔ عقل مندوں کا قاعدہ ہے کہ جس چیز میں ضرر دیکھتے ہیں اس سے احتراز کرتے ہیں۔ کئی اطلاعی رقعے سلاطین کے نام روانہ کئے گئے کہ ان لوگوں کو جو فتنہ وفساد کی آگ بھڑکانے میں حصہ لیتے ہیں' قلعۂ معلی میں آمد و رفت نہ رکھنی چاہیے۔ محل قدسیہ کے رہنے والے سلاطین کو بھی اطلاع دی گئی کہ نئے محلہ میں آنے جانے سے سوائے نقصان کے کچھ فائدہ نہیں ہے' مگر وہ نہ مانے اور اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے۔ لہذا تم کو حکم دیا جاتا ہے' اور یہ حکم تاکیدی ہے' اس پر عمل کرنا ہر خیر خواہِ سلطنت کا فرض

ہے۔(3دسمبر1847ء)

صاحب ایجنٹ سے مشورے کی مراسلت

ایک خط جناب صاحب کلاں بہادر کے نام روانہ فرمایا جس میں لکھا تھا کہ قلعہ کے سلاطین حکمِ شاہی کی بجا آوری میں سستی اور بے توجہی کا اظہار کرتے ہیں۔ اس بارے میں کوئی مناسب تجویز غور کرکے ہمیں بتاؤ تاکہ اس پر عمل کیا جائے اور ان لوگوں کا یہ عیب دور ہو۔(ایضاً)

نیک چلنی کے مچلکوں کی طلبی

مولوی فخرالدین حسین خاں کے نام حکم جاری کیا گیا کہ تمام مرشد زادگان اور سلاطین وغیرہ کے نام بھیجنے کے لئے ہدایت نامہ کے طور پر اس مضمون کا ایک مسودہ مرتب کردو کہ آپس میں لڑائی جھگڑا' مارپیٹ' دنگا فساد کرنا ہمارے خاندانِ عالی شان کی بدنامی کا باعث ہے۔ اگر کسی ذی شعور کے سامنے یہ کہا جائے کہ فلاں خاندان کے شہزادے بات بات پر لڑتے مرتے ہیں اور ان کے اخلاق کی یہ کیفیت ہے کہ بغیر گالی کے بات نہیں کرتے تو وہ سن کر کیا کہے گا؟ آپ لوگوں کے اس ناشائستہ طرزِ عمل سے بادشاہ سلامت کو سخت صدمہ ہے۔ اخلاق اور شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ لوگ اپنے طریقِ کار میں تبدیلی پیدا کریں۔ نواب معظم الدولہ بہادر نے مجھے رائے دی ہے کہ ایسے لوگوں سے باامن رہنے کے مچلکے طلب کرلئے جائیں جو لڑائی جھگڑے میں آئے دن حصہ لیتے رہتے ہیں۔ لہٰذا تم سب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ہر شخص اس مضمون کا ایک ایک اقرار نامہ "کہ آئندہ باامن زندگی بسر کروں گا' مارپیٹ اور گالم گلوچ سے اجتناب کروں گا' لکھ کر ہمارے حضور میں پیش کردے۔ مولوی فخرالدین نے ارشادِ عالی کے جواب میں عرض کیا کہ ایسا ہی مضمون لکھ کر ملاحظے کے لئے بہت جلد پیش کردوں گا۔(ایضاً)

صاحب قلعہ دار سے گفتگو

صاحب قلعہ دار بہادر حاضر ہوئے' مزاجِ معلی کی خیروعافیت دریافت فرمائی۔ ان سے ارشاد ہوا کہ خدا جانے سلاطین کو کیا ہوگیا ہے جو آپس میں لڑتے مرتے ہیں اور آپس میں تو آپس میں' خود ملبدولت کے ساتھ یہ کیفیت ہے کہ جو حکم دیا جاتا ہے اسے ٹال دیتے ہیں۔

ناسمجھ اس قدر ہیں کہ زرِ اضافہ کے بارے میں فتنہ پردازی اور خلل اندازی کرتے ہیں۔ حسد کے مارے ایک دوسرے سے جلے جاتے ہیں۔ ملدلت کی سمجھ میں تو یہ بات آتی ہے کہ جیب خاص کا روپیہ اور بیگمات کا زرِ اضافہ تو ہمارے پاس بھیج دیا جائے اور باقی ان لوگوں کا روپیہ اضافہ کے نقشہ کے بموجب باہر کے باہر ہی تقسیم کر دیا جائے۔ (31 دسمبر 1847ء)

خاندان کی عزت و حرمت کا واسطہ

نظارت خاں کے نام حکم نامہ جاری ہوا کہ کوئی شخص عاشورہ کے دنوں میں مسلح ہو کر براق کے ساتھ قلعہ سے باہر نہ جائے۔ سلاطین شیعہ سنی جو آمادۂ فساد ہیں' ان کو بھی سمجھا دیا جائے کہ اس قسم کے لڑائی جھگڑوں میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر کسی نے فساد برپا کیا تو اسے سخت سزا دی جائے گی۔ یہ باتیں سلاطین کے لائق نہیں ہیں۔ اپنی جان کا نقصان الگ ہوتا ہے اور جگ ہنسائی الگ ہوتی ہے۔ کم سے کم خاندان ہی کی عزت و حرمت کے خیال سے سلاطین کو ان جھگڑوں سے احتیاط کرنی چاہیے۔ (ایضاً)

قرض لینے کی عادت

قرضہ خود ادا کرو ورنہ ......

کنور جگت سنگھ کی عرضی حضورِ عالی کی نظر سے گزری۔ مضمون یہ تھا کہ میرا مبلغ چھ ہزار روپیہ پیش کار مرزا تیمور شاہ بہادر کے ذمے نکلتا ہے' ان سے جلدی ادا کرنے کی تاکید فرمائی جائے۔ حضور نے اسی عرضی پر اپنے دستخط فرمائے اور تحریر کیا کہ تمسک کا کاغذ ہمارے پاس بھیج دو' اور ایک شقہ مرزا صاحب کے نام علیحدہ لکھا کہ تمہارے قرض خواہ ہم کو بہت تکلیف پہنچاتے ہیں۔ تم کو چاہیے کہ اپنا قرضہ خود ادا کر دو ورنہ تمہاری تنخواہ بند کر کے قرض خواہوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔ (یکم اگست 1845ء)

قرض لینے سے ہاتھ روکو

آغا حیدر ناظر کے نام سے ایک شقہ جاری کیا گیا کہ سلاطین کو سمجھا دیا جائے کہ قرض لینے

سے ہاتھ روکیں کیونکہ جب قرض خواہ عدالت انگریزی میں دعویٰ کرتے ہیں اور تمہیں کچہری میں گھسنا پڑتا ہے تو خاندان تیموریہ کی بڑی بدنامی ہوتی ہے۔ (8 مئی 1846ء)

تنخواہوں سے قسط وضع کرنے کا حکم

فرمان صادر ہوا کہ مرزا قمرالدین اور فیاض الزمانی بیگم کے ذمہ جو قرضہ ہے اس کی ادائیگی کے لئے ستر روپے ماہوار علی بخش قرض خواہ کو مرزا قمرالدین اور فیاض الزمانی بیگم کی تنخواہوں سے دیئے جایا کریں۔ (16 مارچ 1849ء)

دعوے اور قرقیاں

مکان کا کمرہ اور اصطبل نیلام

مرزا محمود شاہ بہادر کے ذمے جو روپیہ ایک مہاجن کا قرض تھا اس نے دعویٰ کر دیا۔ فیصلہ مدعی کے حق میں ہوا اور اس نے ڈگری حاصل کر کے ان کے مکان کا ایک کمرہ اور اصطبل نیلام کرا دیا۔ (19 جون 1846ء)

بادشاہ نے نوٹس وصول پایا

تفضل حسین خاں نے مرزا شاہ رخ بیگ صاحب بہادر پر عدالت دیوانی میں جو دعویٰ دائر کیا اس کا نوٹس صاحب کلاں بہادر نے حضرت بادشاہ سلامت کی خدمت میں پیش کیا۔ حکم ہوا کہ پشت پر وصولیابی دستخط کر کے نوٹس کو واپس کر دیا جائے' اس کے علاوہ سرِدست اَور کیا ہو سکتا ہے! (16 اکتوبر 1846ء)

شاہی جائداد کی غلط قرقی

نواب معظم الدولہ بہادر دامَ اقبالہٗ کے نام شقہ جاری فرمایا کہ موضع کیلہ' جو شاہی تولیت وقبضہ میں ہے اور سرِدست انتظام کی غرض سے انگریزی افسران کے تحت میں کر دیا گیا ہے' کھیسا ڈگریدار نے ناحق اسے مرزا تیمور شاہ کی جائداد قرار دے کر قرق کرا لیا۔ صاحب کلکٹر ضلع میرٹھ کو اصل حقیقت سے مطلع کر دو تاکہ یہ کارروائی منسوخ ہو جائے اور اس کی تمام

آمدنی کا روپیہ شاہی خزانے میں داخل ہونے کے لئے روانہ کردو۔ اس موضع کے سات برس کے بندوبست کے لئے جو شقہ روانہ کیا گیا تھا اس کا جواب بھی حضورِ انور کے ملاحظہ سے گزرا۔

(14 مئی 1847ء)

ساہو کاروں کے دعوئی میں قانونی سقم پر اطمینان

عرض کیا گیا کہ کنور دہی سنگھ اور کنور سالگ رام نے مرزا محمد شاہ رخ بہادر کے وارثوں پر عدالت دیوانی میں پانچ ہزار سات سو کا دعوئی کیا ہے۔ میر تفضل حسین وکیلِ شاہی نے عرض کیا کہ شہزادہ مرحوم نے ان لوگوں سے جو روپیہ قرض لیا تھا اس کی بابت دعوئی کیا گیا ہے۔ چونکہ اس کا لین دین قلعہ مبارک کے اندر ہوا ہے اس لئے ان کا دعوئی قابلِ سماعت نہیں ہے کیونکہ عدالت دیوانی میں قانونا" ایسے مقدمات دائر نہیں ہو سکتے جو قلعہ میں وقوع پذیر ہوئے ہوں۔ بعض نمک حراموں نے تمسکات کا حساب سمجھائے بغیر اپنی خواہش سے قلعہ کے باہر کچھ لکھا پڑھی کرلی ہے لیکن یہ لکھا پڑھی بالکل غیر معتبر ہے اور قابلِ سماعت نہیں ہے۔ مقدمہ کی پیروی کر کے دیکھ لیں گے، منہ کی کھائیں گے اور الٹے خرچہ کے زیرِ بار ہوں گے۔

(18 جون 1847ء)

مُدعی ساہو کاروں پر بندش

بادشاہ سلامت کی طرف سے حکمِ عالی صادر ہوا کہ نظارت خاں اور کنور دہی سنگھ اور کنور سالگ رام ـــــ کو قلعہ مبارک میں آنے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر یہ لوگ آنا چاہیں تو انھیں دروازے ہی پر روک لیا جائے۔ (ایضاً)

قرقی کی درخواست پر بادشاہ کی پریشانی

ایک شقہ صاحب کلاں بہادر کے نام جاری کیا گیا کہ کنور سالگ رام نے پانچ ہزار سات سو روپے کا دعوئی مرزا محمد شاہ رخ بہادر کے وارثوں پر دائر کیا ہے اور محکمہ صدر الصدور بہادر میں درخواست دی ہے کہ ان روپوں کے بدلے میں موضع تھانہ کو قرق کرلیا جائے حالانکہ موضع تھانہ شاہی تولیت واقتدار میں ہے البتہ اس کی آمدنی شہزادہ مرحوم کے ورثا کو دی جاتی ہے لہٰذا آپ اس بات کا خیال رکھئے کہ موضع تھانہ شاہی قبضے سے باہر نہ جانے پائے اور مدعی کی ڈگری

کا اس موضع پر کوئی اثر واقع نہ ہو۔ (2 جولائی 1847ء)

خلافِ ضابطہ شاہی جائداد کی قرقی

کنور سالگ رام نے مرزا محمد شاہ رخ بہادر مرحوم کے خلاف نالش دائر کی تھی۔ عدالتِ عالیہ سے دستور العمل کے خلاف جائداد شاہی کے قرق ہونے کا حکم ہو گیا ہے۔ بادشاہ سلامت نے یہ سن کر اہلِ دفتر کو حکم دیا کہ اس کے متعلق حاکم متعلقہ کے فیصلے کی نقل بہت جلد حاصل کر کے ہمارے ملاحظے کے لئے پیش کرو۔ (9 جولائی 1847ء)

مُدعی شاہی حوالات میں' ایجنٹ نے رہائی دلوائی

مسمی غرسا نے (صاحب ایجنٹ کو) عرضی دی کہ ولی عہد مرحوم کے ذمے میری چند ماہ کی تنخواہ ہے' دلوادی جائے۔ حکم ہوا کہ حضور سے عرض کرو۔ (16 فروری 1849ء)

رستم علی خواص اور غرسا وغیرہ ملازمانِ ولی عہد مرحوم نے تنخواہ نہ ملنے کی نالش ایجنٹ بہادر سے کی۔ حضورِ والا کو اطلاع ملی تو نالش کرنے والوں کو حوالات میں بھیج دیا اور ایجنٹ بہادر کے نام تحریر بھیجی کہ ان لوگوں نے ہمارے خلاف جو عرضی آپ کو دی ہے وہ ہمارے ملاحظے کے لئے بھیج دیجئے۔ ایجنٹ بہادر کی جوابی تحریر آئی کہ حضورِ والا نے جو عرضی دینے والوں کو عرضی دینے کی جرم میں قید کر دیا ہے ان کو چھوڑ دیا جائے۔ یہ تحریر پڑھ کر حضور نے ان کو چھوڑ دیا۔ (20 فروری 1849ء)

باب ہفتم

انتظام و انصرام

ملازمت کا معیار

نذرانہ دو' ملازمت لو۔ جتنا بڑا نذرانہ' اتنا بڑا عہدہ

عظمت علی ناگ پور کے رہنے والے کی عرضی اس مضمون کی نظرِ فیض انور سے گزری کہ فدوی مختاری کے عہدے کے لئے دس ہزار روپے نذرانے کے طور پر پیش کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ حضور نے اس عرضی پر دستخط فرما کر لکھ دیا کہ غور کرنے کے بعد جواب دیا جائے گا۔ (10 جولائی 1846ء)

نواب حامد علی خاں سے ارشاد فرمایا کہ اگر دس ہزار روپے نذرانہ پیش کرو تو تمہیں مختاری کے عہدے پر سرفراز کیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ اگر اس عہدے پر کسی دوسرے کو مقرر کیا جائے یا نذرانہ معاف کر دیا جائے تو اچھا ہے ورنہ حکمِ عالی کی تعمیل میں نذرانہ پیش کرنے اور اس منصب پر سرفراز ہونے کا افتخار حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔ (9 اکتوبر 1846ء)

نواب حامد علی خاں بہادر نے پندرہ ہزار روپے نذرانہ امورِ سلطنت کی مختاری کے لئے اور پانچ اشرفی بطورِ شکرانہ کے بادشاہ سلامت کی خدمت میں' اور ایک اشرفی نواب ملکۂ دوراں کی خدمت میں پیش کر کے بادشاہ کی نظر میں امتیاز و اختصاص کا درجہ حاصل کیا۔ بادشاہی اہل کاروں نے بھی نواب صاحب کے اس اعزاز و اکرام پر مبارک باد کی نذریں پیش کیں۔

(30 اکتوبر 1846ء)

نیمہ آستین' خلعت ہفت پارچہ اور سہ رقم جواہر اعتماد الدولہ خان بہادر حامد علی خاں کو بارگاہِ خسروی کی مختار کاری کے صلے میں حضورِ انور کی طرف سے مرحمت کئے گئے۔ (6 نومبر 1846ء)

راجہ جواہر سنگھ کمیدان سپاہ فوت ہو گئے۔ نواب حامد علی نے اس منصب کے لئے دو ہزار روپے نذرانہ پیش کیا اور مولوی تیغ علی کمیدانی کے عہدے پر مقرر ہوئے۔ بادشاہ نے ازراہِ عنایتِ خسروانہ خلعت پنج پارچہ وسہ رقم جواہر سے معزز و ممتاز فرمایا۔ (23 اپریل 1847ء)

اعظم علی خاں کا لڑکا حاضر ہوا۔ ایک ہزار سو پانچ روپے نذر کے پیش کئے۔ حضورِ والا نے توپ خانے کی کمیدانی کی خدمت پر مقرر فرمادیا۔ پچاس روپے تنخواہ مقرر کی گئی اور خلعت پنج پارچہ عنایت ہوا۔ اس نے دوبارہ نذرِ شکرانہ پیش کی۔ (5 جنوری 1849ء)

آج جہاں پناہ نے ایک کہار کو شاہی کہاروں کے جمعدار کا عہدہ عطا فرمایا۔ اس نے دو سو روپے کی نذر پیش کی۔ (16 مارچ 1849ء)

اعظم علی نے پانچ ہزار روپے نذر میں پیش کئے۔ حضور جہاں پناہ نے شش پارچہ خلعت مع سہ رقم جواہر اور ایک تلوار مع پر تلہ مرحمت فرمائی' کپتانی کا عہدہ دیا اور دلاور الملک کا خطاب عطا فرمایا۔ اعظم علی نے شکریئے میں سات روپے نذر کے پیش کئے۔ (12 جون 1849ء)

عبدالرحمٰن نے دو ہزار روپے نذر میں پیش کئے۔ حضورِ والا نے پنج پارچہ خلعت دو رقم جواہری عطا فرمایا اور بچوں کی کمیدانی پر مقرر فرما کر سرفراز کیا۔ (20 جولائی 1849ء)

دلاور علی خاں کے ایک رشتے دار علی حسین نے پانچ ہزار روپے نذرانے میں پیش کئے۔ حضورِ والا نے پنج پارچہ دو رقم جواہری خلعت' ایک تلوار' نائب کپتانی کا عہدہ اور اعتقاد الدولہ خطاب مرحمت فرمایا۔ علی حسین نے بطورِ شکریہ آٹھ روپے حضور کی نذر میں اور چار روپے بیگم صاحبہ کی نذر میں پیش کئے۔ (24 اگست 1849ء)

چودھری علی بخش کا نواسا صدر الدین شاہی خدمت میں حاضر ہوا۔ بارہ سو روپے نذر میں پیش کئے۔ اعلیٰ حضرت نے چار پارچہ دو رقم جواہری خلعت عنایت فرمایا' شاہی پلٹن میں ایجنٹ

کا عہدہ دیا اور خانی کا خطاب مرحمت فرمایا۔ صدر الدین نے شکریے میں نو روپے نذر کے پیش کیے اور پلٹن میں جا کر شیرینی تقسیم کی۔ (19 اکتوبر 1849ء)

نذرانہ دو' ترقی پاؤ

مرزا محمد شاہ رخ بہادر نے ـــــ کلو سنگھ سپاہی کو چھ سو روپے نذر لے کر صوبیدار مقرر کیا' توڑہ اور طرہ بخشا اور توپ خانہ احشام کے جمعدار حیدر علی کو ایک سو پچاس روپے نذر لے کر کمپنی تلنگان کی میجری کا عہدہ مرحمت فرمایا۔ (12 ستمبر 1845ء)

مقرب علی دفعدار نے ایک سو پچاس روپے' عاشور بیگ دفعدار نے تین سو روپے اور چھ سپاہیوں نے پچاس پچاس روپے بطور نذر مرزا شاہ رخ بہادر کی خدمت میں پیش کئے۔ دفعداروں کو جمعداری اور سپاہیوں کو دفعداری کے منصب پر ترقی دی گئی۔ (10 اکتوبر 1845ء)

علی جان سوار نے پانچ سو روپے نذر پیش کر کے درخواست کی کہ مجھے دفعداری کا عہدہ مرحمت کیا جائے۔ اس کی درخواست منظور کی گئی اور پچیس روپے ماہوار پر دفعدار بنا دیا گیا۔ (17 اپریل 1846ء)

نذرانہ دو' غلطی معاف

سوہن لال متصدی بخشی گری بادشاہی عتاب کی وجہ سے قلعہ میں آنے جانے سے محروم تھے۔ بادشاہ سلامت کی مہربانیوں کے پانی نے غصہ و عتاب کی آگ کو بجھا دیا اور قلعہ میں آمدورفت کی اجازت دے دی گئی۔ لالہ جی نے شہزادہ شاہ رخ بہادر سے اپنی تنخواہ کا ذکر کیا۔ جواب دیا گیا کہ اگر چار سو روپے نذرانہ پیش کیا جائے تو تنخواہ جاری ہو سکتی ہے۔ (10 اکتوبر 1845ء)

شاہ رخ بہادر نے سوہن لال متصدی بخشی گری سے تین سو روپے نذرانہ لے کر ان کے قصوروں کو معاف کر دیا اور دوشالہ مرحمت کر کے اُن کو اُن کے عہدے پر بحال فرما دیا۔
(12 دسمبر 1845ء)

بادشاہ جہاں پناہ کے حضور میں محمد علی بخشی کی عرضی اس مضمون کی پیش ہوئی کہ یہ خادم قدیم خانہ زاد ہے اور امید ہے کہ قصور معاف فرما کر تنخواہ مقررہ مرحمت کی جائے گی۔ حکم ہوا

کہ محمد شاہ رخ بہادر سے عرض کیا جائے۔(7 نومبر 1845ء)

مرزا محمد علی خاں بخشی سواران ملازمِ سلطانی سے کئی مہینے سے بادشاہ سلامت ناخوش تھے۔ اب انہوں نے دو ہزار روپے نذرانہ پیش کیا تو بادشاہ نے ان کے قصوروں کو معاف کر کے ایک جوڑا بیش قیمت دوشالہ کا مرحمت فرمایا اور پھر بخشی گری کی خدمت پر متعین کر دیا۔(12 دسمبر 1845ء)

زیادہ نذرانہ دو' سابقہ تقرری موقوف

ایک گم نام عرضی حضور کے سامنے پیش ہوئی جس میں لکھا تھا کہ اگر حکیم احسن اللہ خاں کی جگہ مجھے مقرر کیا جائے تو میں مبلغ چار ہزار روپے نذرانہ پیش کروں گا۔ چونکہ عرضی پر بھیجنے والے کا نام نہیں تھا اس لئے حضور نے ان ملازموں پر غصہ ظاہر فرمایا جن کے توسط سے یہ عرضی حضور تک پہنچی تھی۔(26 جون 1846ء)

سالگ رام پسر لالہ رام جتمل متوفی کی عرضی نظرِ فیض انور سے گزری۔ اس میں مذکور تھا کہ اگر مجھے آغا حیدر' ناظر کی جگہ عہدہ نظارت پر مقرر کر دیا جائے تو میں دس ہزار روپے نذرانہ پیش کروں گا۔ حکم ہوا کہ جب ہم آغا حیدر ناظر کا تمام روپیہ' جو ہمارے ذمے ہے' ادا کر دیں گے تو اس کے بعد دیکھا جائے گا۔(ایضاً)

مولوی تیغ علی کمیدان .... نے گزارش کی کہ حضورِ والا' اس سے پہلے جب عہدہ کمیدانی پر میرا تقرر ہوا تھا تو میں نے دو ہزار روپے بطورِ نذر پیش کئے تھے۔ اب میں نے سنا ہے کہ کوئی اَور شخص اس عہدے کے لئے چار ہزار روپے دینے کے لئے تیار ہے۔ ایک ہزار روپے اَور نذرانہ ادا کرتا ہوں' امید ہے کہ حضور قبول فرما کر مجھے میرے عہدے پر حسبِ دستور برقرار رکھیں گے۔ بادشاہ سلامت نے ازراہِ مکرمت مولوی تیغ علی کی درخواست قبول فرمائی۔(4 جون 1847ء)

موتی بیگم زوجہ نواب مجد الدولہ عبدالاحد خاں مرحوم نے ایک درخواست بھیجی کہ میرے فرزندِ علاتی دلدار علی کو کپتانی کا عہدہ مرحمت فرمایا جائے۔ کپتان سابق نے جو کچھ نذرانہ دیا تھا' دلدار علی نے اس سے زیادہ نذرانہ پیش کیا۔ حضورِ انور نے نذرانہ قبول فرمایا۔ خان کا خطاب'

کپتانی کا عہدہ اور عطائے خلعت سے معزز و ممتاز فرمایا۔ اس عنایت خاص سے دلدار علی اپنے
ہم عصروں میں بہت ذی عزت اور ممتاز ہو گئے۔ (24 ستمبر 1847ء)

متوفی کا نذرانہ وارث ملازم کے نام

شہزادہ آفاق مرزا ولی عہد بہادر کی حسبِ خواہش اہل کارانِ دفتر کو حکم ہوا کہ جن ملازمین
شاہی سے نذریں لی گئی ہیں اور اب وہ فوت ہو گئے ہیں ان کے ناموں کی بجائے ان کے وارثوں
کے نام زمرۂ ملازمین میں شامل کر لئے جائیں اور نذروں کا روپیہ ان کے نام مندرج کر لیا
جائے۔ (25 ستمبر 1846ء)

عالیہ بیگم صاحبہ خوشدامن آغا حیدر مرحوم کی عرضی بادشاہ سلامت کی نظرِ فیض انور سے
گزری کہ نواب حسین مرزا کو مستقل طور پر نظارت کا عہدہ دے دیا جائے۔ ارشاد ہوا کہ فاتحہ
خوانی کی رسموں کے بعد حکم صادر کر دیا جائے گا۔ (24 جولائی 1846ء)

(یوں بھی ہو تا تھا) آغا حیدر کے داماد حسین مرزا کی عرضی کے جواب میں فرمایا کہ تمہیں
عہدۂ نظارت سے اس وقت سرفراز کیا جا سکتا ہے جب کہ سات ہزار روپے نذرانہ پیش کرو اور
مرحوم آغا حیدر کے نذرانے کے دعوے سے دست برداری لکھ دو۔ (31 جولائی 1846ء)

ملازمت ختم' نذرانہ واپس

حضورِ انور نے ازراہِ بندہ نوازی تسبیح خانے کے داروغہ مرزا کریم بیگ کے قصوروں کو
معاف کر کے حسبِ دستور ان کو ان کے عہدے پر سرفراز فرما دیا اور ایک جوڑا دوشالہ بھی
مرحمت ہوا اور احمد میر خاں جن کو ان کی جگہ پر مقرر کیا گیا تھا' معزول کر دیا اور ان کا نذرانہ
بھی واپس فرما دیا۔ (4 جون 1847ء)

معلوم ہوا کہ ستائیس آدمی ولی عہد مرحوم کو نذرانہ دے کر نوکر ہوئے تھے' اب ولی عہد
کے انتقال کے بعد سب موقوف ہو گئے۔ حضورِ والا نے ایجنٹ کے مشورے کے موافق حکم
دے دیا کہ ولی عہد مرحوم کا سامان نیلام کر کے زرِ نیلام میں سے موقوف شدہ نوکروں کی رقمیں
دے دی جائیں۔ شاہی کارندوں نے طے کیا کہ بارہ فی صدی ڈسکاؤنٹ کے بعد باقی روپیہ ان
بے چاروں کو دے دیں۔ (9 فروری 1849ء)

عرض کیا گیا کہ ولی عہد مرحوم کے سوار چونکہ موقوف ہو گئے ہیں اس لئے وہ اپنا اپنا زرِ نذرانہ مانگنے کے لئے خدمتِ گرامی میں حاضر ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ ولی عہد کا شیشے کا سامان فروخت کر کے ان کا روپیہ دے دیا جائے۔ اس پر بھی اگر کسی کا کچھ باقی رہے گا تو اس کے لئے جدا تجویز کی جائے گی۔ (27 فروری 1849ء)

نذرانہ واپس' ملازمت ختم

عرض کیا گیا کہ بخشی گری کے محکمے میں جن نئے آدمیوں نے ملازمت اختیار کی تھی اور نذرانہ پیش کیا تھا' وہ نذرانہ واپس لے کر بھاگ گئے۔ (6 اگست 1847ء)

وہ سوار جن کو نواب زینت محل بیگم صاحبہ نے حال میں ملازم رکھا ہے' بحساب فی صدی پچیس روپے نذرانہ دینے سے انکار کرتے ہیں۔ ان لوگوں نے جو آٹھ ہزار روپے نذرانہ دیا تھا' محبوب علی خاں خواجہ سرا نے واپس کر دیا۔ اس پر سب کو یک قلم موقوف ہونے کا حکم سنا دیا گیا۔ (20 اگست 1847ء)

بدانتظامی

نااہل عملہ' انتظام سرکار سپرد

صاحب کلاں بہادر کے نام ایک شقہ جاری کیا گیا کہ قصبہ بتول ضلع سہارن پور کو ضلع کلکٹر صاحب کے سپرد کر دو تاکہ وہاں کی آمدنی خزانے میں داخل ہوتی رہے۔ اب تو یہ حال ہے کہ زمیندار سرکش ہو گئے ہیں اور ایک پیسہ آمدنی نہیں ہوتی۔ (2 جنوری 1846ء)

صاحب کلاں بہادر نے بادشاہ سلامت کے اس شقہ کے جواب میں' جس میں تحریر تھا کہ اکبر علی خاں پاٹودی والے اور دوسرے زمینداروں کے قبضے میں جو دیہات ہیں انہیں واگزاشت کرالینا چاہیے' تحریر فرمایا کہ بارہ سال گزر گئے' اب مقدمہ مسموع نہیں ہو سکتا کیونکہ میعاد گزر گئی۔ (24 اپریل 1846ء)

بادشاہ سلامت سے عرض کیا گیا کہ صاحب کلاں بہادر کے پاس بختاور بخت بہادر اور نواب

مکرم النسا کا ایک مراسلہ پہنچا تھا جس میں تحریر تھا کہ ہم اپنی جاگیر میں دس دیہات سرکار انگریزی کے سپرد کرتے ہیں۔ جواب میں صاحب کلاں بہادر نے فرمایا کہ تمام حصے داروں کے نام لکھ دو' دیہاتوں کی تفصیل اور آمدنی کی تصریح کرو' اس کے بعد تمہاری درخواست پر عمل درآمد ہو سکتا ہے۔ اس کے بغیر تمہیں کسی قسم کی توقع نہ رکھنی چاہیے۔ (ایضاً)

صاحب کلاں بہادر کے نام ایک شقہ روانہ کیا گیا جس میں بادشاہ سلامت کی طرف سے لکھا تھا کہ موضع ہرچنا بتول شاہی کو' جو منشی شیر علی خاں کے پاس ٹھیکے میں تھا' اپنے قبضے میں لے کر اس کا انتظام اور بندوبست کردو۔ چنانچہ صاحب کلاں بہادر نے صاحب کلکٹر ضلع کے نام حکم بھیجا کہ موضع ہرچنا بتول شاہی پر تم اپنا قبضہ کر کے انتظام درست کردو۔ (29 مئی 1846ء)

نواب معظم الدولہ بہادر کو خط لکھا گیا کہ جو کھنڈرات میر احمد علی خاں کی ٹھیکیداری میں تھے وہ اپنے قبضے میں کر لیجئے اور ٹھیکہ توڑ دیجئے کیونکہ میر احمد علی خاں نے ان تمام شرطوں کو پورا نہیں کیا جن کے پورا کرنے کے لئے ان سے وعدہ لیا گیا تھا۔ (9 اکتوبر 1846ء)

آج حضور جہاں پناہ نے ایک شقہ صاحب کلاں ایجنٹ بہادر کو بھیجا کہ شاہدرہ کے دکان دار کرایہ نہیں دیتے۔ صاحب مجسٹریٹ میرٹھ کو لکھا جائے کہ وہ کرایہ وصول کر کے بھیج دیں۔ (6 اپریل 1849ء)

تنخواہیں زیادہ' رقم کم

زور آور چند اور رائے گیندا مل اور دوسرے اہل کاروں نے شرفِ نیاز حاصل کر کے عرض کیا کہ ابھی تک تنخواہ تقسیم نہیں ہوئی کیونکہ خزانے میں تین ہزار ایک سو روپے کی کمی ہے۔ رائے صاحب گیندا مل کے نام فرمانِ واجب الاذعان صادر ہوا کہ جس طرح ممکن ہو سکے تنخواہ داروں کی تنخواہ تقسیم کر دی جائے اور مبلغ چھ سو روپے جو تمہاری طرف نکلتے ہیں انہیں بھی تقسیم کرنے کے لئے اس رقم میں شامل کیا جائے۔ (18 جولائی 1845ء)

خزانچیوں کو حکم ہوا کہ تنخواہ کی تقسیم میں چار سو روپے کم وصول ہوئے ہیں' جس طرح بھی ممکن ہو انتظام کر کے تنخواہ تقسیم کردو' انشاء اللہ جلدی ادا کر دیئے جائیں گے۔ (2 جنوری 1846ء)

تنخواہوں کی بابت شکایات کا چرچا

صاحب کلاں بہادر نے ایک چٹھی حضورِ انور کی خدمت میں بھیجی' اس میں وہ محضرنامہ بھی تھا جو قلعۂ مبارک کے سلاطین نے اپنے مُہر و دستخط کر کے باقاعدہ تنخواہ موصول نہ ہونے کی بابت حضورِ انور کی شکایت میں بھیجا تھا۔ (29 مئی 1846ء)

بادشاہ سلامت نے مرزا شاہ رخ بہادر سے فرمایا کہ کیا بات ہے' نواب حامد علی خاں کے خلاف بہت سی عرضیاں آ رہی ہیں؟ کیا ملازمین کی تنخواہ ٹھیک تقسیم نہیں ہوتی؟ ان سے کہنا کہ تنخواہوں کی رسید کے کاغذات ہمارے ملاحظے کے لئے پیش کریں۔ (13 نومبر 1846ء)

شہر میں خبر گشت لگا رہی ہے کہ جو لوگ دربارِ شاہی سے بڑی بڑی تنخواہیں پاتے ہیں ان کی تنخواہ میں سے سو روپے وضع کر لئے جاتے ہیں' حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ مشاہرے میں سے کسی کو ایک پائی بھی کم نہیں دی جاتی۔ لوگ ہزارہا روپے کا تغلب اور تصرف کر کے اپنے اپنے عہدوں سے معزول ہوئے ہیں' یہ ان ہی کی اپنی کارستانی ہے کہ خواہ مخواہ ایسے لوگوں کو جو سلطنت کے بہی خواہ اور رات دن سلطنت کی بہبودی اور فلاح کی کوشش میں لگے رہتے ہیں' بدنام کیا جائے۔ خیر کسی کے بدنام کرنے سے کیا ہوتا ہے' مگر ان لوگوں کو کذب و افترا کرتے وقت خدا سے بھی تو ڈر نہیں لگتا۔ معزز ہم عصر "صادق الاخبار" کے لائق ایڈیٹر لکھتے ہیں کہ میرے خیال میں جب سے بادشاہ سلامت نے ان علاقوں کو جو شاہی تولیت میں ہیں' جناب صاحب کلاں بہادر کے انتظام میں دیا ہے یہ نمک حرام جلنے لگے ہیں کیونکہ پہلے یہ کیفیت تھی کہ منتظمین اپنی جیبیں خوب گرم کرتے تھے اور خزانۂ شاہی میں ایک پیسہ بھی داخل نہ ہوتا تھا' اب یہ حالت ہے کہ شاہی آمدنی میں اضافے پر اضافہ ہو رہا ہے اور نمک حرام اور شکم پرور ملازمین بغلیں جھانک رہے ہیں۔ اب انہیں ایک پھوٹی کوڑی بھی میسر نہیں آتی۔ یہ سب صاحب کلاں بہادر کے حسنِ انتظام اور خوبیٔ تدبیر کا نتیجہ ہے کہ کسی حق دار کا حق باقی نہیں رہتا بلکہ بعض موقعوں پر محصول بھی معاف کر دیا جاتا ہے۔ باغات اور کھیتیاں سرسبز و شاداب ہیں' درخت ہرے بھرے ہیں' ایسا معقول اور عمدہ انتظام ہے کہ اس سے پہلے کبھی نہ تھا۔ صرف بات اتنی ہے کہ جن کے منہ کو ناجائز اور حرام کمائی کا خون لگا ہوا تھا اب انہیں اپنے ارادوں

میں کامیاب ہونے کا موقع نہیں ملتا' اسی وجہ سے وہ غیر ذمہ دارانہ بیانات شائع کر کے پبلک کو مشتعل کرنے کی سعی کر رہے ہیں حالانکہ یہ سب افترا پردازیاں اور دروغ بیانیاں ہیں' عوام الناس کو ان سے ہرگز متاثر نہ ہونا چاہیے۔(18دسمبر1846ء)

لوگوں کی خرد برد کی وجہ سے شاہی خزانے کی یہ کیفیت ہے کہ آمدنی کم ہے اور خرچ زیادہ۔ ظالموں کے ظلم سے تنگ آکر رعیت پریشان ہوتی ہے تو افسران سے شکایت کرتی ہے مگر بادشاہ سلامت تک کوئی خبر نہیں پہنچاتا۔ تنخواہ داروں کو نہ تو پوری تنخواہ ملتی ہے اور نہ تنخواہ دینے میں وقت کی پابندی کا خیال رکھا جاتا ہے۔ تنخواہ دار لوگ اس بے انتظامی سے بہت پریشان و نالاں ہیں۔ اب تو خلقت کی زبان پر یہ دعا ہے کہ یااللہ' یہ تمام و کمل انتظام صاحب کلاں بہادر کے تحت میں آجائے تاکہ ہمیں ان مصیبتوں سے نجات ملے اور روز روز کا یہ جھگڑا مٹ جائے۔ صاحب کلاں بہادر کا انتظام اتنا معقول ہوتا ہے کہ ایک تو آمدنی میں اضافہ ہوتا رہتا ہے' دوسرے رعایا کو بھی کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچتی۔ دیکھیے' خلقت کی فریاد و زاری کب قبول ہوتی ہے اور کب صاحب کلاں بہادر کا تقرر عمل میں آتا ہے؟(25دسمبر1846ء)

(خواجہ حسن نظامی اس خبر کے بعد یہ نوٹ تحریر کرتے ہیں: "کچھ تو بات بھی سچی تھی کہ شاہی اہل کار شرارت کرتے تھے اور کچھ اخبار والے انگریزی ساز باز کے سبب انگریزی کمپنی کے درپردہ اشارے سے ایسے مضامین لکھتے تھے تاکہ رعایا انگریزی انتظام اور طریقِ حکومت کی دلدادہ ہو جائے۔")

شہر میں یہ خبر گشت لگا رہی ہے کہ بعض شاہی ملازمین نے غبن و تغلب پر کمر باندھ لی ہے' یہاں تک کہ سلاطین کی تنخواہ بھی وقت پر دیانت داری کے ساتھ ادا نہیں کرتے اور اس میں بھی بددیانتی کرتے ہیں۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طرف تو بادشاہ قرض دار ہو گئے اور دوسری طرف لوگوں کو سخت شکایتیں پیدا ہو گئیں۔ ان وجوہ کی بنا پر صاحب قلعہ دار بہادر نے صدر دفتر کے احکام کے بموجب سلاطین کے پاس اطلاع بھیجی ہے کہ آپ حضرات تشریف لا کر اپنی اپنی تنخواہوں کی حقیقت بیان کریں تاکہ جو شکایات ہوں ان کا قرار واقعی انسداد کیا جائے۔(6فروری1847ء)

سازشوں پر شاہی مزاج کی برہمی

بادشاہ سلامت کا مزاج کسی قدر برہم ہے کیونکہ بعض نمک حرام اہل کاروں نے سلطنت کو نقصان پہنچانے کے لئے شاہی ملکیت کی اشیاء میں خیانت کی تھی اور تنخواہ داروں کے حقوق کو بھی نقصان پہنچانے کے لئے سازش کی گئی تھی اور فتنہ پردازی کا ایک ایسا جال بچھایا تھا جس سے سلطنت کے کاروبار میں فرق آنے کا اندیشہ تھا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ فسادیوں نے محض تختِ خلافت کے رونق وجبروت کو کم کرنے کے لئے اس قسم کی ریشہ دوانیاں کی ہیں۔ جب سلطنت کے کاروبار کی یہ حالت اور بدلگام سیاہ بخت ارکان واعیان کی یہ کیفیت ہو تو بادشاہ سلامت کیوں کبیدہ خاطر نہ ہوں۔ خدا کرے کہ ان تمام امور کا تصفیہ نواب صاحب کلاں بہادر کی رائے مبارک کے موافق بہت جلد ہو جائے۔ جس طرح علاقہ کوٹ قاسم کا انتظام نواب صاحب کلاں بہادر نہایت خیروخوبی کے ساتھ فرما رہے ہیں اسی طرح اگر یہ تمام انتظام، جس میں اخلاقی ڈاکوؤں کو لوٹ مار کا موقع مل گیا ہے، نواب صاحب کلاں بہادر کے ذمے ہو جائے تو یک لخت تمام برائیاں بہت آسانی کے ساتھ دور ہو سکتی ہیں اور سچے خیر خواہوں کے حقوق کی حفاظت کا کما حقہ، انتظام بھی ہو سکتا ہے اور ہر کس وناکس کی یہ شکایتیں بھی رفع دفع ہو سکتی ہیں۔ (22 مئی 1846ء)

شاہ ایجنٹ ملاقات

نواب صاحب کلاں بہادر نے اطلاع بھیجی کہ میں شرفِ ملاقات حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ امورِ سلطنت کے مختار الہام وکیلِ شاہی کو حکم ہوا کہ استقبال کے لئے جاؤ۔ صاحب کلاں بہادر شرفِ حضوری سے مشرف ہوئے۔ بہت دیر تک بعض نمک حرام ملازموں کی بابت گفتگو رہی۔ پسِ پردہ نواب زینت محل بیگم صاحبہ تشریف رکھتی تھیں۔ انہوں نے صاحب کلاں بہادر کے لئے ایک بٹوہ، جس میں الائچیاں وغیرہ تھیں، تواضع کے طور پر بھیجا۔ (18 جون 1847ء)

شاہی دار العدالت یا دار الرشوت؟

نواب معظم الدولہ بہادر کا عریضہ حضورِ والا کی نظر سے گزرا۔ اس کے ساتھ متھرا داس

کی عرضی بھی تھی جس میں کنور دیبی سنگھ کی رشوت ستانی کی شکایت درج تھی کہ شاہی دارالعدالت کو اس شخص نے دارالرشوت بنادیا ہے۔ یہ سن کر ارشاد ہوا کہ متھرا داس سے دریافت کیا جائے کہ کنور دیبی سنگھ کو دارالعدالت شاہی سے تو کوئی تعلق نہیں ہے' پھر کیونکر اس نے رشوت ستانی کا بازار گرم کر رکھا ہے؟ اس بات کو ذرا تفصیلی طور پر لکھا جائے تاکہ اگر اس میں کچھ واقعیت ہو تو اس کا انسداد کیا جائے۔ (9 جولائی 1847ء)

انگریزی انتظام بادشاہ کی نظر میں

باغ کے حسنِ تدبیر کی تعریف

بادشاہ سلامت چاندنی چوک کے باغ کے ملاحظے کے لئے تشریف لے گئے۔ طرح طرح کے پھولوں کے معائنہ اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں کے اثر سے حضورِ انور بہت بشاش ہوئے اور صاحب کلاں بہادر سے فرمایا' آفرین صد آفرین' اس قدر قلیل مدت میں تم نے باغ کو اس طرح سر سبز و شاداب بنا دیا ورنہ نمک حرام ٹھیکیداروں نے تو اس کا ستیاناس ہی کر دیا تھا۔ سوائے سوکھے ہوئے درختوں کے اَور کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ تمہاری حسنِ تدبیر قابلِ تعریف ہے کہ وہ درخت جن کی لکڑیاں جلانے کے قابل ہو گئی تھیں' انہیں دوبارہ زندگی مل گئی۔ (25 مارچ 1846ء)

رفاہِ عامہ کے کاموں کی تحسین

حضورِ والا نے اخبار میں حکومت انگریزی کا اعلان ملاحظہ فرمایا کہ ٹیکس دینے میں گوناگوں فائدے ہیں۔ راستوں میں کوڑا کرکٹ نہ رہے گا' سڑکوں اور گلی کوچوں کی صفائی ہو جائے گی' تالابوں میں پانی اور کوڑا نہ سڑے گا' شہر میں روشنی ہو گی' بازار کی حفاظت ہوتی رہے گی' شہر میں بیماری نہیں پھیلے گی' سب تندرست ہوں گے۔ کلکتے سے دہلی تک اور دہلی سے کلکتے تک ہر قسم کے مال کی درآمد برآمد پچاس گھنٹے میں ہوتی رہے گی اس لئے پبلک کو آپس میں چندہ کر کے گورنمنٹ سے پی۔ ڈبلیو۔ ڈی کے لئے درخواست کرنی چاہیے۔ سرکار پبلک کی

خواہش منظور کرے گی۔ گورنمنٹ کے پیش نظر رفاہِ عام ہے۔ اعلیٰ حضرت نے خبر پڑھ کر فرمایا کہ یہ تمام باتیں پبلک کے آرام کی ہیں۔ انگریزی سرکار نے سڑکوں کی تیاری، گلی کوچوں کی صفائی، فصیل کی درستی اور فیض نہر کا پانی لانے کی بہت کوشش کی ہے۔ مخلوقِ خدا کو بہت آسائش ہو گئی ہے، راہ گیر بڑے آرام سے چلتے پھرتے ہیں۔ (18 ستمبر 1849ء)

باغِ روشن آرا بیگم وغیرہ کا قضیہ

باغ کا قبضہ چھڑوانے کی کارروائی

شقہ سلطانی جاری ہوا کہ روشن آرا بیگم کے باغ اور سرہندی کے باغ اور چاندنی محل کو نواب حسینی بیگم صاحبہ بیگم مرزا محمد سلیم شاہ بہادر مرحوم کے قبضے سے الگ کیا جائے۔ پہلے ان سے خالی کرنے کی نسبت کہا جائے، اگر وہ نہ مانیں اور خالی نہ کریں تو ہیرا لال وکیل سے کہا جائے کہ عدالتِ عالیہ میں نالش کرنے کے لئے کارروائی شروع کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے خالی نہیں کیا اور ہیرا لال وکیل نے مقدمے کی کارروائی شروع کر دی۔ (یکم مئی 1846ء)

حسینی بیگم کو آٹھ روز کا نوٹس

بادشاہ سلامت کو اطلاع دی گئی کہ پنڈت ہیرا لال وکیل نے صاحب کلاں بہادر کے حکم کی تعمیل کی غرض سے عدالت میں ایک درخواست پیش کی ہے کہ نواب حسینی بیگم صاحبہ اہلیہ مرزا محمد سلیم بہادر نے ابھی تک چاندنی محل کا مکان اور باغِ روشن آرا اور باغِ سرہندی کو خالی نہیں کیا۔ اس درخواست پر بیگم صاحبہ کو نوٹس دیا گیا کہ آٹھ روز کے اندر اندر دونوں باغ اور یہ محل خالی کر دو ورنہ پولیس کے ذریعے خالی کرایا جائے گا۔ (22 مئی 1846ء)

شاہی قبضے کی ہدایت

اطلاع دی گئی کہ نواب حسینی بیگم صاحبہ زوجہ مرزا محمد سلیم بہادر مرحوم نے صاحب جج بہادر کی عدالت میں اپیل کی ہے کہ باغِ روشن آرا اور باغِ سرہندی کی ملکیت کی سند میرے پاس موجود ہے، پھر مجھ سے یہ کیوں خالی کرائے جاتے ہیں؟ صاحب جج بہادر نے مجسٹریٹ بہادر

سے رپورٹ طلب کی۔ نواب معظم الدولہ بہادر نے ایک پروانہ پنڈت ہیرالال وکیل کے نام جاری فرمایا کہ تم صاحب جج بہادر کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرو کہ نواب گورنر جنرل کے حسب الحکم بادشاہ دہلی کو اس قسم کے مکانوں کے لینے دینے کے تمام حقوق حاصل ہیں جن کی نسبت شاہی ملکیت کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ صاحب جج بہادر نے وکیل صاحب سے کہا کہ بیگم صاحبہ کا دعویٰ پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچا اور نہ ان کے پاس کوئی اَور کافی ثبوت موجود ہے اس لئے بہت جلد ان باغوں پر ملازمانِ سلطانی کا قبضہ ہو جائے گا۔ (26 جون 1846ء)

محکمہ ایجنٹی سے داروغہ باغ چاندنی چوک کے نام حکم صادر ہوا کہ باغِ روشن آرا اور باغِ سرہندی پر ملازمانِ سلطانی کو قبضہ کر لینا چاہیے۔ (10 جولائی 1846ء)

شاہی قبضے کے خلاف استغاثہ منظور

عرض کیا گیا کہ نواب حسینی بیگم صاحبہ زوجہ مرزا محمد سلیم بہادر نے عدالتِ دیوانی میں استغاثہ دائر کیا ہے کہ باغِ روشن آرا و باغِ سرہندی کو میرے شوہر نے مَہر کے بدلے میں مجھے دیا تھا۔ اب محکمہ ایجنٹی کے ذریعے سے یہ دونوں باغ میرے تصرف سے نکل کر کارپردازانِ سلطنت کے قبضے میں چلے گئے ہیں۔ جناب کالین لنجی صاحب بہادر جج نے اس بات کی صدر دفتر میں رپورٹ کی ہے کہ قابض قدیم کا قبضہ اٹھانا بغیر عدالت دیوانی کی ڈگری کے ناجائز ہے اور ملازمانِ سلطانی کے قبضے میں ان دونوں باغوں کا دینا قانونی طور پر نادرست ہے تو یہ دونوں باغ قابض قدیم یعنی نواب حسینی بیگم کے حوالے کئے جائیں۔ جب صاحب کلاں بہادر کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے استحقاقِ سلطانی کے ثبوت کے لئے کئی معقول دلیلیں ایک خط میں درج کر کے صدر دفتر میں روانہ فرما دیں۔ (14 اگست 1846ء)

جج کے خلاف شاہی درخواست

چونکہ اراکینِ سلطنت نے باغِ روشن آرا، باغِ سرہندی اور ایک کٹڑے پر، جو لاہوری دروازہ کے قریب واقع ہے، قبضہ کر لیا ہے اور نواب حسینی بیگم صاحبہ، بیگم مرزا سلیم شاہ شہزادہ مرحوم ابھی تک ان مقامات کی ملکیت سے لادعویٰ نہیں ہوئی ہیں اس لئے مسٹر کالین لنجی صاحب جج نے حکم دیا ہے کہ یہ مقامات قلعۂ مبارک سے باہر ہیں اور بادشاہ سلامت کو ان کے

متعلق کسی قسم کی کارروائی کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اگر ملازمانِ سلطنت اسے اپنے قبضہ وتصرف میں لینا چاہتے ہیں تو انہیں عدالتِ دیوانی میں دعویٰ کرنا چاہیے۔ مسٹر لنجی کے اس دخل در معقولات کی وجہ سے ملازمانِ شاہی نے نواب لفٹنٹ گورنر آگرہ کے پاس اپنی ملکیت کے ثبوت میں چند قابلِ سماعت دلائل کے ساتھ ایک درخواست دی ہے۔ اس میں اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ مسٹر لنجی کو ان معاملات میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ انہیں اس قسم کی کارروائیوں سے منع کر دیا جائے۔ صاحب کلاں بہادر بھی پوری کوشش شاہی حمایت میں صرف کر رہے ہیں۔ (4 ستمبر 1846ء)

شاہی قبضہ اٹھالینے کا حکم

لالہ متھرا داس نے، جو دہلی کے قدیم اخبار نویس ہیں، اپنے اخبار میں لکھا ہے کہ گورنمنٹ بہادر آگرہ کی ایک چٹھی آگرہ سے موصول ہوئی ہے کہ باغِ روشن آرا اور باغِ سرہندی پر جو شاہی عمل دخل ہے اسے اٹھالیا جائے کیونکہ اس پر شاہی حقوق ثابت نہیں ہوتے بلکہ یہ باغ نواب حسینی بیگم کو اُن کے شوہر نے ان کے مَہر کے بدلے میں دیئے تھے۔ (2 اکتوبر 1846ء)

صاحب کلاں بہادر نے عرضی بھیجی کہ باغِ سرہندی، باغِ روشن آرا وغیرہ پر نواب حسینی بیگم زوجہ مرزا محمد سلیم بہادر مرحوم کو قبضہ دے دیا جائے۔ اس کام میں بہت جلدی ہونی چاہیے۔ حضورِ انور اہل کارانِ شاہی کو اس حکم کی تعمیل کے لئے تاکید فرمادیں۔ (25 ستمبر 1846ء)

اخبار کی خبر پر ایڈیٹر سے بادشاہ سلامت کی گفتگو

"دہلی گزٹ" میں باغِ روشن آرا و باغِ سرہندی کے مقدمے کی مسل چھپی ہے اور اس میں کچھ الفاظ ایسے بھی درج ہوگئے ہیں جو شانِ خسروی کے خلاف ہیں۔ حکم ہوا کہ ان قابلِ اعتراض الفاظ کو پوری طرح نقل کرلیا جائے تاکہ انگریزی زبان میں ان کا ترجمہ کرا کے ولایت کے اخباروں کو بھیجا جائے۔ پھر "دہلی گزٹ" کے ایڈیٹر صاحب کو طلب کر کے ارشاد ہوا کہ اراکینِ سلطنت پر جو اعتراضات کئے گئے ہیں تم ان کے جواب بھی اپنے اخبار میں شائع کرو

گے یا نہیں؟ انہوں نے کہا' ضرور شائع کروں گا۔ اخبار نویس کا فرض ہے کہ پبلک کی واقفیت کے لئے تصویر کے دونوں رُخ پیش کرے۔ حضورِ والا نے یہ سن کر حکم دیا کہ اعتراضات کے جواب لکھ کر ایڈیٹر صاحب کے پاس بھیج دیئے جائیں۔ (ایضاً)

حسینی بیگم کی درخواست برائے بحالیٔ تنخواہ

صاحب کلاں بہادر نے دو عرضیاں حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں روانہ کیں۔ ان کے ساتھ نواب حسینی بیگم صاحبہ کا خط بھی تھا جس میں لکھا تھا کہ حضورِ انور نے سو روپے ماہوار پرورش کے طور پر میرے مقرر فرمائے تھے مگر کچھ عرصہ سے یہ روپے عطا نہیں ہوئے ہیں' امیدوار ہوں کہ مرحمت ہوا کریں۔ ارشاد ہوا کہ بیگم صاحبہ نے مرزا محمد سلیم بہادر مرحوم کی متروکہ املاک میں بہت خرد برد کیا اور پھر ہمارے مقابلے میں خواہ مخواہ کا مقدمہ لے کر بھی کھڑی ہو گئیں اس لئے ہم ان کو بخوشی خاطر کچھ نہیں دے سکتے اور نہ باغِ سرہندی وغیرہ کی آمدنی میں سے کچھ دیا جا سکتا ہے' البتہ شاہی وظیفہ جس طرح ان کی اَور بہنوں کو دیا جاتا ہے ان کو بھی ملا کرے گا۔ (ایضاً)

تنخواہ کی بحالی کا مشروط وعدہ

بادشاہ سلامت کی طرف سے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کو چٹھی لکھی گئی کہ اگر باغِ روشن آرا اور باغِ سرہندی نواب حسینی بیگم کے قبضے میں دے دیئے گئے اور شاہی عمل دخل اٹھا لیا گیا تو اس سے بارگاہِ سلطانی کی بہت ہتک ہو گی اس لئے ان دونوں باغوں پر شاہی قبضہ برقرار رہنا چاہیے البتہ ہماری طرف سے ایک سو روپے ماہوار خرچ اخراجات کے لئے بیگم صاحبہ کے پاس ہمیشہ پہنچ جایا کریں گے۔ (9 اکتوبر 1846ء)

باغ کی آمدنی کی حسینی بیگم کے نام شاہی منظوری

اعلیٰ حضرت بہادر شاہ بادشاہِ دہلی نے نواب لفٹنٹ گورنر آگرہ کے خط کے ملاحظہ فرمانے کے بعد جناب صاحب کلاں بہادر کے نام ایک گرامی نامہ تحریر فرمایا کہ چونکہ باغِ سرہندی اور باغِ روشن آرا وغیرہ سلطنت کے ناظمِ اعظم صاحب کو عطا کیا گیا تھا للہٰذا اس کی آمدنی نواب حسینی بیگم صاحبہ زوجہ مرزا محمد سلیم شاہ بہادر کو پہنچا کرے۔ یہ تاکیدی حکم ہے' ہمیشہ پابندی کے

ساتھ اس کی تعمیل کی جائے۔ (11دسمبر1846ء)

قبضہ لینے پر حسینی بیگم کا اصرار

نواب حسینی بیگم صاحبہ نے ایک خط کے ذریعے استدعا کی کہ باغِ روشن آرا اور باغِ سرہندی پر مجھے قبضہ دلایا جائے۔ صاحب کلاں بہادر نے جواب میں تحریر فرمایا کہ ان باغوں پر تمہیں قبضہ نہیں دیا جاسکتا البتہ ان کی آمدنی ہمیشہ تمہارے پاس بھیج دی جائے گی کیونکہ صدر دفتر سے اسی قسم کا حکم صادر ہوا ہے۔ (18دسمبر1846ء)

عرض کیا گیا کہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے آگرہ سے ایک حکم بھیجا ہے کہ نواب حسینی بیگم صاحبہ باغِ روشن آرا وغیرہ کی آمدنی لینے پر آمادہ نہیں ہوئیں بلکہ وہ یہ کہتی ہیں کہ باغ وغیرہ میری ملکیت ہیں اس لئے ان پر میرا پورا دخل ہونا چاہیے۔ بادشاہ سلامت نے یہ سن کر حکم دیا کہ ایک خط نواب گورنر جنرل بہادر کو اور ایک اطلاع نامہ کورٹ آف ڈائرکٹرز کے ممبران کے نام اور ایک خط سفیرِ شاہی مقیم لندن کے نام بھیجا جائے اور استحقاقِ سلطانی ثابت کیا جائے اور ان لوگوں کو لکھا جائے کہ وہ شاہی حقوق پر غور کریں' اور ہمارے کارپردازوں کو یہ بھی چاہیے کہ عدالتِ دیوانی میں نالش دائر کریں۔ جب تک اس مقدمے کا پورے طریقے سے فیصلہ نہ ہوجائے بیگم صاحبہ کا عمل دخل نہیں ہوسکتا۔ (15جنوری1847ء)

باغ کی آمدنی وصول کرنے کے ارادے کی اطلاع

بادشاہ سلامت سے عرض کیا گیا کہ نواب حسینی بیگم صاحبہ زوجہ مرزا محمد سلیم شاہ بہادر مرحوم نے اطلاع دی ہے کہ باغِ سرہندی و روشن آرا وغیرہ کی آمدنی' جو محکمہ ایجنسی میں جمع ہے' ضمانت دینے کے بعد وصول کرلی جائے گی۔ (2اپریل1847ء)

بادشاہ سلامت پر مہر کے دعوے کی دھمکی

معظم الدولہ صاحب کلاں ایجنٹ کمشنر بہادر دہلی دامَ ظِلہٗ ہر روز کارِ سرکار کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ ایک شقہ حضور جہاں پناہ کا صادر ہوا تھا اور مرزا سلیم مرحوم کی بیوہ حسینی بیگم کے چند خطوط بھی آئے تھے جن میں لکھا تھا کہ میری عرضی کے جواب میں لندن سے حکم آیا تھا کہ باغِ روشن آرا و سرہندی چونکہ شاہِ دہلی نے مجھ سے لے لیا ہے اس لئے بادشاہِ دہلی میرے

روٹی کپڑے کے لئے حینِ حیات تنخواہ مقرر کر دیں مگر بادشاہ سلامت کہتے ہیں کہ حسینی بیگم کے پاس بہت سا چاندی سونا ہے' میں ان کی تنخواہ مقرر نہیں کروں گا۔ حسینی بیگم نے لکھا ہے کہ مذکورہ باغ میرے مہر میں دیا گیا تھا۔ اگر بادشاہ نے میری تنخواہ مقرر نہ کی تو میں بادشاہ پر اپنے مہر کا دعویٰ کردوں گی۔ (27 مارچ 1849ء)

لندن سے شاہی قبضے کی برقراری کا فیصلہ

معظم الدولہ صاحب کلاں ایجنٹ بہادر کا معروضہ بارگاہِ جہاں پناہ میں پیش کیا گیا جس میں لکھا کہ شاہ جم جاہ کے بھائی مرزا سلیم جہانگیر مرحوم کی بیوہ حسینی بیگم نے ایک عرضی ولایت لندن کو بھیجی تھی کہ باغِ روشن آرا و سرہندی میرے شوہر کی طرف سے میرے گزارے کے لئے واگزاشت تھا مگر دہلی کے بادشاہ اور انگریزی ایجنٹ نے مل کر میرے مذکورہ باغ پر قبضہ کرلیا ہے۔ اس عرضی کی نسبت پیش گاہِ عدالت العالیہ صاحبان انگلستان سے حکم آیا ہے کہ باغِ مذکور حسبِ حال شاہی قبضے میں رہے مگر بیگم مذکور کے گزارے کے لئے بادشاہِ دہلی تنخواہ مقرر کر دیں۔ حضور جہاں پناہ نے یہ معروضہ سننے کے بعد ارشاد فرمایا کہ بیگم مرزا سلیم کی تنخواہ مقرر کر دی جائے۔ (ایضاً)

شاہی تولیت کی جائداد کے دیگر قضیے

حویلی عزیز آبادی بیگم

نبی بخش خاں خلف نواب حمید الدولہ مرزا مغل بیگ خاں بہادر مرحوم مختارِ سابق پیش کارِ سلطانی کی اس مضمون کی عرضی بادشاہ غازی کی خدمت میں پیش ہوئی کہ حضور کے دربار سے صاحب کلاں بہادر کی معرفت حویلی عزیز آبادی بیگم کے خالی کرنے کا حکم مجھے ملا۔ میرے والد مرحوم کا ایک لاکھ چار ہزار روپیہ حضور کے ذمے واجب الادا ہے۔ دوسرے طلب گاروں کو جس طرح روپیہ ادا کیا جاتا ہے' میں امیدوار ہوں کہ میرے روپیہ کی ادائیگی کے لئے بھی اسی طرح کا ایک شقہ دستخطِ خاص سے مزین ہو کر صاحب کلاں بہادر کے نام جاری کر دیا جائے گا۔

جواب میں ارشاد فرمایا کہ انہوں نے اپنے باپ کی مختاری کے زمانے میں بادشاہی جواہرات رقموں کو تبدیل کر دیا ہے' اس کا حساب دینا چاہیے اور ایک لاکھ چار ہزار کا مطالبہ محض جھوٹ ہے' اور اگر یہ مطالبہ سچا ہے تو اسے دفترِ سلطانی کے کاغذات سے ثابت کرنا چاہیے اور یہ بتانا چاہیے کہ یہ رقم خطیر کس کام میں خرچ کی گئی۔ (24 اکتوبر 1845ء)

اطلاع دی گئی کہ صاحب کلاں بہادر نے مجسٹریٹ بہادر کو لکھا تھا کہ حویلی عزیز آبادی بیگم نبی بخش خاں خلف حمید اللہ مرزا مغل بیگ خاں سابق مختارِ امورِ سلطنت سے خالی کرا کے کارکنانِ سلطنت کو قبضہ دلایا جائے۔ مجسٹریٹ بہادر کوتوال' تھانیدار وغیرہ کو لے کر حویلی عزیز آبادی میں پہنچے اور حمید الدولہ کے بیٹے سے مکان خالی کرا کے بادشاہی قبضے میں دے دیا۔ بادشاہ سلامت اس خبر کے سننے سے بہت مسرور ہوئے۔ (7 نومبر 1845ء)

دار البقا کی واپسی کا تقاضا

دو شقے صاحب کلاں بہادر کے نام روانہ کئے گئے' ایک کا مضمون یہ تھا کہ دار البقا کا مکان' جس میں مرزا شہاب الدین بہادر ابن مرزا منعم بخت بہادر رہتے ہیں' فوراً" خالی کرالیا جائے اور ان کا کوئی عذر نہ سنا جائے۔ (24 اپریل 1846ء)

دار البقا مکان حضورِ انور نے خالی کرنے کا حکم دیا تھا' اس کے متعلق مرزا شہاب الدین خلف مرزا منعم بخت کی عرضی سر چارلس مٹکاف کی چٹھی کے ساتھ صاحب کلاں بہادر کے نام آئی اور حضرت عرش آرام گاہ کا دستخطی فرمان متعلقہ مکان مذکورہ بھی اسی عرضی کے ہمراہ منسلک تھا۔ (8 مئی 1846ء)

بادشاہ سلامت نے ایک خط صاحب کلاں بہادر کے نام لکھا کہ مکان دار البقا کو مرزا محمد شہاب الدین صاحب بہادر ابنِ مرزا منعم بخت بہادر نے خالی کرنے کا وعدہ کر لیا ہے' آج کل میں وہ خالی کر دیں گے۔ صاحب کلاں بہادر نے بادشاہ سلامت کے اس خط کی پشت پر اپنی طرف سے عبارت لکھ کر مرزا صاحب کے پاس بھیج دی۔ (5 جون 1846ء)

مرزا شہاب الدین کی عرضی نواب معظم الدولہ بہادر کے خط کے ساتھ نظرِ فیض انور سے گزری کہ حضرت عرش آرام گاہ نے میرے والد سے نو ہزار روپے نذرانہ لیا تھا اور دار البقا کا

مکان ان کے حوالے کر دیا تھا۔ بندگانِ سلطانی نو ہزار روپے تو ادا کرتے نہیں لیکن مکان خالی کرانے کے لئے تقاضے پر تقاضہ کر رہے ہیں۔ (31 جولائی 1846ء)

موضع شاہ پور کے ایک حصے پر ناجائز قبضہ

محمد اکبر علی خاں کا خط (صاحب ایجنٹ کے نام) آیا کہ کوٹ قاسم کے زمیندار موضع جتولی کا تمام غلہ تحصیلدار کے بہکانے سے اٹھا کر اپنے گھر لے گئے حالانکہ موضع جتولی میری جاگیر ہے مگر انہوں نے اس کا مطلق خیال نہیں کیا۔ حکم دیا جائے کہ میرا غلہ واپس ہو اور آئندہ ایسی زیادتی سے اجتناب کیا جائے۔ چنانچہ پروانہ کوٹ قاسم کے تحصیلدار کے نام روانہ کر دیا گیا۔ اس کے ساتھ اکبر علی خاں کے خط کی نقل بھی بھیجی۔ کوٹ قاسم کے تحصیلدار کی عرضی پہنچی کہ اکبر علی خاں نے موضع جتولی کی اپنی زمین میں موضع شاہ پور جٹ جاگیر شاہی کی دو سو پچاس بیگھے زمین کو ناجائز طور پر شامل کر لیا ہے۔ اس عرضی کی نقل بھی ایک خط کے ساتھ اکبر علی خاں زمیندار کے نام روانہ کر دی گئی تاکہ وہ اس کے جواب میں اصل حقیقت سے مطلع کریں۔ (یکم مئی 1846ء)

انگوری باغ کی زمین پر سڑک اور پُل کی تعمیر

نواب معظم الدولہ بہادر کا عریضہ حضورِ پُرنور کے ملاحظے سے گزرا۔ اس میں لکھا تھا کہ سرکار کمپنی بہادر کے متعینہ افسروں کا ارادہ ہے کہ دریائے جمنا کے اوپر سلیم پور سے لے کر سلیم گڑھ تک ایک پل تیار کیا جائے۔ تعمیر پل کے مہتمم نے اندازہ کیا ہے کہ سڑک کی درستی کے لئے انگوری باغ کی زمین کی ضرورت واقع ہوگی' لہٰذا بہتر ہے یہ باغ سرکار کمپنی بہادر کے قبضے میں دے دیا جائے۔ بادشاہ سلامت نے جواب میں تحریر فرمایا کہ ہم نے سلطنت کے تمام کاروبار صاحب کلاں بہادر کے سپرد کر دیئے ہیں۔ اس باغ کے متعلق بھی جو کچھ کہنا سننا ہے وہ صاحب کلاں بہادر سے کہا جائے' ہم اپنی رائے سے انہیں آگاہ کر دیں گے۔ (20 اگست 1847ء)

صاحب کلاں بہادر نے انگوری باغ کی سڑک کا نقشہ ارسال کیا۔ حضورِ انور نے ملاحظہ فرما کر ارشاد کیا کہ اس کے طول و عرض کی پوری کیفیت لکھنی چاہیے۔ اور اس بات کی وجہ سمجھ

میں نہیں آئی کہ دریائے جمنا کے اوپر انگوری باغ سے ملی ہوئی جو پانچ بیگہ زمین ہے اس کی پیمائش کیوں نہیں کی گئی؟ اس کا کوئی معقول سبب لکھنا چاہیے اور اس میں نئے نشان بنا کر نقشے کو مکمل کر لینا چاہیے۔ (یکم اکتوبر 1847ء)

نواب معظم الدولہ بہادر کے نام ایک شقہ جاری کیا گیا کہ سلیم گڑھ کی زمین میں جو درخت ہیں وہ سڑک کے بننے میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں اس لئے انگریزی حکام کا ارادہ ہے کہ یہ تمام درخت کاٹ ڈالے جائیں۔ اس بارے میں انہوں نے ہم سے دریافت کیا ہے اور لکھا ہے کہ سرکار انگریزی اس زمین کی قیمت بھی دینے کو تیار ہے مگر ہمیں اس کی قیمت لینی منظور نہیں ہے۔ اگر سرکار کا کام زمین لینے اور درختوں کے کاٹے بغیر پورا نہیں ہو سکتا تو شوق سے وہ زمین لے لی جائے اور درخت کاٹ لئے جائیں مگر اس زمین کے بدلے شہر میں کوئی زمین' جو قیمت میں اس زمین کے برابر ہو' ملازمانِ شاہی کو دے دی جائے۔ یہ صورت ایسی ہے جسے ہم طوعاً" یا کرہاً" یا بخوشی خاطر منظور کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی ضروری ہے کہ جس بارہ دری کو کپتان صاحب نے توڑا ہے اس کے بدلے ایک ہزار روپیہ نقصان کا دینا چاہیے اور جو دیوار ابھی باقی ہے اس کی تعمیر کرانی چاہیے۔ بغیر اطلاع دیئے شاہی زمین پر اس طرح قبضہ کر لینا نامناسب بات ہے اگرچہ مابدولت کو اس کا کوئی ایسا خیال نہیں ہے۔ (29 اکتوبر 1847ء)

صاحب کلاں بہادر نے جواب میں عریضہ ارسال کیا کہ شہر میں کوئی ایسی زمین نہیں ہے جس کا تبادلہ کیا جا سکے البتہ انگوری باغ کے پاس کچھ زمین ایسی ہے جو تقریباً" طول و عرض اور قیمت کے اعتبار سے اس زمین کے برابر ہو سکتی ہے۔ ارشاد ہوا کہ اتنی دُور جانے کی کیا ضرورت ہے' سلیم گڑھ اور جھروکے کے پاس اور حضور خواجہ قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مزار کے متصل جو زمین ہے' اہل کارانِ شاہی اسے تبادلے میں قبول کر سکتے ہیں۔ (ایضاً)

مرزا ولی عہد کو گلابی باغ کی سپردداری کے لئے شرط

مرزا ولی عہد بہادر نے محکمہ ایجنسی میں درخواست بھیجی کہ گلابی باغ میرے سپرد کر دیا جائے۔ نواب معظم الدولہ نے اس درخواست کی نقل اپنے عریضے کے ساتھ حضورِ انور کی

خدمت میں ارسال کر دی۔ ارشاد ہوا کہ یہ باغ عرصۂ دراز سے شاہی تولیت میں چلا آتا ہے' حضرت عرش آرام گاہ جنت الجنتہ مثواہ' نے نواب زکیہ بیگم کو انعام کے طور پر مرحمت فرمایا تھا۔ بیگم صاحبہ نے باغ کو اپنا مدفن بنالیا اور مرزا محمد شاہ رخ بہادر مرحوم کو اس کا متولی کر دیا اور جب مرزا محمد شاہ رخ بہادر کا انتقال ہوا تو وہ بھی اسی باغ میں دفن کئے گئے۔ اب اگر مرزا ولی عہد بہادر اس کی تولیت چاہتے ہیں تو اس کے لئے یہ شرط ہے کہ اس باغ کی تمام آمدنی باغ ہی کی درستی و انتظام میں صرف کرنی ہوگی' اور اگر کچھ روپیہ بچ رہے گا تو وہ شاہی خزانے میں داخل کیا جائے گا۔ اگر یہ شرط منظور ہے تو بسم اللہ' آج ہی سے تولیت نامہ لکھ دیا جائے گا اور اگر یہ شرط منظور نہیں ہے تو باغ نہیں دیا جاسکتا۔ (15 اکتوبر 1847ء)

پرگنہ ریوپورہ کی واپسی

بادشاہ سلامت نے وکیلِ شاہی کے نام شقہ جاری فرمایا کہ علاقہ ریوپورہ کے متعلق تمام حالات اور اس کی سند استمراری کی کیفیات راجہ سوہن لال سے معلوم کر کے ہماری آگاہی کے لئے تحریر کرو۔ جواب آیا کہ یہ علاقہ کرنل جیمس کے پاس تھا اور ان کی وفات کے بعد آج کل اس پر ان کے وارثین قابض ہیں۔ حالات یہ ہیں کہ کرنل جیمس زرِ استمراری کے علاوہ تین ہزار سالانہ بھی سال بہ سال اور فصل بہ فصل ادا کیا کرتے تھے۔ حضرت عرش آرام گاہ کے زمانے سے اب تک یہ روپیہ ان کے ذمے باقی چلا آتا ہے جس کی مجموعی رقم تیس ہزار روپے ہوتے ہیں۔ کرنل کے ان وارثوں کو جو ریوپورہ پر قابض ہیں' یہ روپیہ فوراً" ادا کرنا چاہیے۔ (16 اکتوبر 1846ء)

صاحب ایجنٹ کو زبانی پیام بھیجا کہ ہماری ذاتی رائے یہ ہے کہ یوسف صاحب ولد کرنل اسکنر مرحوم سے پرگنہ ریوپورہ نکال کر سرکار کمپنی کو آپ کے زیرِ نگرانی دے دیا جائے' اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ (2 فروری 1849ء)

صاحب ایجنٹ کو لکھا گیا کہ ہم نے یوسف صاحب ولد کرنل اسکنر بہادر مرحوم کو لکھا تھا کہ آئندہ پرگنہ ریوپورہ کی آمدنی ایجنٹ بہادر کے پاس بھیج دی جایا کرے۔ یوسف صاحب نے جواب میں لکھا کہ بہتر ہے۔ ہم آپ کے ملاحظے کے لئے یوسف صاحب کا خط بھیجتے ہیں' پڑھنے

کے بعد داخلِ دفتر کر دیا جائے۔ (16 فروری 1849ء)

ایجنٹ بہادر کو شقہ بھیجا کہ پرگنہ ریوپورہ علاقہ شاہی آپ کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کرنل اسکنر آنجہانی کے لڑکوں سے پرگنہ مذکورہ کا پٹہ آپ لے لیں اور آغاز فصلِ ربیع سے قسط وار روپیہ داخل کرتے رہا کریں۔ (27 فروری 1849ء)

پرگنہ ریوپورہ کی شاہی آمدنی کے تین ہزار چھ سو چودہ روپے یوسف صاحب ٹھیکیدار نے بھیجے تھے' صاحب ایجنٹ نے خزانچی کو امانت میں رکھنے کا حکم دیا اور اطلاعی عریضہ حضور جہاں پناہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ (8 جون 1849ء)

باغ تل کٹورہ کا معاملہ

صاحب کلاں بہادر نے حضرت پیرو مرشد (بادشاہ) کے حکم کے مطابق جواہر لال و بھولا ناتھ ٹھیکیداروں کو چٹھی لکھی کہ تل کٹورہ کے باغ کو ولی عہد بہادر کے سپرد کر دو' حساب سے تمہارا جو کچھ نکلے گا سب ادا کر دیا جائے گا۔ (10 جولائی 1846ء)

ایجنٹ بہادر کو ایک تحریر بھیجی کہ ہم نے تل کٹورہ کا باغ ولی عہد بہادر کو دیا تھا' اب (ان کے انتقال کے بعد) شاہی املاک میں اس کو شامل کر دیا جائے۔ (23 فروری 1849ء)

معظم الدولہ ایجنٹ بہادر نے خدمتِ عالی میں عرضی بھیجی کہ تل کٹورہ باغ کے معاملے میں صاحب مجسٹریٹ بہادر نے لکھا ہے کہ جس وقت حضور کے آدمی پہنچ جائیں گے' ولی عہد مرحوم کے آدمیوں کا قبضہ اٹھوا کر شاہی دخل کرا دیا جائے گا۔ (2 فروری 1849ء)

(صاحب ایجنٹ کی عرضی کے مطابق) تل کٹورہ کا باغ ولی عہد مرحوم کے آدمیوں کے قبضے سے نکال کر شاہی قبضہ کرا دیا جائے گا مگر باغ کی آمدنی ولی عہد مرحوم کے قرض خواہوں کو دی جائے گی۔ (9 فروری 1849ء)

صاحب ایجنٹ کے پاس عدالت کے جج کا روبکار آیا کہ جواہر لال ٹھیکیدار باغ تل کٹورہ کے ذمے دو سو تیس روپے خرچ نالش کے ہوتے ہیں' بادشاہ سلامت کی طرف سے بھجوا دیئے جائیں۔ صاحب ایجنٹ نے روبکار کی نقل اپنے عریضے کے ساتھ خدمتِ عالی میں بھیج دی۔ (29 مئی 1849ء)

بادشاہ سلامت نے صاحب ایجنٹ کو لکھا کہ ولی عہد مرحوم کا سامان نیلام کرا کے قرض خواہوں کا قرضہ ادا کر دیا گیا' اب باغ تل کٹورہ کی نالش اور ہائی کورٹ کی فیس کے دو سو تیس روپے ادا کرنے باقی رہے۔ یہ روپیہ کہاں سے دیا جائے؟ صاحب ایجنٹ نے جواب میں لکھا کہ حضور کو اختیار ہے' عدالت کا زرِ خرچہ تو بھیجنا ضروری ہے۔ (26 جون 1849ء)

تل کٹورہ باغ کے مقدمے کے مصارف کے چار سو ساٹھ روپے ایجنٹ کی استدعا کے موافق اعلیٰ حضرت نے ایجنٹ آفس کو بھیج دیئے۔ صاحب ایجنٹ نے ہیرالال وکیل کو مختانے کے دو سو تیس روپے دے دیئے' باقی دوسرے مصارف۔ (14 اگست 1849ء)

حویلی حیدر قلی خاں کی اراضی

شاہی روبکار صاحب ایجنٹ کے پاس آیا کہ چودھری نین سکھ نے حویلی حیدر قلی خاں کی اراضی کی بابت عدالت میں چارہ جوئی کی ہے۔ سرکاری وکیل کو ہماری طرف سے مقدمے کی پیروی کرنے کا حکم بھیج دیا جائے۔ حسبِ ہدایت صاحب ایجنٹ نے ہیرالال وکیل کو حکم بھیج دیا۔ (17 مئی 1849ء)

صاحب ایجنٹ نے بادشاہ سلامت کی خدمت میں عریضہ بھیجا کہ حویلی حیدر قلی خاں کی زمین کے متعلق شاہی ملکیت کا ثبوت کیا ہے' تحریر فرمایا جائے۔ (19 جون 1849ء)

شاہی وکیل نے صاحب ایجنٹ کا پیام حضورِ والا سے عرض کیا کہ اعلیٰ حضرت نے اب تک حویلی حیدر قلی خاں کی ملکیت کا ثبوت عدالت میں پیش نہیں کیا' سیشن جج سے دعویٰ خارج ہو جائے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ عدالت سے مسعود النسا بیگم کے نام سمن بھیجا گیا تھا' حضورِ انور نے فیض النسا بیگم کی اطلاعی مُہر ثبت کرا کے بھیج دیا۔ (29 جون 1849ء)

بادشاہ کی طرف سے حویلی حیدر قلی خاں کی زمین کی ملکیت کا تحریری ثبوت ایجنٹ آفس میں پہنچ گیا۔ صاحب ایجنٹ نے تحریر ہائی کورٹ کو بھیج دی اور ہیرالال اور تفضل حسین کو لکھ دیا کہ سرکار کی طرف سے پیروی کرو۔ (3 جولائی 1849ء)

اعلیٰ حضرت کا روبکار آیا کہ نین سکھ والے مقدمے کی اپیل ہائی کورٹ میں کر دی جائے۔ حسب الحکم صاحب ایجنٹ نے ہیرالال وکیل کو مامور کر دیا۔ (31 جولائی 1849ء)

باب ہشتم

انگریز اور شاہِ دہلی

آپس میں عزت و وقار کا مسئلہ

انگریز اثنائے راہ میں شاہی تعظیم سے مستثنیٰ

معظم الدولہ بہادر کی اس مضمون کی عرضی پیش ہوئی کہ راج پورہ کی چھاؤنی کے افسروں سے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ جب بادشاہ سلامت کی سواری درگاہِ قطب صاحب کی طرف جا رہی تھی تو کپتان سلاک صاحب بھی کہیں اس راستے سے گزر رہے تھے۔ شاہی چوبداروں اور سپاہیوں نے زبردستی ان کو گھوڑے سے اتار دیا اور پیادہ کر کے کہا کہ شاہی آداب ملحوظ رکھو اور سلام و مجرا بجالاؤ۔ انہوں نے ہرچند کہا کہ جب سے راس صاحب بہادر کا مقدمہ ہوا ہے' صدر دفتر سے فیصلہ ہو گیا ہے کہ انگریزوں کو اثنائے راہ میں توہین آمیز طریقے کے ساتھ بادشاہ سلامت کی تعظیم و تکریم کے لئے مجبور کرنا نہایت نازیبا ہے کیونکہ اس سے بادشاہ سلامت کی کسرِ شان ہوتی ہے مگر کسی نے ایک نہ سنی۔ ایسے لوگوں کو سزا دینی چاہئے کہ پھر کبھی اس قسم کی نامناسب حرکت کے مرتکب نہ ہوں۔ یہ سن کر بادشاہ سلامت نے اسد علی خاں کپتان اور آغا حیدر ناظر کو طلب فرما کر حکم دیا کہ تحقیقات کر کے رپورٹ کرو تاکہ زیادتی و ظلم کرنے والوں کو سزا دی جائے۔ (10 اکتوبر 1845ء)

پہرے داروں کی نامناسب روک ٹوک

محبوب علی خاں خواجہ سراکو........ فرمایا کہ رات کو ہم سیرو شکار کے واسطے جائیں گے۔ شکار کے لئے سرائے پختہ کو پسند اور منتخب کیا ہے جو دریائے ہنڈن کے پاس واقع ہے۔ تم تمام خیمے بحفاظت تمام بھیج دینا اور سپاہیوں کو پہرہ دینے کی تاکید کرنا۔ صاحب سیکرٹری بہادر کو اطلاع دی گئی کہ پل گھاٹ کے پہرہ دینے والوں کو خبر دے دی جائے کہ وہ مزاحمت نہ کریں۔ (2جنوری 1846ء)

بادشاہ سلامت سیرو تفریح اور شکار کی غرض سے دریائے جمنا کی طرف تشریف لے گئے تھے۔ آتے جاتے وقت ملازمان شاہی کے ساتھ پل کے پہرے داروں نے روک ٹوک کی' اس لئے بادشاہ سلامت نے قلعہ کے پہرے دار کے نام یہ حکم جاری کیا کہ ملازمانِ شاہی کے ساتھ یہ طرزِ عمل بالکل نامناسب ہے۔ متعلقہ افسر کو لکھ دیا جائے کہ وہ عملے کے ماتحت لوگوں کو ہدایت کردے کہ آئندہ بادشاہ سلامت کے آدمیوں کے ساتھ پل پر آتے جاتے وقت مزاحمت نہ کی جائے۔ (30اکتوبر1846ء)

صاحب ایجنٹ کی خوشی' ہماری خوشی

دفتر میں شاہی حکم نافذ ہوا کہ ہر کام نواب معظم الدولہ بہادر کے مشورے اور رائے سے کیا جائے اور کسی صورت میں کسی دفتر کے آدمی سے ایسا فعل سرزد نہ ہو جو نواب معظم الدولہ کی ناخوشی کا باعث ہو اور تمام معاملات کو اس خوبی و عمدگی سے انجام دیا جائے کہ رعایا میں سے بھی کسی کو شکایت کا موقع نہ ملے اور ارا کینِ سلطنت اور سلطنت کا مفاد بھی مدنظر رہے۔ (7 اگست 1846ء)

بادشاہ کے مراتب کی برقراری کا انگریزی فرمان

خبر ہے کہ بادشاہ انگلستان کی عدالت سے فرمان جاری ہوا ہے کہ بہادر شاہ خلد اللہ ملکہٗ کے مرتبہ و اعزاز میں کسی قسم کی کمی نہ ہونے پائے اور حضور بادشاہِ دہلی کے لئے قدیم دستور کے موافق تمام معمولات شاہی کا سرانجام ہوتا رہے۔ (12مارچ 1847ء)

انگریزوں کے لئے شاہی آداب کی حدود

حضور بادشاہ سلامت نے لفٹنٹ گورنر آگرہ کو اپنا ادب و احترام نہ ہونے کی شکایت لکھی تھی۔ جواب آیا کہ سب انگریزوں کو اطلاع دے دی گئی ہے کہ شاہی محل کے نیچے قدیم سڑک پر جس کا آمنا سامنا حضور سے ہو جائے وہ شاہی آداب بجالائے گا۔ اس تحریر سے حضور خوش ہو گئے۔ (یکم جنوری 1849ء)

رات گئے سپاہیوں کی کمربستہ حاضری کا مسئلہ

بادشاہ سلامت نے تاج محمد دربان کو بلا کر حکم دیا کہ ریزیڈنٹ بہادر کے پاس جاؤ اور ہماری طرف سے کہو کہ آج ظہر کے وقت حضورِ انور قطب صاحب کے درگاہ میں تشریف لے جائیں گے اور تین گھڑی رات گزرنے پر قلعہ معلیٰ میں واپس تشریف لائیں گے' ہمارے آتے جاتے وقت سپاہیوں کی کمپنی اور توپ خانے کا انتظام ہونا چاہیے۔ تاج محمد نے حضورِ انور کی طرف سے یہ پیغام ریزیڈنٹ بہادر کے پاس پہنچا دیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ بات خلافِ قانون ہے کہ تین گھڑی رات گزرنے کے بعد سپاہیوں کو کمربستہ حاضر ہونے کا حکم دیا جائے۔ تاج محمد نے جب یہ خبر پیش گاہِ خسروی میں بیان کی تو حکم ہوا کہ جاؤ' ریزیڈنٹ سے جا کر کہو کہ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے جو خلافِ قانون ہو' حضرت والد مرحوم کے وقت میں ہمیشہ کمپنی کے سپاہی رات کو کمر باندھ کر حاضر ہوا کرتے تھے۔ دربان نے پھر ریزیڈنٹ بہادر کے پاس جا کر فرمانِ شاہی پہنچایا۔ ریزیڈنٹ نے کہا کہ اچھا' فرمانِ شاہی کی تعمیل کی جائے گی۔ (26 مارچ 1847ء)

سپاہیوں کو غیر معمولی انتظار کروانے پر اعتراض

قطب صاحب میں قیام کے وقت حضورِ والا نے دربان کی زبانی ایجنٹ کو اطلاع کر دی تھی کہ بدولت دو گھڑی دن رہے قلعۂ معلیٰ پہنچ جائیں گے' سلامی کے لئے توپ خانہ اور انگریزی کمپنی بھیج دی جائے۔ حسبُ الحکم مقرر وقت پر کمپنی اور توپ خانہ قلعہ سے باہر پہنچ گیا مگر حضورِ والا کی سواری دوپہر کی بجائے رات گئے قطب صاحب سے قلعہ میں آئی۔ سخت گرمی اور تاریکی تھی' سپاہیوں کو غیر معمولی انتظار کے سبب بہت تکلیف اٹھانی پڑی۔ چھاؤنی کے کمان افسر نے سپاہیوں کی تکلیف کی اطلاع صاحب ایجنٹ کو دی اور ایجنٹ نے شاہی خدمت

سوانح

خلاصه اخبار اطراف

مورخه یکم ماه جون ۱۸۴۹ء

حضرت محمد ابوظفر بهادر شاه غازی در قلعه رونق افزا اند دریافت شد که
سواری حضور والا یکپاس شب رفته از قطب داخل قلعه شده بود حضور والا منش از
آمدن قطب زبانی دربان معظم الدوله صاحب بهادر کلکتر فرستاده بودند که بر دو گهر روز
باقیمانده سواری حضور داخل قلعه خواهد گردید توپخانه و کوتنی انگریزی برای سلامی حاضر دارند
حسب حکم توپخانه و کوتنی و دو صاحب افسر از دو گهر روز مانده بیرون قلعه کمر بسته حاضر شدند
و سواری یکپاس شب رفته از قطب آمد در آن صورت به صاحبان افسر و تلنگان کوتنی
بسیار تکلیف گردید که تا یکپاس بانتظار آمدن سواری حضور برای فرود نمودن سلامی
درین گرمی و تاریکی شب ایستاده ماندند افسران چپاو بر باقی ... صاحبان کلان

خلاصه اخبار اطراف (یکم جون 1849ء)

میں عریضہ بھیجا کہ فوج کو اتنی تکلیف دینی حضور کی شان کے مناسب نہیں ہے۔ حضورِ والا نے جواب میں تحریر فرمایا کہ بہتر ہے۔ (یکم جون 1849ء)

شاہی فیل بانوں کو انگریزی سواری کے احترام کا حکم

صاحب مجسٹریٹ نے لکھا تھا کہ شاہی ہاتھی اگر کسی شادی، غمی یا میلے وغیرہ میں جائیں تو فیل بان نہایت ہوشیاری سے ان کو لے جائیں، پبلک کو نقصان نہ پہنچے۔ صاحب ایجنٹ نے اپنے عریضے کے ساتھ مجسٹریٹ کی تحریر کی نقل شاہی خدمت میں بھیج دی۔ اعلیٰ حضرت نے مجسٹریٹ کی تحریر کے موافق فیل خانے کے داروغے کو تاکید کر دی اور حکم دے دیا کہ اگر کسی ہاتھی کے سامنے راستے میں کسی انگریز کی سواری آجائے تو فیل بان ہاتھی کو علیحدہ کر لے۔ (14 اگست 1849ء)

ریزیڈنٹ دہلی کے شاہی تعظیم کرنے پر نائب کا ردِ عمل

(چارلس مٹکاف بنام گورنمنٹ) "میں اس پالیسی کے ساتھ موافقت نہیں کرتا جو سیٹن صاحب نے خاندانِ شاہی کے ساتھ اختیار کر رکھی ہے۔ جو شخص برٹش گورنمنٹ کی طرف سے دہلی میں حکمرانی کے لئے مقرر ہو وہ بادشاہ کی تعظیم اس طرح کرتا ہے جس سے بادشاہی قوت کے بیدار ہونے کا اندیشہ ہے حالانکہ ہم اس کو ہمیشہ کے لئے سُلا دینا چاہتے ہیں۔ ہمارا یہ مقصود نہیں ہے کہ بادشاہ کو بادشاہی کے دوبارہ اختیار و اقتدار حاصل ہوں اس لئے ہم کو ایسی حرکتیں نہیں کرنی چاہئیں جس سے اُس کے دل میں اپنی بادشاہی حاصل کرنے کی تمنا پیدا ہو۔ اُس کا ادب اُس کی شان کے موافق کرنا چاہیے، اس کو خوش و خرم اور آرام و آسائش سے رکھنا چاہیے۔ اگر ہم نہیں چاہتے ہیں کہ اس کی حکومت کو پھر دوبارہ قائم کریں تو ہم کو چاہیے کہ بادشاہی کا خیال اُس کے خواب میں بھی نہ آنے دیں۔" (بحوالہ "دہلی کی جان کنی" ص 10-11)

انگریز خاص موقعوں پر نذریں دینے کا سلسلہ پھر جاری کریں

اعلیٰ حضرت نے انگریزی اور فارسی میں ایک خط گورنر جنرل کو بھیجا کہ عید اور نوروز اور خوشی کی تقریبات پر بادشاہ کا نذریں لینا ہمیشہ کا دستور تھا، لارڈ ایلن برا نے اس کی ممانعت

کردی۔ اس وقت سے نذریں لینی بند کردی گئیں۔ آپ اگر دستورِ قدیم کے مطابق بند شدہ سلسلہ پھر جاری کردیں تو بہتر ہوگا۔ (4 اکتوبر 1849ء)

نقرئی تخت تہ خانے کی زینت

(مکند لال سیکرٹری بادشاہ سلامت نے مقدمہ بہادر شاہ ظفر میں بیان دیا کہ) دیوانِ خاص میں قدیم سے ایک نقرئی تخت رکھا ہوا تھا جس پر بادشاہ ایسے (خلعت وانعام کے) موقعوں پر بیٹھا کرتے تھے لیکن 1842ء میں لفٹنٹ گورنر نے جب بادشاہ کے تحائف اور نذریں لینے کو ممنوع قرار دیا تو یہ تخت بھی بادشاہ کی نشست گاہ کے تہ خانے میں بند کردیا گیا۔ اس وقت سے یہ تخت 12 مئی (1857ء) تک بے کار رہا اور اس روز اسے پھر باہر نکالا گیا جس پر بادشاہ پھر بیٹھنے لگے۔ (مقدمہ بہادر شاہ ظفر صفحہ 104)

بے اختیار و مجبور بادشاہ اور شہزادے

چونگی ملازم شاہی ملازموں پر حاوی

دواخانے کے داروغے نے آکر عرض کیا کہ شاہی ملازم جب قند اور شکر لینے کے لئے شہر میں جاتے ہیں تو چونگی کے ملازم بازپرس کر کے پریشان کرتے ہیں۔ قلعہ دار کو حکم دیا گیا کہ چونگی کے افسر کو ایک چٹھی لکھ دو کہ معافی کے پروانے موجود ہیں' پھر یہ مزاحمت خواہ مخواہ کیوں کی جاتی ہے؟ اِس کا انتظام ہونا چاہیے۔ (یکم اگست 1845ء)

جج دہلی کی دست اندازی کے خلاف شکایت

اہل کارانِ دفتر کو حکم دیا گیا کہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر آگرہ کے نام اس مضمون کا ایک خط لکھا جائے کہ صاحب جج بہادر دہلی کے نام حکم بھیج دیجئے کہ وہ ان علاقوں میں دست اندازی نہ کریں جو شاہی تولیت میں ہیں۔ ان علاقوں پر اُن کی دست اندازی بالکل ناجائز ہے۔ (28 اگست 1846ء)

سرزمینِ قلعہ کا مجرم حوالے کیا جائے

بیگم مرزا اقتدار بخت کی لونڈی کو قلندر بخش اور اس کے بدمعاش قیدی بھگا کر لے گئے ہیں اور اس کے پاس تین ہزار کا زیور بھی ہے۔ اس کی نسبت صاحب کلاں بہادر کو لکھا کہ عدالتِ فوجداری میں اس کی تحقیقات عمل میں لائی جائے اور چونکہ یہ واقعہ ایسی سرزمین پر واقع ہوا ہے جہاں بادشاہی عمل دخل ہے اس لئے سزا دینے کے لئے مجرم کو اراکینِ سلطنت کے حوالے کردیا جائے۔(2 اکتوبر 1846ء)

شہزادے کا صاحب ایجنٹ کے نام عطیہ نامقبول

مرزا محمد شاہ رخ بہادر نے ایک قطعہ ماہی شکار' صاحب کلاں بہادر کی خدمت میں بھیجا۔ نواب صاحب نے اسے واپس کردیا اور کہلا بھیجا کہ حضورِ انور یا حضرت مرزا ولی عہد بہادر کے عطیہ کے سوا کسی اَور کا عطیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔(13 نومبر 1846ء)

شہزادہ جواں بخت لٹ گئے

محبوب علی خواجہ سرا کا عریضہ پہنچا کہ قدم شریف کے میلے سے جب مرزا جواں بخت بہادر واپس تشریف لا رہے تھے تو چند بدمعاشوں نے انگریزی سپاہیوں کی اعانت سے ان کو گھیر لیا' گھوڑا اور ایک بٹوہ جس میں تین اشرفیاں تھیں اور ایک چاندی کی ہیکل چھین کر لے گئے۔ بادشاہ سلامت نے یہ خبرِ وحشت اثر سن کر صاحب کلاں بہادر کے نام اطلاع بھیجی کہ ایسے بدمعاشوں کو قرار واقعی سزا دینی چاہیے۔ بادشاہ سلامت سے عرض کیا گیا کہ اس کارروائی کی نقل ایجنٹی کے محکمہ فوجداری میں بھی ضرور ارسال ہونی چاہیے تاکہ مناسب کارروائی عمل میں آسکے۔(19 مارچ 1847ء)

شاہی اراضی میں بغیر اجازت مندر کی تعمیر

بادشاہ نے ایجنٹ کو لکھا تھا کہ مول سنگھ وغیرہ ساکن کالستہ واڑہ نے شاہی اراضی میں ایک نیا مندر بلا اجازت بنالیا ہے' اس کو منہدم کرا دیا جائے۔ جواب آیا کہ یہ مذہبی معاملہ ہے' میں دخل نہیں دے سکتے۔ بادشاہ نے رحم علی مختار کو عدالتِ فوجداری میں پیروی کرنے کے

لئے مامور کردیا اور اطلاعی تحریر ایجنٹ کو بھیج دی۔ (12 جنوری 1849ء)

بوساطت ایجنٹ شاہی خط و کتابت کی مجبوری

پاک پٹن بھیجنے کے لئے ایک چٹھی شاہ سلیمان پیرزادہ کے نام ایجنٹ بہادر کے پاس بھیجی گئی۔ ایجنٹ بہادر نے جواب دیا کہ اِس وقت اضلاع پنجاب میں ہنگامہ برپا ہے' حضور یہ خط اپنے آدمی کے ہاتھ بھیج دیں۔ بادشاہ سلامت نے جواب بھیجا کہ میرے آدمی کے جانے سے قسم قسم کے شک پیدا ہوں گے۔ پہلے بھی آپ نے ہی بھیجا تھا' اب بھی آپ ہی بھیج دیجئے۔ ایجنٹ بہادر نے بادشاہ سلامت کے خط کے ساتھ اپنی چٹھی ہم رشتہ کر کے لاہور کے ایجنٹ کے پاس بھیج دی تاکہ خط پاک پٹن کو بھیج دیا جائے۔ (18 جنوری 1849ء)

پاک پٹن سے پیرزادہ شاہ سلیمان کا ایک خط بادشاہ سلامت کے نام آیا۔ ایجنٹ بہادر نے اپنی تحریر منتھی کر کے اس کو بادشاہ کے پاس بھیج دیا۔ (20 فروری 1849ء)

یہ بے پر کی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی

ایلیٹ صاحب چیف سیکرٹری گورنر جنرل بہادر کے پاس ایک تحریر نہال چند مختار ریاست پٹیالہ کے نام سے لکھی ہوئی پہنچی تھی۔ چیف سیکرٹری نے وہ تحریر ایجنٹ کمشنر دہلی کو بھیج دی۔ تحریر کا مضمون یہ تھا کہ انگریزوں نے بدعہدی کی' مہاراجہ رنجیت سنگھ والی لاہور کا عہد نامہ پھاڑ ڈالا' سکھوں کو ہلاک کیا' رانی صاحبہ کو اور لاہوری فوج کو اپنی عمل داری میں بھجوا کر نظر بند کردیا۔ ایسی بدعہدیوں کے ہوتے ہوئے ملتان فتح نہیں ہو سکتا۔ بادشاہِ دہلی نے کچھ سوار سکھوں کی کمک کے لئے بھرتی کئے ہیں اور راجگان راجپوتانہ کو لکھ دیا ہے کہ اپنی اپنی جمعیت لے کر تیار رہیں۔ جس وقت ہم سکھوں کی کمک لے کر پہنچیں تو تم بھی آجاؤ۔ ایجنٹ بہادر نے نہال چند مختار ریاست پٹیالہ کے بھائی کو اور بادشاہ سلامت کے نمائندے کو بلوا کر تحریر دکھائی۔ نہال چند کے بھائی نے کہا کہ نہال چند سرکار کا خیر خواہ ہے' ہمیشہ سرکاری فوج کو راشن کا سامان پہنچاتا ہے۔ بادشاہ سلامت کے نمائندے نے کہا کہ ہمارے حضور تو خود قرض دار ہیں' ایک حبہ بھی پاس نہیں ہے' سواروں کی بھرتی کس طرح کر سکتے ہیں؟ اور راجپوتانہ کے راجگان کو لکھ بھیجنے کے کیا معنی ہو سکتے ہیں؟ یہ تحریر بالکل غلط ہے۔ ایجنٹ بہادر نے فرمایا کہ بے شک تم سچ

کہتے ہو، کسی مخبر نے جھوٹی تحریر بھیج دی۔(18 جنوری 1849ء)

سرائے سونی پت: جس کی لاٹھی اس کی بھینس

صاحب کلکٹر پانی پت کی چٹھی آئی کہ سرائے سونی پت کو حضورِ والا جاگیر شاہی میں شمار کرتے ہیں، یہ غلط ہے۔ سرائے پر انگریزی سرکار کا قبضہ ہے، وہ شاہی جائداد نہیں ہے۔ چٹھی کی نقل خدمت عالی میں بھیج دی گئی (ایضاً)

کتلی عیسائی کی قلعہ میں آمد پر سرکاری اعتراض

ایجنٹ بہادر کا چپڑاسی حاضر ہوا اور عرض کیا کہ صاحب ایجنٹ نے دریافت کیا ہے کہ ایجنٹ اور کپتان قلعہ کی اجازت کے بغیر مسی کتلی عیسائی قلعہ کے اندر آیا تھا، وہ کس طرح حضور میں باریاب ہو سکا؟ ایجنٹ کا پیام سن کر سرکارِ والا نے بابو سورج نرائن سے کتلی کا حال دریافت کیا اور ایجنٹ کے چپڑاسی کی زبانی جواب بھیجا کہ کتلی عیسائی بابو سورج نرائن کا ملازم ہے، بابو نے قلعہ کے مکانوں کی سیر کرانے کے لئے اس کو بلایا تھا۔ اس کے بعد بادشاہ سلامت نے اپنے نمائندے کی زبانی ایجنٹ کو کہلا بھیجا اور بابو سورج نرائن نے خود ایجنٹ کی کوٹھی پر جاکر بھی کتلی کا حال کہہ دیا اور یہ بھی عرض کر دیا کہ اب عیسائی مذکور حضورِ والا کی ملازمت کا امیدوار ہے۔ ایجنٹ بہادر نے فرمایا کہ آئندہ کتلی قلعہ کے اندر آمدورفت نہ رکھنے پائے۔ بات یہ تھی کہ ولی عہدی کے متعلق جو انگریزی میں نوشت خواند ہوئی تھی، کتلی اس کو طول میں ڈالنا چاہتا تھا۔(6 مارچ 1849ء)

ٹھیکیدار کے سامنے شاہ بے بس

حضورِ والا کا شقہ آیا کہ قلندر بخش ٹھیکیدار خاص بازار ٹھیکے کی رقم داخل نہیں کرتا، اس کو پکڑ کر رقم مذکور دلوا دی جائے۔ ایجنٹ بہادر نے جواب بھیجا کہ اس کے متعلق کورٹ میں استغاثہ کیا جائے۔(ایضاً)

شہزادوں کی نقل و حرکت پر پابندیاں

ایجنٹ بہادر کو دربان کی زبانی کہلا کر بھیجا کہ مرشد زادہ مرزا حیدر سلطان شکار کھیلنے کے

لئے جمنا پار جانا چاہتے ہیں' پُل کے نگرانوں کو حکم بھجوا دیا جائے کہ کوئی شخص شہزادہ صاحب سے راہداری طلب نہ کرے اور بغیر راہداری کے پُل کے پار جانے میں مزاحم نہ ہو۔ (9 مارچ 1849ء)

تیمور شاہ نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ فدوی راجپوتانہ کی سیر کرنا چاہتا ہے' اجازت مرحمت فرمائی جائے اور سواری کے لئے ایک گھوڑا بھی عطا فرما دیا جائے۔ ارشاد فرمایا کہ ضلع غیر کو جانے کی انگریزی حکومت کی طرف سے ممانعت ہے' اجازت نہیں دی جا سکتی۔ (5 جون 1849ء)

حضورِ والا نے تیمور شاہ سے فرمایا کہ تم بلا اجازت لکھنؤ جانے کا ارادہ رکھتے ہو' یہ بات تمہارے حق میں اچھی نہ ہو گی۔ (19 جون 1849ء)

ناظرِ قلعہ کی عرضی پیش ہوئی کہ مرزا تیمور شاہ ولد مرزا جہانگیر مرحوم الہ آباد جانے کے لئے لکھنؤ کو روانہ ہو گئے۔ حضورِ والا عرضی سن کر بہت ناخوش ہوئے۔ (13 جولائی 1849ء)

صاحب ایجنٹ نے مرزا تیمور شاہ کے لکھنؤ جانے پر اعتراض کیا۔ اس پر اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جب شہزادوں کا اطراف ہند میں جانا اور مختلف رئیسوں سے بغیر اجازت کے ملنا پسندیدہ عمل نہیں ہے تو مرزا تیمور شاہ لکھنؤ کیوں گئے؟ ان کو فوراً واپس آ جانا چاہیے۔ (4 اگست 1849ء)

صاحب ایجنٹ کے مشورے کے موافق مرزا تیمور شاہ کو سوار کے ہاتھ خط بھیجا کہ تم خط دیکھتے ہی واپس آ جاؤ' ما بدولت کی خوشنودی اسی میں ہے۔ (20 جولائی 1849ء)

تیمور شاہ ولد جہانگیر شاہ مرحوم' جو لکھنؤ اور الہ آباد کو گئے تھے' حسبُ الحکم واپس آ گئے۔ (4 ستمبر 1849ء)

داروغہ بادشاہ سے بڑا

بادشاہ سلامت نے ایجنٹ کو لکھا کہ دریبے میں زینت محل بیگم کچھ دکانیں بنوانا چاہتی ہیں مگر باغ چاندنی چوک کا داروغہ مانع آتا ہے۔ صاحب ایجنٹ نے باغ کے داروغہ سے کیفیت طلب کی۔ (29 جون 1849ء)

ٹھیکیدار نے شاہی درخواست رد کر دی

حضورِ والا نے ایجنٹ کو روبکار بھیجا کہ ملبدولت مع بیگمات کے باغ (روشن آرا) میں فروکش ہیں اس لئے باغ کے داروغہ کو حکم دیا جائے کہ باغ کی حفاظت اور درستگی کے لئے مالیوں کی جگہ اُن کی عورتوں کو چند روز کے لئے تعینات کر دے۔ صاحب ایجنٹ نے جواب بھیجا کہ حکم کے مطابق میں نے داروغہ کو لکھا تھا مگر اس نے جواب دیا کہ باغ کا ٹھیکیدار ملک دعوی اس بات کو منظور نہیں کرتا۔ حضورِ والا نے ایجنٹ کی عرضداشت ملاحظہ فرمائی اور خاموش ہو گئے۔ (23 اکتوبر 1849ء)

قلعہ کی حکومت کا حدودِ اربعہ

(مقدمۂ بہادر شاہ ظفر میں سی بی سانڈرس قائم مقام کمشنر نے بیان کیا کہ بادشاہ سلامت نے) "1837ء سے دہلی کی فرضی حکومت حاصل کی لیکن اُن کا اقتدار خاص قلعہ والوں پر بھی نہیں تھا' البتہ اپنے مقربین کو خلعتِ فاخرہ اور خطابات دینے کی طاقت تھی۔ وہ اور ان کے اہلِ خاندان بے شک لوکل کورٹ سے بری تھے مگر گورنمنٹ عالیہ کے زیرِ نگیں تھے۔" (مقدمہ بہادر شاہ ظفر' صفحہ 97)

انگریزوں کو بادشاہ کی لاش سے خطرہ؟

(انگریز پادری سی۔ ایف۔ اینڈریوز ایک واقعہ تحریر کرتے ہیں:) "ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ شہنشاہ بہادر شاہ بیمار ہو گئے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس بیماری سے جانبر نہ ہو سکیں گے۔ برطانوی ایڈمنسٹریٹر نے صرف اس خیال سے کہ کہیں شہنشاہ کا انتقال ہوتے ہی حصولِ تخت کے لئے شہزادوں میں باہمی تنازعات شروع نہ ہو جائیں' قلعہ کے دروازوں پر سپاہیوں کی ایک پلٹن بٹھا دی جنہیں یہ احکام دے دیئے گئے کہ وہ ایک قدم آگے نہ بڑھیں اور نہ کسی اَور طرح سے مداخلت ہی کریں۔ قلعہ کے ملازمین نے بوڑھے بیمار بادشاہ کو اس واقعہ کی اطلاع دے دی۔ جب انہوں نے یہ خبر سنی تو برطانوی کمشنر کے نام' جو شہر کے باہر رہتا تھا' یہ پُروقار درخواست لکھ کر بھیجی:

"جناب عالی! کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ میری لاش انگریزوں سے جنگ

کرے گی؟ کیا مجھے اطمینان و سکون کے ساتھ مرنے کی بھی اجازت نہیں ہے؟"

ب کمشنر کو یہ پیغام ملا' اس نے معذرت کے ساتھ سپاہیوں کی پلٹن کو فوراً" واپس بلوا لیا اور رھا شہنشاہ تن تنہا چھوڑ دیا گیا۔" (تذکرہ ذکاء اللہ دہلوی' صفحہ 59)

باب نہم

ولی عہدی کے قضیّے اور فرنگی منصوبے

کچھ ذکر بہادر شاہ ظفر کی اپنی ولی عہدی کے مسئلے کا

مرزا جہانگیر کا فساد اور گرفتاری

(سرسید احمد خاں تحریر کرتے ہیں:) "نواب ممتاز محل نے' جو اکبر شاہ کی نہایت چہیتی بیوی اور مرزا جہانگیر اور مرزا بابر کی ماں تھیں' یہ بات چاہی کہ مرزا ابُوالظفر عرف مرزا ابن' جو سب سے بڑے بیٹے بادشاہ کے تھے اور جو اخیر کو بہادر شاہ ہوئے' ولی عہد نہ بنائے جائیں بلکہ مرزا جہانگیر ولی عہد ہوں۔ بادشاہ بھی اپنی چہیتی بیوی کی مرضی کے تابع تھے مگر حکام انگریزی اس کو جائز نہیں رکھتے تھے۔ مرزا جہانگیر نے فساد کرنا چاہا اور قلعہ میں کچھ مسلح آدمی جمع کیے۔ اس زمانہ میں مسٹر سیٹن ریزیڈنٹ تھے' وہ مرزا جہانگیر کے سمجھانے کو قلعے میں گئے۔ مرزا جہانگیر نے ان پر تمنچہ کی گولی چلائی۔ وہ بچ گئے اور ان کی ٹوپی میں گولی لگی۔ وہ واپس آئے اور مرزا جہانگیر نے قلعہ کے دروازے بند کر لیے۔ مسٹر سیٹن ریزیڈنٹ تھوڑی سی فوج لے کر گئے۔ قلعہ کا دروازہ اکھاڑ کر اندر گھس گئے اور مرزا جہانگیر کو گرفتار کر کے قلعہ الہ آباد میں رہنے کے لئے روانہ کر دیا۔" (سیرت فریدیہ' ص 22)

بہادر شاہ ظفر کا تقرر

(انگریز مؤرخ سپئیر تحریر کرتے ہیں:) "مرزا ابو ظفر بہادر شاہ کے لقب سے اکبر کے

جانشین مقرر ہوئے۔ عام مغل روایات کے برخلاف وہ اپنے والد کا انتخاب نہیں تھے۔ اکبر نے کئی دفعہ جہانگیر کے مقابلے میں ان کا پتا کاٹنے کی کوشش کی' ان پر غیر فطری حرکات کے مرتکب ہونے کا الزام لگایا۔ جہانگیر نے ان کو کم از کم دو دفعہ زہر دینے کی کوشش کی لیکن بہرحال ابو ظفر فرزندِ اکبر تھے اور برٹش گورنمنٹ نے ان کے اس حق کو تسلیم کیا۔ (بحوالہ "بہادر شاہ ظفر" ص 44)

مرزا فخرو بمقابلہ مرزا جواں بخت

تخت نشینی کے موقع پر ولی عہد جدید مرزا دارا بخت کو نذر

چھ گھڑی رات باقی تھی کہ طامس مٹکاف سوار ہو کر قلعے میں تشریف لائے' مرزا ولی عہد بہادر ابو ظفر کو تخت سلطنت پر جلوس کرایا' ایک سو بیس اشرفیاں نذر کیں اور پانچ اشرفیاں ولی عہد جدید مرزا دارا بخت کو نذر کیں۔ (جامِ جہاں نما کلکتہ' 25 اکتوبر 1837ء' بحوالہ "بہادر شاہ ظفر" ص 45)

دارا بخت کا انتقال

مرشد زادہ مرزا دارا بخت ولی عہد بہادر چند روز سے نزلہ' کھانسی اور بخار میں مبتلا تھے بتاریخ 11 جنوری (1849ء) پچھلی رات کو بتقضائے الٰہی اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ ولی عہد کی بیماری کی فکر میں حضور نے کئی روز سے نہ دربار کیا تھا' نہ سواری کی تھی۔ آج اندر سے رونے پیٹنے کی آواز آئی تو بہت غمگین ہو گئے۔ حسبُ الحکم شاہی سردار مع جلوس جنازے کے ساتھ گئے اور میت کو چراغ دہلی میں دفن کیا گیا۔ (12 جنوری 1849ء)

زینت محل اور تاج محل ولی عہد کے گھر میں عزاداری کے لئے گئیں۔ ایجنٹ بہادر نے اس مضمون کا عریضۂ تعزیت بھیجا کہ بندہ پاؤں کے درد کی وجہ سے حاضر ہونے سے معذور ہے مگر قلعدار یعنی لال قلعے کا پہرے دار کپتان ماتم پرسی کے لئے خود حاضر ہوا تھا۔ بادشاہ سلامت کی طرف سے غلام عباس نے آکر کمشنر بہادر سے کہا کہ ولی عہد مرحوم کی عمر کے مطابق توپ

کے ستاون فیر کرا دیئے جائیں اور تلنگوں کی کمپنی جنازے کی سلامی کے لئے قلعہ کے نیچے بھیج دی جائے۔ ایجنٹ بہادر نے ایک چٹھی چھاؤنی کے کمانیر کے نام لکھ دی اور ایک چٹھی قلعدار کو لکھ دی کہ ولی عہد مرحوم کے جنازے کے ساتھ جامع مسجد تک جانا مناسب ہے۔ (16 جنوری 1849ء)

ولی عہد کے انتقال پر فرنگی منصوبہ

جمعرات کی صبح کو ولی عہد سلطنت شہزادہ دارا بخت کا انتقال ہو گیا اور اُن کے بعد فخر الدین ولی عہدِ سلطنت قرار پائیں گے۔ ہمارے پاس اس امر کے یقین کرنے کے وجوہ ہیں کہ شاہی گھرانے کا حقِ جانشینی ان کے بعد ختم ہو جائے گا اس لئے انفرادی طور پر ان سے اس کی ذمہ داری کرلی گئی ہے اور ایسی ذمہ داری اَور کسی فردِ خاندان سے نہیں کی گئی۔ ہم صدقِ دل سے اعتماد کرتے ہیں کہ صورتِ حالات در حقیقت ایسی ہی ہے اور یہ کہ ہماری حکومت بادشاہ کے انتقال پر خاندان کو منتشر کرنے کا معقول انتظام کرے گی اور گزارے کے لئے مناسب پنشن کا بندوبست کرے گی۔ (دہلی گزٹ' 13 جنوری 1849' بحوالہ "غدر کے صبح و شام"' ص 27)

بادشاہ کی طرف سے مرزا جواں بخت کی نامزدگی

بادشاہ سلامت لال قلعے میں رونق افروز ہیں۔ معظم الدولہ ایجنٹ بہادر کو زبانی پیام بھیجا کہ زینت محل بیگم' احمد قلی خاں کی بیٹی ہیں اور احمد قلی خاں احمد شاہ درانی' شاہِ کابل' کے خاندان میں ہیں لہٰذا زینت محل بیگم کی اولاد کو بادشاہت کا استحقاق ہے' اس لئے بیگم مذکور کے بیٹے مرزا جواں بخت کو ولی عہد بنا دیا جائے۔ ایجنٹ کا جواب آیا کہ صدر آگرہ کو رپورٹ کر دی گئی ہے' جو حکم آئے گا ویسا ہی کیا جائے گا۔ (18 جنوری 1849ء)

بادشاہ سلامت قلعے میں تشریف فرما ہیں۔ معظم الدولہ ایجنٹ بہادر کی عرضی آئی کہ حضورِ والا نے مرزا جواں بخت کو ولی عہد بنوانا چاہا ہے' میں اس کے متعلق کچھ عرض نہیں کر سکتا' حکام صدر کو اختیار ہے۔ حضورِ والا نے مرزا جواں بخت کی درخواست کے ساتھ اپنا ڈی - او لفٹنٹ گورنر بہادر آگرہ کے پاس بھیج دیا ہے۔ (23 جنوری 1849ء)

مرزا فخرو کی اپنے لئے بھاگ دوڑ

شہزادہ مرزا فخرالدین کا نمائندہ لفٹنٹ گورنر بہادر آگرہ کے نام کا ایک لفافہ' جس میں ولی عہدی کی بابت درخواست تھی' لے کر حاضر ہوا اور ایک خط صاحب ایجنٹ کے نام بھی اس مضمون کا لایا کہ اس لفافے کو آگرہ روانہ کر دیا جائے۔ خط کے ساتھ یہ شعر بھی لکھا تھا:

سپردم بتو مایہ خویش را   تو دانی حساب کم و بیش را

ملاحظہ کے بعد لفافہ آگرے کو روانہ کر دیا اور جس کاغذ پر شعر لکھا تھا اس کو صاحب ایجنٹ نے اپنے پاس رکھ لیا۔ (26 جنوری 1849ء)

فالو اَپ!

اطلاع ملی کہ مرزا فخرالدین نے ایجنٹ بہادر کو خط بھیجا ہے کہ میں نے اپنے مطالبات کے متعلق ایک لفافہ آپ کی معرفت لفٹنٹ گورنر بہادر کو بھیجا تھا' اگر اس کا جواب آگیا ہو تو مطلع فرمائیے۔ (27 فروری 1849ء)

ملکہ زینت محل کے والد نواب احمد قلی خاں' ایجنٹ بہادر کی خدمت میں آئے اور کہا: "حضور بادشاہ سلامت نے دریافت فرمایا ہے کہ بہت عرصہ ہوا' آپ نے مرزا جواں بخت کی ولی عہدی کی نسبت آگرہ کو رپورٹ بھیجی تھی' اس رپورٹ کا آگرہ سے کیا جواب آیا؟" ایجنٹ بہادر نے کہا کہ ابھی تک کوئی جواب نہیں آیا ہے۔ (16 مارچ 1849ء)

شاہی وکیل نے عرض کیا کہ صاحب ایجنٹ دوپہر کو حاضر خدمت ہوں گے۔ بادشاہ سلامت نے حکم دیا کہ ولی عہد مرحوم کے زنانے کے تمام دروازے بند کر دیئے جائیں' ایسا نہ ہو کہ ایجنٹ کے آنے کے وقت ولی عہد مرحوم کے متعلقین کچھ واویلا مچائیں۔ تھوڑی دیر کے بعد صاحب ایجنٹ کپتان قلعہ کے ساتھ آگئے۔ بابو سورج نرائن نے استقبال کیا۔ چوبداروں نے بلند آواز سے کہا: "جہاں پناہ بادشاہ سلامت!"۔ دونوں طرف سے مزاج پرسی ہوئی۔ شاہی وکیل نے بادشاہ کی طرف سے کہا کہ ولی عہد مرحوم کے لواحقین اپنی پرورش کے لئے کچھ واویلا مچانی چاہتے تھے اس لئے ہم نے تمام بیگمات کی ڈیوڑھیاں بند کرا دیں۔ صاحب ایجنٹ نے جواب دیا کہ اس کے متعلق میں نے گورنر آفس کو لکھا ہے۔ حضورِ والا نے فرمایا کہ ولی عہدی

کے متعلق کیا جواب آیا؟ ایجنٹ نے کہا کہ ابھی کوئی حکم نہیں آیا' جس وقت آئے گا' فوراً" خدمتِ عالی میں عرض کروں گا۔ (3 جولائی 1849ء)

صاحب ایجنٹ شاہی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شاہی سٹاف نے استقبال کیا۔ صاحب نے اعلیٰ حضرت سے کچھ دیر ولی عہدی کے متعلق گفتگو کی اور چلے گئے۔ (4 اگست 1849ء)

اصالت کا مسئلہ

معلوم ہوا ہے کہ بادشاہ سلامت نے اپنے بیٹے مرزا فخرالدین کی نسبت ایجنٹ کو لکھا تھا کہ فخرو کم اصل ہے (یعنی اس کی ماں اچھے خاندان کی نہیں ہے) اور جواں بخت اصیل ہے (کیونکہ اس کی ماں ملکہ زینت محل' احمد شاہ ابدالی کی اولاد میں سے ہے) لہٰذا جواں بخت کو ولی عہد مقرر کرنا چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جب مرزا فخرو کو اس کی خبر ہوئی کہ میری اصالت کی نسبت بادشاہ نے ایجنٹ کو ایسا لکھا ہے تو اس نے ایجنٹ کو لکھا کہ میری اصالت تو سب کو معلوم ہے مگر جواں بخت زینت محل بیگم کے پیٹ سے ہے جو احمد قلی خاں کی بیٹی ہے' اور قلی مزدور کو کہتے ہیں۔ (20 مارچ 1849ء)

مرزا فخرو کو ایجنٹ کی یقین دہانی

صاحب ایجنٹ شہزادہ فخرالدین کے مکان پر گئے تھے۔ ولی عہدی کی تنخواہ کا تذکرہ آیا تو ایجنٹ نے کہا کہ ولی عہد کے تقرر تک ایک ہزار پانچ سو بیس روپے ولی عہدی کی تنخواہ ولی عہد مرحوم کے لواحقین کو ملتی رہے گی۔ ولی عہد ہونے کا حق آپ کا ہے مگر بادشاہ سلامت آپ کو ولی عہد بنانا نہیں چاہتے۔ تاہم آئندہ کسی کو ولی عہدی ملے گی تو انگلستان سے آپ کو ملے گی۔ (10 اپریل 1849ء)

مرزا جواں بخت کی خود ساختہ ولی عہدی کے جلوس

عرض کیا گیا کہ شہزادہ مرزا جواں بخت درگاہ قدم شریف کو جائیں گے۔ زینت محل کے کہنے کے بموجب ولی عہدی کے جلوس کا سامان پچاس سوار اور چار شاہی نشان مقرر فرما دیئے اور احمد قلی خاں کو طلب فرما کر' کچھ سمجھا کر ایجنٹ بہادر کے پاس بھیج دیا۔ (6 فروری 1849ء)

قطب صاحب کے عرس کی تیاری کے لئے دو سو روپے مرزا جواں بخت کو عنایت کئے اور

ولی عہدی کے جلوس کے مطابق پچاس سوار' چار دستے سپاہیوں کے اور سات ہاتھی مرزا جواں بخت کے ساتھ جانے کے لئے مقرر کر دیئے۔ شہزادہ مذکور قطب صاحب میں روشنی کر کے واپس آ گئے۔ (9 فروری 1849ء)

ولی عہد مرحوم کے عملے نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو ہم لوگ مرزا جواں بخت کی اردلی میں رہیں۔ ارشاد فرمایا کہ سوچ کر حکم دیا جائے گا۔ (ایضاً)

آج جہاں پناہ نے ولی عہد مرحوم کی سواری کی پالکی اور عماری ملکہ زینت محل کے فرزند شہزادہ مرزا جواں بخت کو عنایت فرمائی۔ (16 مارچ 1849ء)

اطلاع ملی ہے کہ اعلیٰ حضرت نے انگریزی گورنمنٹ کی منظوری کے بغیر اپنی طرف سے مرزا جواں بخت کو ولی عہد مقرر فرمایا ہے' احکام بھی جاری کر دیئے ہیں' ولی عہدی کی ٹوپی اور جلوس بھی عنایت فرما دیا ہے۔ (14 اگست 1849ء)

اطلاع ملی کہ شہزادہ جواں بخت بڑی شان و شوکت اور شاہانہ جلوس کے ساتھ جامع مسجد کو جمعتہ الوداع کی نماز پڑھنے گئے۔ یہ کم سنی اور شاہانہ جلوس اور بزرگانہ وقار' راستے میں جو دیکھتا تھا خوش ہوتا تھا۔ (21 اگست 1849ء)

مرزا فخرو کی راج پورہ چھاؤنی میں سرگرمیاں

شہزادہ مرزا فخرالدین نے ہندو رائے مرہٹہ کو شکار کا ہرن اور جنرل پاور صاحب کمان افسر چھاؤنی راج پورہ کو نرگس کا گلدستہ بھیجا۔ (2 فروری 1849ء)

اطلاع ملی کہ مرزا فخرالدین نے جنرل صاحب سے راج پورہ کی چھاؤنی میں جا کر کچھ بات چیت کی اور دولت النسا کے مکان پر ہندو راؤ مرہٹہ سے اور ایک انگریز سے ولی عہدی کے متعلق کچھ مشورہ کیا۔ (31 جولائی 1849ء)

بادشاہ کی ایک پرانی ڈانٹ

بادشاہ سلامت نے ایک شقہ مرزا غلام فخرالدین کے نام اس مضمون کا روانہ کیا کہ تم راؤ ہندو راؤ اور حسین علی خاں کے ساتھ راج پورہ کی چھاؤنی میں انگریزوں کی کوٹھیوں پر آتے جاتے ہو' یہ حد درجہ نامناسب ہے۔ تم کو چاہیے کہ یہ طریقہ چھوڑ دو۔ تمہیں انگریزوں سے

ملنے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر آئندہ سننے میں آیا کہ تم انگریزوں سے ملاقات کے لئے آتے جاتے ہو تو تمہاری تنخواہ موقوف کردی جائے گی' اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرلو۔ (4 ستمبر1846ء)

مرزا فخرو کا "قرۃ العین" خطاب موقوف

اعلیٰ حضرت کو اطلاع ملی کہ کپتان قلعہ' شہزادہ مرزا فخرالدین کے پاس گئے تھے اور شہزادے صاحب نے ولی عہدی کے متعلق ان سے کچھ تذکرہ کیا تھا۔ یہ خبر سن کر حضورِ والا بہت ناخوش ہوئے' شہزادے کو سخت ست کہا اور فرمایا کہ نالائق انگریزوں سے ولی عہدی کی بابت خفیہ سازباز کرتا ہے۔ شہزادہ فخرالدین کو بادشاہ کی طرف سے خطوط میں "قرۃ العین" لکھا جاتا تھا' حضور والا نے ناراض ہو کر خطاب مذکورہ موقوف کردیا اور حکم دے دیا کہ کہ آئندہ دوسرے شہزادوں کی طرح مرزا فخرالدین کو بھی "برخوردار کامگار" لکھا جائے' اور نظارت کے عملے کو فرمان بھیج دیا کہ مرزا فخرالدین کے پاس آمدورفت نہ رکھیں' صرف دفتر کی ڈیوٹی انجام دیتے رہیں۔ (11 ستمبر1849ء)

بادشاہ نے جواں بخت کے لئے منت مانی

مرزا جواں بخت حضور کے چھوٹے صاحب زادے ہیں۔ حضور کو اُن سے محبت زیادہ ہے مگر ولی عہدی کے حق دار بڑے صاحب زادے ہیں۔ ابھی تک انگلستان سے ولی عہدی کے متعلق رپورٹ کا جواب نہیں آیا' وہاں کے جواب کا انتظار ہے۔ حضورِ والا نے ارشاد فرمایا کہ اگر جواں بخت کے نام کی منظوری آتی ہے تو بہت بہتر ہے' تمام درگاہوں کو نذر نیاز بھیجی جائے گی۔ (24 اگست1849ء)

ملکۂ انگلستان کی خوشامد کا انداز

بادشاہ نے مرزا جواں بخت کی ولی عہدی کے متعلق فارسی اور انگریزی میں ایک خط ملکہ معظمہ کو انگلستان بھیجا اور مرزا جواں بخت کے پنجے کا نشان بھی روانہ کیا اور لکھ دیا کہ یہ ہاتھ میں ملکہ کے ہاتھ میں دیتا ہوں اور دستگیری کی امید رکھتا ہوں۔ صاحب ایجنٹ نے جواب بھیجا کہ بہت خوب' حضورِ والا کا خط انگلستان بھیج دیا جائے گا۔ (4 ستمبر1849ء)

ہماری ملکہ معظمہ کو "چھوٹی بہن" نہیں "بڑی بہن" لکھو

بادشاہ کو صاحب ایجنٹ کی تلقین۔

ملکہ کو "چھوٹی بہن" لکھنے پر شاہی خط روک لیا گیا

صاحب ایجنٹ نے شاہی نمائندے سے فرمایا کہ حضورِ والا نے اپنے خط میں ملکہ معظمہ کو "چھوٹی بہن" کا القاب لکھا ہے' آپ حضور سے عرض کردیں کہ ملکہ معظمہ کو "بڑی بہن" کا القاب لکھیں' میں انگلستان کو خط بھیج دوں گا۔ شاہی نمائندے نے خدمتِ والا میں حاضر ہو کر صاحب ایجنٹ کا پیام عرض کردیا اور لوٹ کر صاحب ایجنٹ سے بادشاہ کی طرف سے کہا کہ سابق ملکۂ انگلستان نے بادشاہ جلال الدین اکبر کو بڑے بھائی کا القاب لکھا تھا اس لئے میں نے موجودہ ملکہ کو چھوٹی بہن کا القاب لکھا۔ صاحب ایجنٹ نے فرمایا کہ حضورِ والا نے خط کے ساتھ مرزا جواں بخت کے پنجے کا نشان بھی بھیجا ہے' درحقیقت اس سے کوئی فائدہ نہیں۔ مرزا جواں بخت ولی عہد نہیں ہو سکتے۔ ولی عہد ہونے کا حق مرزا فخرالدین کا ہے۔ بالآخر شاہی خط اور پنجے کا نشان انگلستان کو بھیجنا اس وقت ملتوی ہو گیا۔ (7 ستمبر 1849ء)

چونکہ بادشاہ نے ملکہ معظمہ کے نام "چھوٹی بہن" کے القاب کے ساتھ خط بھیجا تھا جس سے بادشاہ کا بڑا ہونا ثابت ہوتا تھا اس لئے گورنر جنرل نے شاہی خط کو انگلستان بھیجنے سے انکار کردیا (4 اکتوبر 1849ء)

مختون پر حقِ جانشینی سے نااہلی کا مسئلہ

(انگریز مؤرخ سرجان کے تحریر کرتے ہیں:) "ایک اعتراض جو سب سے بڑے موجود بیٹے کے حقِ جانشینی کے متعلق اٹھایا گیا' وہ بہت عجیب تھا۔ بادشاہ نے کہا کہ تیمور کے وقت سے اس کے خاندان کی یہ روایت چلی آرہی ہے کہ وہ شخص تخت پر نہیں بیٹھ سکتا جس کا کوئی عُضو کسی بھی طریقے سے کٹا ہوا یا مسخ شدہ ہو۔ فخرالدین مختون ہے' لٰہذا وہ نااہل ٹھہرتا ہے۔ اس اعتراض پر سخت زور دیا گیا اور یہ بھی کہا گیا کہ فخرالدین بدکردار شخص ہے۔ ان بیانات کا فوری اثر یہ ہوا کہ لارڈ ڈلہوزی نے فیصلہ کیا کہ وہ کچھ عرصہ کے لئے حقِ جانشینی کے مسئلہ کو تعطل میں ڈال دے اور دیکھے کہ اس کے حق میں حالات کیا رُخ اختیار کرتے ہیں!" (دی ہسٹری آف انڈین میوٹنی' ص8)

مرزا فخرو کی تقرری تا انتقال

اقرار نامہ ولی عہد بنام گورنمنٹ

حضور والا نے انتقال کے بعد انگریزی سرکار تیموریہ خاندان کی صدارت مع شاہی خطاب و دیگر لوازمات' ملکی 'مراتب کا لحاظ اور سواری کے موقع پر کمپنی کی توپوں کا حق مجھے دے گی۔ کمپنی کے ساتھ مندرجہ ذیل شرائط پر عمل ہو گا:

اول یہ کہ جو صاحب بھی گورنری کے منصب پر فائز ہو کر شاہ جہاں آباد تشریف لائیں گے' یہ بندہ ان کے ساتھ کسی قسم کا فرق اور تفاوت نہیں برتے گا۔

دوم یہ کہ یہ بندہ شاہ جہاں آباد کا قلعہ' جو قلعۂ مبارک کہلاتا ہے' اس کی سکونت چھوڑ کر جملہ سلاطین کے ساتھ خالی کر کے سرکار دولت مدار کے سپرد کر دے گا اور خود اپنی اولاد کے ساتھ جا کر خواجہ صاحب میں رہے گا لیکن وہاں بندے کے رہنے کے لئے سرکار کو ایک مناسب مکان تعمیر کرانا ہو گا۔

سوم یہ کہ تمام دیہات اور جاگیری املاک کا بندوبست انگریزی سرکار کے سپرد ہو گا۔ اس کا انتظام انگریزی سرکار کرے گی لیکن اس کی آمدنی کا حق بندے کو ہو گا۔ (3 جنوری 1852ء منقول از "بہادر شاہ ظفر" ص 93)

شرائط معاہدہ مابین مرزا فخرو و گورنمنٹ

(1) مرزا فخرو جب بھی گورنر سے ملیں گے' برابری کے رشتے سے ملیں گے۔

(2) شاہی زمینوں کا بندوبست برٹش گورنمنٹ کرے گی۔

(3) سلاطین کو قلعے سے نکال دیا جائے گا اور کسی جرم کا مرتکب ہونے پر ان پر عام عدالت میں مقدمہ چلایا جائے گا۔

(4) لال قلعہ خالی کر کے ولی عہد قطب صاحب چلے جائیں گے۔ (4 جون 1852ء منقول از "بہادر شاہ ظفر" ص 93)

زینت محل و جواں بخت کی بہبود کی فکر

(بادشاہ بنام گورنر جنرل) "اب ہماری عمر 80 سال سے متجاوز ہے اور محض گنتی کے دن زندہ رہنے کے لئے باقی ہیں۔ ہم عرصے سے اپنے خاندان کی فلاح و بہبود کے لئے کوشاں ہیں' خصوصاً" نواب زینت محل اور شہزادہ جواں بخت کے لئے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے بعد انہیں کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ ہمیں یقین ہے کہ کوئی شخص ان کی زندگی کے درپے نہ ہو گا اور ہم امید کرتے ہیں کہ ان کے وظائف اسی طرح جاری رہیں گے۔ تاہم احتیاط کے طور پر ہم جنابِ والا سے یہ گذارش کرنا چاہتے ہیں کہ ان لوگوں کے ساتھ منصفانہ رویہ قائم رکھا جائے۔" (16 مئی 1852ء منقول از "بہادر شاہ ظفر" ص 98)

تسلی و تشفی

(گورنر جنرل بنام بادشاہ) "حکومت برطانیہ ہمیشہ سب کے ساتھ انصاف کرتی ہے لہٰذا حضورِ والا خاطر جمع رکھیں کہ بیگم زینت محل اور جواں بخت کے ساتھ کوئی غیر منصفانہ سلوک نہیں کیا جائے گا اور نہ ان کے ساتھ کسی طرح کی دل آزاری کی جائے گی۔" (10 جون 1852ء منقول از "بہادر شاہ ظفر" ص 98)

سعی مزید برائے زینت محل و جواں بخت

بادشاہ نے گورنر جنرل کو ایک خط لکھا جس میں درخواست کی گئی تھی کہ ان کے انتقال کے بعد ان کی چہیتی بیگم نواب زینت محل اور ان کے بیٹے مرزا جواں بخت کو 3322 روپے اور 2077 روپے ماہانہ علی الترتیب وظیفہ دیا جائے۔ اس کے علاوہ بیگم کو چار گاؤں بھی عطا کئے جائیں۔ اس خط میں یہ بھی تحریر کیا تھا کہ شہزادہ جواں بخت کی شادی کے سلسلے میں جو رقم قرض لی گئی تھی' سرکار اس کی ادائیگی کا بندوبست کرے۔ یہ خط یکم جولائی 1852ء کو لکھا گیا تھا۔ گورنر جنرل کی طرف سے اس کا جواب 3 ستمبر 1852ء کو روانہ ہوا جس میں بادشاہ کو مطلع کیا گیا تھا کہ حکومتِ برطانیہ نے مرزا فخرو کو ولی عہد تسلیم کر لیا ہے۔ حضورِ والا نے جو مراعات بیگم اور شہزادہ جواں بخت کے لئے حاصل کرنی چاہی ہیں' ان کے بارے میں حضور کو خود ہی سمجھ لینا چاہیے کہ یہ مراعات دینی ممکن نہیں۔ (سرکاری کاغذات کا خلاصہ بحوالہ "بہادر شاہ ظفر" ص 97)

اقرار نامہ سعادت مندی

(ولی عہد بنام بادشاہ) "میں مرزا محمد سلطان فتح الملک شاہ بہادر اپنے پورے ہوش و حواس کے ساتھ .... اقرار کرتا ہوں اور یہ لکھ کر دیتا ہوں کہ اگر حضور قدرِ قدرت پیرو مرشد برحق جناب خلافت مآب اس کمترین غلامِ درگاہ آسماں جاہ پر توجہ' عنایت اور غلام نوازی کی نظر مبذول فرمائیں .... اور منصبِ ولی عہدی پر سرفراز فرمائیں تو اپنی تمام زندگی آپ کی اطاعت' غلامی' دوست خواہی اور فرماں برداری میں گزاروں گا اور اس میں بال برابر قصور کا مرتکب نہ ہوں گا اور حضور کے احکام کے خلاف کوئی عمل نہ کروں گا اور جناب عفت مآب حضرت والدہ صاحبہ ملکۂ دوراں نواب زینت محل بیگم صاحبہ مدظلہا کو اپنی والدۂ حقیقی سے زیادہ سمجھوں گا اور کوئی دقیقہ ان کی تابع داری' فرماں برداری اور ارادت کیشی میں فروگذاشت نہ کروں گا اور حضرت ظلِ سبحانی خلیفتہ الرحمانی و جناب والدہ صاحبہ موصوفہ کی رضامندی کو مثلِ خدا اور رسولؐ کی رضامندی کے تصور کروں گا اور والدہ صاحبہ اور برادرِ عزیز از جان مرزا محمد جواں بخت بہادر کی خوشنودی و فلاح و بہبود و رونقِ آبرو کو .... مقدم ترجانوں گا اور ان کی عزت و حرمت کو اپنے فرزندوں کی عزت و حرمت سے زیادہ سمجھوں گا' اور جان و دل سے ان کے حفظ و حمایت و فلاح کے لئے کوشاں رہوں گا اور کبھی بھی کسی برائی یا خلل یا خلش کا سبب نہیں بنوں گا اور اس عطیۂ عظمیٰ یعنی مرقوم الصدر عہدے کے حصول کو اپنے حق میں اللہ کا انعام سمجھوں گا اور اس عنایت اور بے پایاں احسان کے لئے درگاہِ الٰہی میں سجدۂ شکر ادا کروں گا۔ اگر خدانخواستہ مجھ سے کوئی عمل اپنی اس تحریر کے خلاف سرزد ہو تو میں اپنے اس جرم کے لئے درگاہِ الٰہی و رسالت پناہی و کلام اللہ شریف کے سامنے جواب دہ ہوں گا اور درگاہِ بادشاہ عالم پناہؒ کا مجرم ہوں گا اس لئے یہ چند کلمے ایک مکمل دستاویز کے طور پر لکھے ہیں کہ سند رہے اور وقتِ ضرورت کام آئے۔" (3 ستمبر 1852ء منقول از "بہادر شاہ ظفر" ص 95-96)

مزید یقین دہانیاں

(ولی عہد بنام بادشاہ) اصل دستاویزات کے حوالے سے اسلم پرویز تحریر کرتے ہیں:

"اِسی تاریخ کو مرزا فخرو نے بادشاہ کو جو دوسرا خط لکھا اس میں اس بات کی یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ بادشاہ پر جتنے بھی قرضے ہیں' خصوصاً" مرزا جواں بخت کی شادی کا قرضہ اور دوسرے تمسک اور اسٹامپ وغیرہ' ان سب کی ادائیگی کروی جائے گی۔ ساتھ اس بات کا یقین دلایا گیا تھا کہ والدہ صاحبہ (زینت محل بیگم) اور ان کے لواحقین کی منشا کے خلاف کوئی کام نہیں کیا جائے گا۔"

"اپنے تیسرے خط میں مرزا فخرو نے بادشاہ کو اِس بات کا یقین دلایا تھا کہ نواب زینت محل اور جواں بخت کی تنخواہیں اِسی طرح بحال رہیں گی اور انہیں کسی قسم کی پریشانی کا شکار نہ ہونے دیا جائے گا۔" (بہادر شاہ ظفر' ص 96)

ولی عہدی تسلیم

(بادشاہ بنام ولی عہد) "قرۂ باصرۂ خلافت وغرہ ناصیۂ سلطنت گوہرِ اکلیل عصمت و شہریاری' مہیں پور شوکت و جہانداری' فرزندِ دل بند' سعادت مند' مرزا محمد سلطان فتح الملک شاہ' ولی عہد بہادر اطال اللہ عمرۂ۔ حال میں سرکار کمپنی نے ولی عہدی کا منصب آپ کے لئے منظور کیا ہے۔ اس منصب بلند کا مقررہ مشاہرہ چار سال سے معرضِ التوا میں تھا' اب آپ کے نام جاری کردیا ہے۔ حضورِ اقدس وفورِ پرورش کے خیال سے مزید خوشی اور انبساط کے ساتھ آپ کی تنخواہ میں حسب ذیل اضافہ کرتے ہیں اور باغ تل کٹورہ پیشگانِ شاہی سے آپ کو مرحمت ہوا ہے' لہٰذا ارشاد ہوتا ہے کہ ایک ہزار آٹھ سو نو روپے ماہوار موجودہ یافت کے ساتھ اور اس کے علاوہ پانسو اٹھارہ روپے ماہانہ' جو چھ ہزار دو سو سولہ روپے سالانہ بنتے ہیں' جاگیرات سے سرکار طامس تھیافلس مٹکاف کی معرفت فصل بہ فصل اور سال بہ سال آپ پاتے رہیں گے۔ چنانچہ حضور کی طرف سے ایک شقہ مٹکاف صاحب کو لکھ دیا جائے گا اور باغ تل کٹورہ کی سند آپ کو دے دی جائے گی۔ موضع کیلہ اور موضع رائے پورہ بدستور آپ کے حوالے رہیں گے۔ اِن کے علاوہ آپ کے لئے ہر قسم کے نفع اور فائدے' عزت و حرمت کی افزائش اور درجات و مراتب کی ترقی کا خاص خیال رہے گا اور آپ کی پاسداری دوسرے نامور فرزندوں سے زیادہ ملحوظ رہے گی۔ ہر شخص کی شکایت آپ کے خلاف قبول نہ کی جائے

گی اور نہ مقرر کئے ہوئے وظیفوں میں کوئی فرق آئے گا۔ اقربا اور ملازموں کی پرورش بھی پہلے سے زیادہ ہو گی اور ظاہرا" یا باطنا" آپ کے متعلق کوئی رنج وملال حضور کے مزاج میں راہ نہ پائے گا اور آپ ہر صورت میں حضورِ والا کی روز افزوں نوازشوں کے مورد رہیں گے۔" (23 ستمبر1852ء' منقول از لیل و نہار لاہور' 12 مئی 1957ء' ص 21-22)

ولی عہد کی اچانک موت اور اس پر شکوک وشبہات

مرزا (فخرو) کو اشتہا معلوم ہوئی۔ اس نے جانا کہ خالی معدہ ہے' صفرا کے زور سے اشتہا ہوئی ہے۔ کچھ روٹی کھائی' یخنی پی لی تو استغراق کی زیادتی ہوئی جس سے نقاہت زیادہ ہوئی۔ کسی دوا نے کچھ اثر نہ کیا۔ نزع کی حالت طاری ہوئی۔ مرزا الٰہی بخش (خسر ولی عہد) نے حکیم احسن اللہ خاں کو بلوایا۔ انہوں نے حقنہ دلوایا جس سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ چھ بجے شام ولی عہد کا انتقال ہوا۔ گھر میں کہرام ہوا۔ بادشاہ کو بیٹے کے مرنے کی خبر ہوئی' بہت رنج ہوا۔ زینت محل نے اس کی تسلی' تسکین و تشفی کی۔ (روزنامچہ محل' 10 جولائی 1856ء بحوالہ "دی ہسٹری آف انڈین میوٹنی" حاشیہ ص 21)

(اس حوالے کے بعد مولوی ذکاء اللہ کی تاریخ انگلشیہ میں یہ تحریر ہے:) "ولی عہد کے معالج حکیم محمد نقی خاں تھے۔ اُن کی نسبت یہ مشہور ہوا کہ زینت محل سے مل کر دوا میں زہر ملا کر دے دیا لیکن یہ سب بازاری گپیں ہیں۔ اُس زمانے میں شہر میں ہیضہ پھیلا ہوا تھا' ولی عہد ہیضے ہی سے مرا تھا۔" (بحوالہ "بہادر شاہ ظفر" ص 171)

مرزا قویش بمقابلہ مرزا جواں بخت

ولی عہد کے انتقال پر جوڑ توڑ

(انگریز مؤرخ سرجان۔ کے لکھتے ہیں:) "ملکہ زینت محل نے محل میں وہ رات کیسے گزاری' اس پر صرف قیاس آرائی ہی ہو سکتی ہے۔ بعد کے حالات سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ یہ شب سخت جوڑ توڑ اور سازشی سرگرمیوں میں گزری ہو گی کیونکہ اگلے روز جب

سرطامس مٹکاف بادشاہ سے ملا تو اس نے صاحب ایجنٹ کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھمادیا جس میں سرکار برطانیہ سے جواں بخت کے حقِ جانشینی کو تسلیم کرنے کی شاہی خواہش کا دوبارہ اظہار کیا گیا تھا۔ اس درخواست میں ایک دستاویز شامل تھی جس میں بادشاہ کے دوسرے فرزندگان کی جانب سے یہ استدعا کی گئی تھی کہ زینت محل کی اولاد کو دانش' فضیلت' استعداد علمی اور اعلیٰ شائستگی کی بنیاد پر قانونی وارث تسلیم کیا جائے۔ اس درخواست پر آٹھ شہزادوں نے اپنی مُہریں لگائی تھیں مگر سب سے بڑے شہزادے مرزا قویش نے اگلے روز اپنی عرضداشت پیش کی جس میں اس نے بتایا کہ اس کے بھائیوں کو ترغیب دی گئی ہے کہ اگر وہ اِس کاغذ پر دستخط کر دیں گے تو بادشاہ کی جانب سے ان کا وظیفہ بڑھادیا جائے گا' اور اگر انکار کیا گیا تو وہ تنخواہ سے محروم کردیئے جائیں گے۔ مقصد کے حصول کی خاطر مرزا قویش کو بھی لالچ دینے کی کوشش کی گئی۔ اس نے بادشاہ کے سامنے فرزندانہ اطاعت کا اقرار کیا اور کہا کہ بادشاہ سلامت اس کے قانونی وارث ہونے پر جو بھی شرائط تجویز کریں' وہ انہیں قبول کرے گا۔ مگر جب اس نے دیکھا کہ اس کا والد زینت محل کی تجویز پر اسے بالکل الگ کرنے پر تُلا بیٹھا ہے تو اسے احساس ہوا کہ اب اِس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں کہ سرکارِ برطانیہ کو اپیل کی جائے۔ اس نے برطانوی ایجنٹ کو تحریر کیا کہ:

> "اس صورت میں کہ میرے پیدائشی حق پر زد پڑتی ہے' میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ اپنے کیس کی پیروی کروں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ اپنی رپورٹ میں متذکرہ تمام حالات کو مدِ نظر رکھیں گے۔ بھائیوں میں سب سے بڑا ہونے کے علاوہ میں حج بھی کرچکا ہوں اور قرآنِ کریم کا حافظ بھی ہوں۔ میرے مزید جوہر انٹرویو میں پرکھے جاسکتے ہیں۔"

(انگریزی سے ترجمہ' دی ہسٹری آف انڈین میوٹنی' ص21)

موازنہ جواں بخت اور مرزا قویش

(1) (بادشاہ بنام گورنمنٹ) "وہ (جواں بخت) نجیب الطرفین ہے کیونکہ اس کی والدہ' احمد قلی خاں کی صاحب زادی ہیں جن کے اجداد سلطنت (مغلیہ) کے ابتدائی دور میں وزیر رہ

چکے ہیں۔ دوسرے شہزادوں میں سے کوئی اس اعتبار سے نجیب نہیں۔

(2) حقیقت یہ ہے کہ ایسے خاندانی لوگوں میں قدرت ان کے مرتبے کے مطابق صفات بھی ودیعت کرتی ہے اور وہ اپنے فرائضِ منصبی کو اس خوب صورتی سے پورا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں جس سے عوام میں ان کا خاندانی وقار قائم رہتا ہے۔

(3) خدا کی مہربانی اور ملکہ دولت کی تربیت کے طفیل مرزا (جواں بخت) غیر معمولی طور پر باصلاحیت ہے۔ ساتھ ہی وہ مختلف زبانوں اور علوم و فنون پر بھی قدرت رکھتا ہے۔ اس کے مقابلے میں دوسرے شہزادوں کی مثال ایسی ہی ہے جیسے سورج کے مقابلے میں چراغ۔ عاقلوں کا قول ہے: "کوئی بھی کام ان لوگوں کو سونپو' جو اس کے اہل ہوں۔"

(4) شہنشاہوں کے ہاں خصوصاً" اور سرداروں کے ہاں عموماً" یہ قاعدہ رہا ہے کہ وراثت اس شخص کو سونپی جاتی ہے جو سب سے زیادہ لائق ہوتا ہے' لہٰذا اکثر ایسا ہوا ہے کہ لیاقت کی بنا پر چھوٹا بیٹا بڑے سے سبقت لے گیا ہے۔ سعدی کا قول ہے: "بزرگی کا تعلق عقل سے ہے' نہ کہ عمر سے۔"

(5) سب سے زیادہ ٹھوس دلیل یہ ہے کہ جواں بخت کی اہلیت کے مدِّنظر ملکہ دولت کے باقی تمام بیٹے اس (جواں بخت) کے حق میں وراثت سے دست بردار ہو گئے ہیں۔ جب کہ اس کے بڑے بھائی اپنے حقوق سے دست بردار ہو چکے ہوں تو پھر اُس کے ولی عہد بننے میں کیا چیز مانع ہو سکتی ہے؟

(6) علاوہ ازیں جواں بخت اور مرزا قویش میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اس (مرزا قویش) ـَـ ہم نوا عزت کی نظر سے نہیں دیکھے جاتے اور اس کی حرکات اور تفریحات شریفانہ نہیں ہیں۔ اس کی بے راہ روی کی یہی مثال کافی ہے کہ اس کی تنخواہ تک بند کر دی گئی ہے۔

(7) حکومتِ برطانیہ نے چھوٹے فرزند (جواں بخت) کے لئے بیل پور کی وراثت تسلیم کر ہی لی ہے۔ اَور بھی بہت سی باتیں اس کے حق میں جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ بادشاہ کی خوشنودی کا خیال رکھتے ہوئے بھی ہر طرح یہی جائز اور حق بجانب ہے کہ مرزا (جواں بخت) کی ولی عہدی کا اعلان کر دیا جائے۔" (20 دسمبر 1856ء منقول از "بہادر شاہ ظفر" ص 101-102)

تختِ شاہی کی وراثت ختم

(گورنر جنرل بنام سیکرٹری صوبہ) "تختِ سلطنت کی وراثت کا سوال حال اور مستقبل دونوں کے لئے سرے سے ختم ہو گیا ہے اور اگر بادشاہ کے خط کا جواب دینا واقعی ضروری ہے تو اُن کو مطلع کر دیا جائے کہ گورنر جنرل' مرزا جواں بخت کی ولی عہدی تسلیم نہیں کر سکتے۔ ساتھ ہی مرزا قویش بھی اتنے خوش امید نہ ہوں کہ وہ یہ سمجھنے لگیں کہ ان کے ساتھ بھی وہی شرائط عمل میں آئیں گی جو مرزا فخرو کے ساتھ طے پائی تھیں۔ بادشاہ کے زندہ رہنے تک اب کسی قسم کی خط و کتابت حضورِ والا یا کسی اَور شخص سے نہ کی جائے گی۔ نیز یہ کہ اگر بادشاہ کا انتقال ہو جائے یا وہ قریب المرگ ہوں تو فوراً" مرزا قویش کو مطلع کیا جائے اور کسی قسم کی سازش یا خوف وہراس کو پھیلنے نہ دیا جائے۔ لیکن مرزا قویش پر یہ واضح کر دیا جائے کہ گورنمنٹ ان کو محض شاہی خاندان کے سرپرست کی حیثیت سے تسلیم کرتی ہے اور ان کے ساتھ وہی سلوک روا رکھا جائے گا جو اُن کے بڑے بھائی مرزا فخرو کے ساتھ طے ہوا تھا' البتہ بادشاہ کا خطاب اور دوسری شان و شوکت ختم کر دی جائے گی اور (بادشاہ کے بعد) اُن کی حیثیت آلِ تیمور کے شہزادے ہی کی سی رہے گی۔ جہاں تک وظیفے کا تعلق ہے تو بادشاہ کے انتقال کے بعد اُن کو پندرہ ہزار روپے ماہانہ وظیفہ ملا کرے گا۔" (منقول از "بہادر شاہ ظفر" ص 99-100)

"...... اور یہ اطلاع اُسے تحریری' معاملہ زنی یا سودابازی کی صورت میں نہ دی جائے ...... ایک رپورٹ تیار کی جائے کہ محل میں رہائش کے حق داروں کی تعداد کیا ہے' اور اگر کسی سابق بادشاہ کے فرزندوں اور پوتوں تک اس رعایت کو وُسعت دی جائے تو اُن کی تعداد کیا ہو گی؟ مگر اس سے زیادہ دُور کے رشتے داروں کو تسلیم نہیں کیا جائے گا۔" (دی ہسٹری آف انڈین میوٹنی' ص 24)

ملکہ زینت محل: رسی جل گئی پر بل نہ گیا

(میجر ہڈسن ستمبر 1857ء میں دہلی پر انگریزوں کے دوبارہ قبضہ کے فوراً بعد بادشاہ اور ملکہ زینت محل کو صورتِ حال کی سنگینی کا قطعاً احساس نہ ہونے کی کیفیت کا ذکر دہلی کے کمشنر کے نام مراسلے میں یوں کرتے ہیں:) "میں نے مرزا الٰہی بخش کو طلب کیا اور اُن کی معرفت زینت

محل اور اُن کے والد سے سلسلۂ گفت و شنید جاری کیا۔ اِن لوگوں کے مطالبات شروع میں بہت غیر ضروری قسم کے تھے۔ بیگم (زینت محل) کہتی تھیں کہ اُن کے لڑکے جواں بخت کو ولی عہد تسلیم کیا جائے اور اُس کے لئے تختِ شاہی کی وراثت کی ضمانت دی جائے۔ بادشاہ کا مطالبہ یہ تھا کہ اُن کی پنشن بغیر کسی تخفیف کے جاری کی جائے اور ہنگامۂ مئی سے تا حال پچھلے پانچ ماہ کی (پنشن) فوراً ادا کی جائے۔ میں نے انتہائی مشکل کے ساتھ بادشاہ کو اُن کے صحیح حالات کا اندازہ کرایا جن میں وہ اُس وقت گھرے ہوئے تھے اور جن کی رُو سے یہ قطعی ناممکن تھا کہ بادشاہ یا اُن کے خاندان کا کوئی فرد اِس تخت کو دوبارہ حاصل کر سکے جس کو وہ کھو چکے تھے۔ (28 نومبر 1857ء منقول از "بہادر شاہ ظفر" ص 212)

باب دہم

اخبار عہدِ ظفر

بادشاہ اور اعزّ و اقربا

اونچا مکان نہ بناؤ، بے پردگی ہوتی ہے

مرزا کمھو بہادر سلاطین سہ منزلہ مکان بنوا رہے ہیں۔ مکان کی بلندی کی وجہ سے مرشد زادۂ آفاق مرزا ولی عہد بہادر کے گھر کی بے پردگی ہوتی ہے۔ ایک شقہ حضورِ والا کی طرف سے مرزا کمھو بہادر کے نام روانہ کیا گیا کہ اِس قدر بلند مکان نہ بنوایا جائے جس سے آس پاس کے رہنے والوں کے گھروں کی بے پردگی ہو۔ (18 جولائی 1845ء)

دیوار کا خزانہ، سپردِ سلطنت

عرض کیا گیا کہ مرزا محمد شاہ رخ کے مکانوں میں سے ایک مکان کی دیوار گر پڑی ہے۔ باہر سے اندر کا سارا حصہ نظر آتا ہے۔ پرانے کلابتون سے بھرے ہوئے دو صندوق، سنہری کام کے سیلے، اشرفیوں کا ایک دیگچہ، روپوں کا ایک دیگچہ باہر نکل کر گر پڑا ہے۔ حکم ہوا کہ خزانۂ عامرہ میں داخل کیا جائے۔ (10 اکتوبر 1845ء)

خادمِ درگاہ کو دو آنے روز برقرار

بادشاہ جہاں پناہ نے دو شقے صاحب کلاں بہادر کے نام تحریر فرمائے۔ ایک میں لکھا کہ حیدر علی خادمِ درگاہِ شاہ ترکمان کو کوٹ قاسم کی آمدنی میں سے دو آنے روزانہ ملتے ہیں، یہ موقوف نہ کیے جائیں۔ (7 نومبر 1845ء)

تکلفاتی چونچلے، ایک خط سو لوازمات

نواب گورنر جنرل بہادر کے نام ایک خط تحریر فرما کر صاحب کلاں بہادر کے پاس بھیجا۔ اس خط کے ساتھ ایک سو ایک خوان میووں سے بھرے ہوئے بھی روانہ کئے گئے۔ نواب گورنر جنرل بہادر نے ایک دوشالہ لالہ شوقی رام وکیل کو اور ایک شالی رومال داروغہ خاں کو مرحمت فرمایا اور ایک سو پچاس روپے ان کہاروں کو دیئے جو خوان لے کر گئے تھے۔ بادشاہ سلامت کی خدمت میں صاحب کلاں بہادر آئے اور سلام کر کے رخصت ہو گئے۔ ایک خوب صورت بٹوہ، جس میں بن اور چھالیہ وغیرہ تھی، ان کو عنایت کیا گیا۔ اور مرزا ولی عہد بہادر کو چار قطعات نستعلیق و خط نسخ اور چار چوبہ طلائی مرحمت کئے گئے۔ خلعتِ شش پارچہ اور سہ رقم جواہر لالہ شوقی رام کو اور سہ پارچہ ان کے نائب کو دیئے گئے اور ان کے آرام و آسائش کے لئے سپاہیوں کے دو پہرے اور اسباب کے لئے چار اونٹ اور ڈیرہ خیمہ، گھوڑے، ہرکارہ، چوبدار وغیرہ متعین کئے گئے اور نہایت اہتمام کے ساتھ صاحب کلاں بہادر کے لشکر میں بھیجا۔

(12 دسمبر 1845ء)

شہزادے کے خلاف جعلی عدالتی حکم نامہ

خوب لعل وکیل نے ایک جعلی حکم نامہ عدالت بنایا اور اس پر صدرُ الصّدور کی طرف سے مُہر و دستخط بھی کر دیئے۔ پھر ایک سپاہی کو ساتھ لیا۔ شہزادہ مرزا فتح الملک شاہ بہادر کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ کشن چند نے عدالت میں حضور پر دعویٰ کر دیا ہے۔ یہ دیکھئے، میرے پاس عدالت کا حکم نامہ موجود ہے۔ آپ کو چاہیے کہ یا تو تمسک کا روپیہ ادا کر دیجئے یا کوئی اَور معقول تجویز سوچئے جس سے عدالت کی بے توقیری سے نجات ملے۔ شہزادہ بہادر اِس بات کو سن کر دنگ رہ گئے کہ یا اللہ، یہ کیا ماجرا ہے؟ تحقیقاتِ حالات کے لئے فوراً ایک آدمی کو صدرُ الصدور بہادر کی خدمت میں روانہ کیا۔ جواب آیا کہ ہمارے محکمے میں کوئی مقدمہ اس قسم کا نہیں ہے۔ جس شخص نے یہ جال پھیلایا ہے اسے گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دیجئے۔ قصہ مختصر، خوب لعل وکیل اور سپاہی دونوں کو گرفتار کر کے صدرُ الصدور بہادر کی خدمت میں پہنچا دیا گیا۔ کوتوال شہر نے دونوں کو قید خانے میں بھیج دیا۔ اس کے بعد خانہ تلاشی ہوئی تو چند جعلی

مُہریں اور مُہروں کے بنانے کے آلات بر آمد ہوئے۔ مقدمہ سیشن سپرد کردیا گیا۔ (9 جنوری 1846ء)

شہزادی نے افیون کھالی

اطلاع دی گئی کہ حضرت ظلِ سبحانی کی صاحب زادی نواب مبارک سلطان بیگم صاحبہ نے افیون کھالی تھی۔ فوراً "دواؤں کا استعمال کیا گیا۔ کئی دفعہ قے ہوئی' طبیعت صاف ہو گئی۔ اب ان کی حالت رُو بصحت ہے مگر کسی قدر کمزوری باقی ہے۔ (24 اپریل 1846ء)

موئی بچھیا بہمن کے حوالے

بہت سے گھوڑے معائنہ کے لئے پیش کئے گئے۔ سب کے معائنہ کے بعد حکم دیا کہ ان میں جو گھوڑے ناتوان اور کمزور ہوں انہیں درگاہ شریف میں نذر کے طور پر دے دو۔ (29 مئی 1846ء)

شہزادہ چلا میلے' پلے نہیں دو دھیلے

دستارِ سربستہ' گوشوارہ' دوشالہ' سہ رقم جواہر میلہ ہردوار کی رخصت کی بابت شہزادہ محمد شاہ رخ بہادر کو عطا فرمائے۔ شہزادے نے دو اشرفیوں کا نذرانہ حضورِ انور کی خدمت میں پیش کیا لیکن خرچ راہ کے لئے کہیں سے روپیہ قرض نہ مل سکا اس لئے سفر کا ارادہ ملتوی کیا گیا۔ (ایضاً)

شہزادے کا خسر سامان نکال نکال کر بیچے جائے ہے

حضرت مرشد زادہ آفاق مرزا ولی عہد بہادر نے عرض کیا کہ شہزادہ مرزا غلام فخرالدین بہادر نے گنج میر خاں کو اپنے خسر حسین بخش کے حوالے کر دیا ہے۔ وہ وہاں کے سامان کو نکال نکال کر بیچ رہے ہیں۔ اس سے آں حضرت کے مال و اسباب کا سخت نقصان ہوتا ہے۔ ارشاد ہوا کہ ان کو منع کردیں گے۔ (2 اکتوبر 1846ء)

مولوی کو نو آنے ماہوار وظیفہ منظور

تین قطعے شقے صاحب کلاں بہادر کے نام جاری کئے گئے۔ ایک میں لکھا تھا کہ ــــــ

باغ صاحبہ آباد کی آمدنی میں سے مولوی عبدالخالق کو نو آنے ماہوار مقرر کر دیئے جائیں۔(30 اکتوبر1846ء)

شہزادے کو بواسیر

مرزا محمد شاہ رخ بہادر نے ہاپوڑ سے ایک عریضہ اس مضمون کا بادشاہ کی خدمت میں ارسال کیا کہ مجھے مرض بواسیر لاحق ہو گیا ہے اور اس کی وجہ سے اور طرح طرح کی تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ بادشاہ سلامت نے اس کے جواب میں شقہ روانہ فرمایا کہ میں دست بہ دعا ہوں کہ ایزد اکرم تمہیں شفائے عاجل و کامل مرحمت فرمائے۔(20 فروری 1847ء)

شاہی مزاج کی شگفتگی کی دوا

مرزا الٰہی بخش لالہ جگن ناتھ کو لے کر حاضر ہوئے اور حضورِ انور کے حسبُ الارشاد ایک ہزار سات سو روپے بابت دفعہ اول اور چھ سو روپے بابت دفعہ ثانی پیش کئے۔ حضورِ والا نے اس روپے کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ تم کیا چاہتے ہو' بیان کرو۔ انشاء اللہ تمہاری بات رد نہ کی جائے گی۔(9اپریل 1847ء)

اعلیٰ حضرت نے ایجنٹ کو زبانی پیغام بھیجا کہ آپ نے شاہی جاگیر کی آمدنی کے چھ ہزار روپے بھیجے ہیں' مابدولت بہت خوش ہوئے۔(3جولائی 1849ء)

اشرفیوں کے بدلے خرگوش کا عطیہ

غلام رسول خاں' جو پہلے راجہ بھرت پور کے ملازم تھے' اپنے بھائی غلام علی خاں کو لے کر حاضرِ خدمت ہوئے۔ انہوں نے خود دو اشرفیاں اور ان کے بھائی نے ایک اشرفی حضورِ انور کی خدمت میں نذر پیش کی۔ حضورِ انور نے غلام خاں کو ایک خرگوش مرحمت فرمایا۔(6 اگست 1847ء)

بڈھے طوطے پڑھیں انگریزی

ناظرِ قلعہ کے نام حکم جاری کیا گیا کہ مرزا فخرالدین بہادر شہزادہ نے انگریزی پڑھنے کے لئے ایک انگریز کو نوکر رکھا ہے لہٰذا انگریز مذکور کو قلعہ میں آنے جانے سے نہ روکا جائے۔

(20 اگست 1847ء)

مال واپس کرنے کے لئے چور کی "جائز" شرط

عرض کیا گیا کہ گردھاری لال' گنگا داس کے بھتیجے نے مرزا محمد شاہ رخ بہادر کے مکان میں سے نقد روپیہ اور زیورات کی چوری کرلی ہے۔ تقریباً" آٹھ ہزار روپے کا تو صرف زیور ہی ہے۔ حضورِ انور نے یہ سن کر فرمان جاری کیا کہ چور کو پکڑ کر ہمارے حضور میں پیش کریں۔ چور کو شہر سے گرفتار کرکے لائے اور حضورِ انور کی خدمت میں پیش کیا۔ چور کے اور گواہوں کے بیانات لئے گئے جن سے صاف ثابت ہوگیا کہ یہ مجرم ہے۔ آخر مجرم نے خود بھی اقبال کرلیا اور کہا کہ حضور کا سارا سامان میرے مکان پر موجود ہے۔ کسی کو ساتھ کردیجئے تاکہ میں واپس کردوں' لیکن میرا جو ایک ہزار ایک سو چھتیس روپیہ باقی ہے وہ میں اس میں سے وضع کرلوں گا۔ پھر مجرم کو معظم الدولہ بہادر دامَ اقبالہٗ کے پاس محکمہ ایجنٹی میں روانہ کردیا اور زبانی تاکید فرمادی کہ جو کچھ مال و متاع اس نے چُرالیا ہے پہلے وہ وصول کرلیا جائے کیونکہ یہ اقبالی مجرم ہے' اس کے بعد مقدمے کے متعلق جو کچھ رائے ہو وہ تجویز کی جائے۔ اور چونکہ اس نے قلعہ مبارک میں جرم کیا ہے لہٰذا پھر اس کو قلعہ میں بھیج دیا جائے۔ (یکم اکتوبر 1847ء)

بھتیجا چور' چچا خائن

صاحب کلاں بہادر کے نام فرمانِ قدسی جاری ہوا کہ گنگا داس مہاجن پانچ ہزار دو سو روپے کا مال و اسباب فریب دے کر قطبی بیگم صاحبہ زوجہ مرزا محمد شاہ رخ بہادر شہزادہ مرحوم سے قلعہ میں سے لے کر چلا گیا ہے اور اپنے مکان میں روپوش ہے' اب تک آکر شکل نہیں دکھائی۔ صاحب مجسٹریٹ بہادر کو لکھا جائے کہ یہ سب سامان اس سے واپس لے کر مالکہ کے پاس بھیج دیں۔ (24 ستمبر 1847ء)

گنگا داس حسب الطلب جناب صاحب کلاں بہادر حاضر ہوا۔ کہنے لگا کہ حضور' میں نے خیانت نہیں کی بلکہ نواب قطبی بیگم صاحبہ نے زیورات میرے پاس رہن رکھوائے تھے۔ سوال کیا گیا کہ اگر زیور رہن رکھوائے تھے تو نقد روپیہ کیوں لے گیا تھا؟ اس کا جواب گنگا داس سے کچھ نہ بن پڑا اور اس صورت سے گویا اس نے جرم کا اقبال کرلیا' اس لئے اس کو نظر بند کر

دیا گیا۔ (یکم اکتوبر 1847ء)

عرض کیا گیا کہ مرزا محمد شاہ رخ بہادر مرحوم کا خزانچی گنگا داس ساہو کار' جو خیانت کی علت میں گرفتار ہوا تھا' محکمہ ایجنٹی سے صاحب مجسٹریٹ بہادر کے پاس روانہ کیا گیا۔ مجسٹریٹ نے اس کے بیان لے کر حکم دیا کہ تم اگر ضامن پیش کر سکو تو تم کو رہا کر دیا جائے گا۔ یہ واقعات سن کر ارشاد فرمایا کہ اس مقدمے کی مثل مرتب ہو گئی ہے جس سے اس کے جرم کا اثبات ہوتا ہے۔ یہ مثل مجسٹریٹ بہادر کے پاس بھیج دینی چاہیے تاکہ وہ اس سے مقدمے کی اصل کیفیت معلوم کر کے صاحب ایجنٹ بہادر کے پاس روانہ کر دیں۔ حضورِ والا نے صاحب ایجنٹ بہادر کے نام ایک چٹھی بھی تحریر فرمائی جس میں مجرم کے ثبوتِ جرم اور سزا کے متعلق چند ہدایتیں مندرج تھیں۔ (15 اکتوبر 1847ء)

بختاور سنگھ وکیل سلاطین اور گنگا داس مہاجن خزانچی کو مرزا محمد شاہ رخ بہادر مرحوم کی زوجہ محترمہ قطبی بیگم صاحبہ نے قلعۂ معلیٰ میں آنے جانے سے منع کر دیا۔ (3 مارچ 1848ء)

نواب معظم الدولہ بہادر کی دو عرضیاں حضور بادشاہ سلامت کے ملاحظے سے گزریں۔ ایک میں لکھا ہوا تھا کہ مرزا محمد شاہ رخ بہادر مرحوم کی زوجہ نواب قطبی بیگم صاحبہ نے گنگا داس مہاجن کو اپنی سرکار میں پھر خزانچی کے عہدے پر ملازم رکھ لیا ہے۔ یہ گنگا داس وہی شخص ہے جس کی بعض خلافِ معاملہ باتوں کو دیکھ کر بیگم صاحبہ نے قلعہ میں آنے جانے کی ممانعت کر دی تھی۔ میں بیگم صاحبہ کے اس طرزِ عمل کو بہت ناپسند اور غیر مفید سمجھتا ہوں۔ ایسی باتوں سے کاروبار میں خلل واقع ہونے کا اندیشہ ہے۔ (10 مارچ 1848ء)

نواب قطبی بیگم صاحبہ نے عرض کیا کہ گنگا داس مہاجن نے پھر خیانت اور خرد برد پر کمر باندھ لی ہے۔ حضور فرمان جاری کر دیں تاکہ یہ بدانجام قلعہ میں داخل ہی نہ ہونے پائے۔ (ایضاً)

مرزا عبداللہ نے بچہ فوج قائم کر لی

عرض کیا گیا کہ مرزا محمد شاہ رخ بہادر مرحوم کے صاحب زادے مرزا عبداللہ نے تقریباً" چالیس پچاس لڑکے جمع کیے ہیں' دو روپے ماہوار ہر ایک کی تنخواہ مقرر کی ہے۔ لڑکے دس

برس کی عمر سے لے کر بارہ برس کی عمر تک کے ہیں۔ صبح شام ان کو قواعد سکھائی جاتی ہے۔ (15 اکتوبر 1847ء)

ولی عہد مرحوم کے چودہ لڑکے' مرزا ابو' مرزا جھبو وغیرہا

ولی عہد مرحوم کے اصطبل کے گھوڑوں کا ملاحظہ فرمایا' ولی عہد کے چودہ لڑکوں یعنی مرزا کالے' مرزا ابو' جھبو اور احمد وغیرہ کو ایک ایک گھوڑا سواری کے لئے عنایت فرمایا۔ (6 فروری 1849ء)

ولی عہد مرحوم کی دولت خزانہ سپرد

عرض کیا گیا کہ ولی عہد مرحوم کے مکان سے تیرہ ہزار اشرفیاں' کچھ اوپر تین ہزار چار سو روپے اور کتابوں کے دو صندوق برآمد ہوئے جو شاہی خزانے میں داخل کر دیئے گئے۔ (16 فروری 1849ء)

ولی عہد مرحوم کی چھبیس حرموں کے گزارے کا مسئلہ

بادشاہ سلامت نے ایجنٹ کے نام تحریر بھیجی کہ ولی عہد مرحوم کی بیوی اور لڑکی اور چھبیس حرموں کی گزر اوقات کے لئے آپ گورنر آفس کو رپورٹ بھیج دیجئے۔ صاحب ایجنٹ نے جواب میں لکھا کہ حضورِ والا خود اپنے پاس سے ان کے گزارے کا انتظام فرمادیں' گورنر آفس کو رپورٹ نہیں بھیجی جا سکتی۔ (12 جون 1849ء)

بادشاہ نے جھروکے کے نیچے شکار فرمایا

جمنا دریا سے چند ملاح ایک ناکہ پکڑ کر لائے تھے اور جھروکے کے نیچے جہاں پناہ کے سامنے پیش کیا تھا۔ حضورِ والا نے پہلے اپنے ہاتھ سے اس زندہ ناکہ پر بندوق کا ایک فائر کیا' پھر شاہی حکم سے دوسرے آدمیوں نے فائر کئے۔ حکم ہوا کہ یہ ناکہ تیل نکالنے کے لئے دولت خانے میں بھجوا دیا جائے اور ملاحوں کو پانچ روپے انعام دیا جائے۔ (16 مارچ 1849ء)

بادشاہ نے جلاب لیا' ملازموں نے نذریں دیں

حضور نے حکیم احسن اللہ خاں کی تجویز سے مسہل لیا تھا۔ حضورِ والا نے حکیم صاحب کو

خلعت عنایت فرمایا اور اپنے ملازموں سے نذریں قبول فرمائیں۔(20مارچ 1849ء)

کسی شہزادے، مولوی، حافظ کی دعا قبول نہ ہوئی

اعلیٰ حضرت نے مرزا ہمایوں کو لکھا کہ شہر اور قلعہ کے تمام مولویوں اور حافظوں کو تاکید کر دو کہ عید گاہ کو پیدل جائیں اور بارگاہِ الٰہی میں بارش کی دعا کریں۔ حسبُ الحکم شہزادہ فخر الدین، مرزا ہمایوں اور کئی دوسرے شہزادے عید گاہ کو گئے۔ سب نے عاجزی کے ساتھ دعا مانگی مگر قبول نہ ہوئی۔ نہ مینہ برسا، نہ بادل آیا۔(20جولائی 1849ء)

وقت کے چند نامور اشخاص

سر سید کے بڑے بھائی انتقال کر گئے

سید محمد خاں بہادر مالک سید الاخبار تپ کے عارضہ میں مبتلا ہو کر بتاریخ 12 ذی الحجہ (1261ھ مطابق 12 دسمبر 1845ء) ملکِ بقا کو رخصت ہوئے۔ بہت اچھے آدمی تھے، ملن سار اور خوش اطوار تھے۔ اللہ تعالیٰ جنت نصیب کرے۔ خدا جانے ان کے بعد ان کے کارخانے کو کون چلائے گا۔(2جنوری 1846ء)

سر سید قلعہ کا نقشہ تیار کر رہے ہیں

نواب صاحب کلاں بہادر کی چٹھی کے جواب میں حضورِ والا نے ارقام فرمایا کہ سید احمد خاں بہادر منصف دہلی کو قلعۂ مبارک کے نقشے کی تیاری کا حکم دیا گیا ہے۔ جب تک وہ نقشہ تیار نہ کرلیں کوئی شخص اُن کے کام میں مزاحم اور دخیل نہ ہو۔(7 مئی 1847ء۔ واضح ہو کہ دہلی کی عمارات سے متعلق سر سید کی مشہور تصنیف "آثار الصنادید" پہلی بار اسی سال میں شائع ہوئی تھی۔ ضیاء الدین لاہوری)

سر سید نمازیوں کی تکلیف کے انسداد کی کوشش میں

سید احمد خاں بہادر منصف دہلی اور حافظ داؤد خاں خیر خواہ قوم اور دین دار آدمی ہیں۔ ان کی نیک خیالی کا اظہار اسی بات سے ہوتا ہے کہ نمازیوں کی تکلیف کے انسداد کے طور پر

مجسٹریٹ دہلی سے رپورٹ کی ہے کہ جامع مسجد کے حوض میں رہٹ کے کنوئیں سے پانی آتا ہے مگر یہ پانی اس قدر کھاری ہے کہ اس سے کُلّی کرنا دشوار ہے اور لوگوں کو اس سے سخت اذیت ہوتی ہے۔ اگر اجازت مل جائے تو ہم اپنے خرچ سے لال ڈگی کے تالاب سے پانی کا انتظام کرلیں کیونکہ یہاں کا پانی میٹھا ہے۔ مجسٹریٹ نے آکر موقع کا ملاحظہ فرمایا اور اجازت دے دی۔ (21 مئی 1847ء)

حضورِ انور نے صاحب کلاں بہادر کے نام ایک شقہ تحریر فرمایا کہ رفاہِ عام کی نیت سے حافظ محمد داوٗد خاں کا ارادہ ہے کہ لال ڈگی سے جامع مسجد کے حوض کے لئے پانی کا انتظام کیا جائے۔ آپ مہتمم نہر کے نام اجازت نامہ لکھ دیجئے کہ وہ اس کام میں کسی قسم کی مزاحمت نہ کریں۔ (3 دسمبر 1847ء)

(اسی مسئلے پر ایک مزید خبر درج بالا خبر کے تقریباً" ایک سال بعد یوں ملتی ہے:) عرض کیا گیا کہ جامع مسجد کے حوض کا پانی خراب ہو گیا ہے' نمازیوں کو ہاتھ منہ دھونے کی تکلیف ہوتی ہے۔ لال ڈگی کا پانی حوض میں پہنچ سکتا ہے' انتظام فرمادیا جائے۔ 18 جنوری 1849ء)

شاہی طبیب سے صاحب ایجنٹ کی شکر رنجی دور

حکیم احسن اللہ خاں بہادر نے عرض کیا کہ جناب صاحب کلاں بہادر مجھ سے بہت ناراض ہیں' کیا تدبیر کرنی چاہیے جس سے ان کا ملالِ خاطر رفع ہو۔ حضور نے صاحب کلاں بہادر کے نام ایک رقعہ تحریر فرمایا کہ حکیم احسن اللہ خاں بہادر خیر خواہ آدمی ہیں' ان سے کبیدہ خاطر ہونا مناسب نہیں ہے لہٰذا ان کی طرف سے آپ اپنا دل صاف کرلیں اور ان سے جو کچھ بھی رنجش ہو' اسے دل سے نکال دیں۔ صاحب کلاں بہادر نے بادشاہ عالی جاہ کے ارشادِ فیض بنیاد کی تعمیل کی اور اپنے سینہ بے کینہ کو حکیم صاحب کی طرف سے جو رنج و غبار تھا اس سے پاک کرلیا۔ حکیم صاحب ان کے لطف و کرم سے بہت مسرور ہوئے اور بادشاہ جہاں پناہ کی بھی اس ذرہ نوازی کا بہت بہت شکریہ ادا کیا اور نیز ترقی عز و جاہ و توسیع مملکت کی دعا کرکے اپنی فرماں برداری و خیر خواہی و وفاشعاری کا ثبوت دیا۔ (13 نومبر 1846ء)

مرزا غالب قمار بازی کے الزام میں گرفتار: بادشاہ کی سفارش

مرزا اسد اللہ خاں بہادر کو دشمنوں کی غلط اطلاعات کے باعث قمار بازی کے جرم میں گرفتار کرلیا گیا۔ معظم الدولہ بہادر کے نام سفارشی چٹھی لکھی گئی کہ ان کو رہا کردیا جائے' یہ معززینِ شہر میں سے ہیں۔ یہ جو کچھ ہوا ہے محض حاسدوں کی فتنہ پردازی کا نتیجہ ہے۔ عدالتِ فوجداری سے نواب صاحب کلاں بہادر نے جواب دیا کہ مقدمہ عدالت کے سپرد ہے' ایسی حالت میں قانون سفارش قبول کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ (25 جون 1847ء)

مرزا غالب کو چھ ماہ قید بامشقت اور جرمانہ

مرزا اسد اللہ خاں غالب پر عدالت فوجداری میں جو مقدمہ دائر تھا اس کا فیصلہ سنادیا گیا۔ مرزا صاحب کو چھ مہینے کی قیدِ بامشقت اور دوسو روپے جرمانے کی سزا ہوئی۔ اگر دوسو روپے جرمانہ ادا نہ کریں تو چھ مہینے قید میں اضافہ ہو جائے گا اور مقررہ جرمانے کے علاوہ اگر پچاس روپے زیادہ ادا کئے جائیں تو مشقت معاف ہو سکتی ہے۔ جب اِس بات پر خیال کیا جاتا ہے کہ مرزا صاحب عرصے سے علیل ہیں' سوائے پرہیزی غذا قلیہ چپاتی کے اَور کوئی چیز نہیں کھاتے تو کہنا پڑتا ہے کہ اِس قدر مصیبت مشقت کا برداشت کرنا مرزا صاحب کی طاقت سے باہر ہے' بلکہ ہلاکت کا اندیشہ ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ اگر سیشن جج بہادر کی عدالت میں اپیل کی جائے اور اس مقدمے پر نظرِثانی ہو تو نہ صرف یہ سزا موقوف ہو جائے بلکہ عدالت فوجداری سے مقدمہ اٹھا لیا جائے۔ یہ بات عدل وانصاف کے بالکل خلاف ہے کہ ایسے باکمال رئیس کو' جس کی عزت وحشمت کا دبدبہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھا ہوا ہے' معمولی سے جرم میں اتنی سخت سزا دی جائے جس سے جان جانے کا قوی احتمال ہے۔ (2 جولائی 1847ء)

جرم و سزا

پاؤں میں ڈالو بیڑیاں' سڑک مرمت کرو

کوتوال شہر نے سولہ آدمیوں کو قمار بازی کے جرم میں گرفتار کرکے حاکم کے سامنے پیش کیا۔ نو آدمیوں کو چھ مہینے کی قید اور پچاس روپے جرمانہ اور پانچ آدمیوں کو تین مہینے کی قید اور

پچیس روپے جرمانہ اور دو آدمیوں کو ایک مہینے کی قید اور چار روپے جرمانہ کی سزا کا حکم سنایا گیا اور جرمانہ ادا نہ کرسکنے کی صورت میں حکم ہوا کہ ایسے لوگوں کے پیروں میں بیڑیاں ڈال کر سڑکوں کی تعمیرودرستی کا کام لیا جائے۔(20جون1845ء)

دن کو گالیاں سنیں، رات کو مار ڈالا

فرخ آباد میں دسویں رجمنٹ کے ایک نوجوان سپاہی شیون چرن نامی نے آدھی رات گزرنے کے بعد اپنے افسر کو جان سے مار ڈالا۔ سپاہی کو گرفتار کرلیا گیا۔ قاتل سے اس طرح قتل کرنے کا سبب پوچھا گیا تو اس نے بتایا کہ افسر نے دن کے وقت مجھے گالیاں دی تھیں، اس سبب سے میں نے اسے جان سے مار ڈالا۔ قاتل محافظوں کے پہرے میں ہے۔ ہندوستانی لوگ گالیاں برداشت نہیں کرسکتے۔(26جون1846ء)

نامُراد ماں، بامُراد بیٹی

عرض کیا گیا کہ ایک عورت نے فوجداری میں دعویٰ دائر کیا کہ ایک سوار میری لڑکی کو میری مرضی کے خلاف زبردستی اپنے ساتھ لے جاتا ہے اور مجھ سے جدا کرتا ہے۔ مقدمہ پیش ہوا۔ منصف نے عورت کے بیان لے کر اس لڑکی سے سوال کیا کہ کیا تمہارے ساتھ زبردستی کی جارہی ہے؟ لڑکی نے کہا، نہیں۔ میں برضا و رغبت اِس سوار کے ساتھ جارہی ہوں، اِس نے میرے ساتھ کوئی زبردستی نہیں کی۔ عدالت نے حکم دیا کہ لڑکی اپنے کام کی مختار ہے۔ مقدمہ خارج ہوگیا اور بے چاری ماں اپنی لڑکی کی جسارت پر ماتم کرتی ہوئی ناکام واپس آئی اور لڑکی سوار کے ساتھ چلی گئی۔(25دسمبر1846ء)

بیوی پر زور نہ چلا، اپنے گلے پر چل گیا

حضورِ انور سے عرض کیا گیا کہ نواب عزیز النسا بیگم صاحبہ کے ملازم کریم بیگ نے اپنی بیوی کو طلاق دے کر گھر سے باہر نکال دیا تھا۔ پھر کچھ عرصے کے بعد اس کو پکڑ کر اپنے گھر لے جانے لگا۔ بیگم صاحبہ کے ملازموں نے روکا۔ بہت واویلا مچی اور چاروں طرف بھیڑ جمع ہوگئی۔ کریم بیگ نے ہرچند لے جانا چاہا مگر اس کی ایک نہ چلی۔ آخر جہالت کے غصے سے کریم بیگ نے خود اپنے گلے پر چھری پھیرلی۔ وہ تو اتفاق سے نواب یار خاں کوتوال قلعہ، جو ایک قوی

ہیکل اور طاقت ور آدمی ہیں' موقعِ واردات پر پہنچ گئے اور انہوں نے اس کو زندہ گرفتار کرلیا۔ ارشاد (شاہی) ہوا کہ کچہری نظامت میں جو کچھ کیفیت اس مقدمے کی پیش ہو' اس کا پورا حال ہمارے سامنے بھی پیش کیا جائے۔(15جنوری 1847ء)

گئے تھے قتل کرنے' الٹا خودکشی کرنا پڑی

ماہ صفر کی نویں تاریخ کو کھاری باؤلی میں خلقت بسنت کے تماشے میں مشغول تھی کہ ایک شخص نے جو عرصے سے اپنے دشمن کے پیچھے گھات میں لگا ہوا تھا' موقع پاکر اسے شمشیر کی ضرب سے زخمی کیا۔ خلقت جمع ہو گئی۔ سمجھانے والوں نے سمجھایا کہ او بے وقوف' کیوں خواہ مخواہ کسی کو ہلاک کرتا ہے؟ اس کی جان تو خیر جائے گی مگر تیری بھی خیر نہیں۔ پکڑا جائے گا اور خون کا بدلہ خون' تو بھی پھانسی پر چڑھے گا۔ یہ سن کر قاتل کو کچھ ایسا جوش آیا کہ اپنے پیٹ میں خنجر بھونک لیا اور مرگیا۔ سنا گیا ہے کہ وہ مجروح' جس پر اس نے تلوار کا حملہ کیا تھا' ابھی تک زندہ ہے۔(20 فروری 1847ء)

جامع مسجد سے سنگ مرمر کے کٹہرے کی چوری

اطلاع دی گئی کہ جامع مسجد میں حوض کے ایک کنارے پر سنگ مرمر کا جو ایک کٹہرہ بنا ہوا تھا اور جس پر حضورِ کریم علیہ التحیتہ والتسلیم کی رونق افروزی کی ابیات منقش تھیں' آج کوئی شخص چُرا کرلے گیا۔ حکم ہوا کہ بدنصیب چور کی تلاش کی جائے' جہاں ملے پکڑ لاؤ تاکہ اس کو اس بے ادبی اور چوری کی سزا دی جائے اور ایک دوسرا خوب صورت کٹہرہ بہت جلد بنوا دیا جائے۔(6 اگست 1847ء)

بیوی نے کان کاٹ کھایا

عبداللہ کی لڑائی اور ہاتھا پائی اپنی بیوی سے ہوئی۔ بیوی نے دانتوں سے عبداللہ کا کان کاٹ لیا۔ جہاں پناہ نے صاحب ایجنٹ کو لکھ دیا اور عورت کو بھی ان کے پاس بھیج دیا۔(22 مئی 1849ء)

کنگال فقیر، مسمریزم میں امیر

یک شنبہ کے دن نو سال کا ایک بچہ زیور پہن کر گھر سے نکلا۔ ایک فقیر نے آکر بچے کے سینے پر ہاتھ پھیرا۔ بچہ فوراً" فقیر کی کملی پکڑ کر ساتھ ہو لیا۔ اتفاقاً" بچے کو پہچاننے والا ایک آدمی راستے میں مل گیا۔ اس نے بچے کو پکڑ لیا۔ فقیر بھاگ گیا۔ بچے کو وہ شخص لے آیا مگر دیر تک اس کی یہی رٹ تھی کہ میں فقیر کے ساتھ جاؤں گا۔ ایک بار پہلے بھی دہلی میں بہت سے کنگال گھس آئے تھے، آخر سب کو شہر بدر کیا گیا تھا۔ اب بھی یہی ہونے والا ہے۔ (ایضاً)

ٹھگنے قد کی ہنسی اڑائی، نہال سنگھ کی شامت آئی

پنجاب بورڈ کے سیکرٹری کا قد چھوٹا ہے۔ ایک شخص نہال سنگھ نامی، سیکرٹری کو دیکھ کر ہنسا تھا، اس جرم میں اس کو قید کر دیا گیا۔ (ایضاً)

چالیس چور آئے، علی بابا غائب

تخمیناً" چالیس ڈاکو آدھی رات کے وقت دہلی کی شہر پناہ کے قریب آ گئے۔ ترکمان دروازے اور اجمیری دروازے کی فصیل پر کمند پھینک کر انہوں نے چڑھنے کی کوشش بھی کی۔ چوکیدار نے شور مچا دیا۔ ڈاکوؤں نے چوکیدار پر پتھر پھینکے۔ اتنے میں تھانیدار پہنچ گیا۔ ڈاکو کمند چھوڑ کر بھاگ گئے۔ صبح کو مجسٹریٹ نے شہر پناہ کی نگرانی رکھنے کا تاکیدی حکم جاری کر دیا۔ (25 مئی 1849ء)

چور کو انعام، چھٹی اور دودو

عدالتِ فوجداری سے کوتوال اور تھانیداروں کے نام یہ حکم بغرضِ اعلان جاری ہوا کہ آدھی رات کے وقت شہر پناہ پر کمند پھینکنے والے ڈاکوؤں میں سے اگر کوئی شخص حاضر ہو کر دوسرے ڈاکوؤں کو گرفتار کرا دے گا تو اس کا قصور معاف کر دیا جائے گا بلکہ سو روپے انعام بھی اس کو دیا جائے گا۔ (29 مئی 1849ء)

تم چلو، میں آیا

کلفذی محلے میں ایک پوربیے نے پہلے اپنی بیوی کو تلوار سے قتل کیا، پھر اسی تلوار سے

خود کشی کرلی۔ (ایضاً)

چور کی ماں کوٹھی میں سر دے کر روئے

مرزا جہاں شاہ کی ملازمہ محبوبن کے لڑکے نے بیگمات کے زیور چرائے تھے' اس جرم میں محبوبن کو حوالات کر دیا گیا۔ (19 جون 1849ء)

خزانچی نے بھی بہتی گنگا میں ہاتھ دھولئے

آگرہ میں مولوی کریم اللہ صدرُ الصّدور نے جعل سازی کی تھی اور رشوت بھی لی تھی' اس جرم میں اس کو موقوف کر دیا گیا اور اس کے ساتھ پرچہ نویس' محافظِ دفتر' پروانہ نویس اور چپڑاسی بھی برخاست ہو گئے۔ اب عدالت میں سب کا کیس دائر ہے۔ محکمہ صدرُ الصّدور کے خزانچی بابو رام نرائن نے موقوفیوں کی جب یہ خبر سنی تو اس نے بھی کمی نہیں کی' خزانے کے چھ ہزار روپے لے کر فرار ہو گیا۔ عدالت سے اس کا چار سو روپے کا انعامی وارنٹ جاری کر دیا گیا ہے۔ (29 جون 1849ء)

عرائض نویس نے عرضی دی' الٹی ہوئی تاثیر

کنہیا لال عرائض نویس نے عرضی دی تھی کہ مجسٹریٹ صاحب نے میری فریاد نہیں سنی بلکہ مجھے گالیاں دیں۔ صاحب ایجنٹ نے مجسٹریٹ صاحب سے دریافت کیا۔ مجسٹریٹ نے لکھا کہ کنہیا لال نے جھوٹ کہا' ہم نے گالیاں نہیں دیں۔ صاحب ایجنٹ نے کنہیا لال کو فوجداری سپرد کر دیا اور حکم دے دیا کہ پچاس روپے جرمانہ یا ایک ماہ کی قید۔ (12 جون 1849ء)

مریض بڑھیا' آفت کی پڑیا

علاقہ گوالیار میں تیرہ سال عمر کی ایک دلہن زیور پہنے گاڑی میں سوار کہیں جا رہی تھی' راستے میں ایک ضعیف بڑھیا ہانپتی کانپتی سامنے آئی اور گاڑی بان سے کہا کہ میں ایک روپیہ دوں گی' تمہاری عنایت ہو گی کہ مجھے بھی گاڑی میں بٹھا لو۔ گاڑی بان کو اس کی ضعیفی پر رحم آ گیا۔ دلہن نے بھی ترس کھایا اور بڑھیا کو گاڑی میں سوار کر لیا۔ کچھ دور چلنے کے بعد بڑھیا کو دمے کا دورہ ہوا تو گاڑی ٹھہرا کر اتر پڑی اور ایک طرف کو چلی گئی۔ گاڑی بان چل دیا' لیکن

راستے میں پردے کے اندر اس کو کچھ سوں سال معلوم نہ ہوئی۔ پردہ اٹھا کر دیکھا تو دلہن مردہ پڑی ہے' گلے میں پھانسی کا نشان ہے اور زیور سارا ندارد۔ (3 جولائی 1849ء)

تیل دیکھو' تیل کی مار دیکھو

کلکتہ میں ایک شخص نے ایک عورت نے منہ پہ ایسا تیل ملا کہ اس کا منہ کلا ہو گیا اور کسی دوا سے سیاہی دور نہیں ہوئی۔ سپریم کورٹ سے مجرم کو سات برس کی قید ہوئی۔ (10 جولائی 1849ء)

پہرے مار چور کی کارستانی

تیس سیر وزن کا ایک گھنٹہ دہلی میگزین کے دروازے پر بجا کرتا تھا۔ وہاں سپاہیوں کا پہرہ بھی رہتا تھا لیکن پہرے میں سے کسی نے گھنٹہ چرا لیا۔ تین سپاہی ماخوذ ہیں۔ (24 اگست 1849ء)

میگزین سے گھنٹہ گم ہو جانا بڑا تعجب انگیز ہے۔ تیس سیر وزن کا بھاری گھنٹہ' پھر ایک چھوڑ تین تین پہرے۔ اول گھنٹے کے قریب پہرے دار موجود' پھر قبرستان کے قریب حفاظتی گارڈ مقرر' پھر میگزین میں تلنگہ کمپنی رات دن حاضر۔ ایسی صورت میں اتنی بڑی چیز کا چوری ہو جانا اچنبھے کی بات ہے۔ اعلان کیا گیا ہے کہ جو شخص چور اور مال کا پتہ دے گا' اس کو انعام دیا جائے گا۔ (31 اگست 1849ء)

پھانسی کے ڈر سے خود کشی کر لی

ایک بنیے نے دو عورتوں کو زخمی کر دیا اور پھانسی پانے کے ڈر سے خود اپنا گلا کاٹ کر مر گیا۔ زخمی عورتیں علاج کے بعد بچ گئیں۔ (11 ستمبر 1849ء)

انگریزوں سے نقصان دہ اڑنگا

کپتان سے جھگڑا مہنگا پڑا

کپتان گراٹ آگرہ کو جا رہے تھے' راستے میں بلب گڑھ کے علاقے میں پڑاؤ کیا۔ وہاں کے

آدمیوں نے مزاحمت کی۔ اس پر لڑائی ہوئی۔ بلب گڑھ کے نمائندے نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ کپتان گراٹ بلب گڑھ کے مندر میں گئے تھے تو مندر کے پجاری نے روکا۔ کپتان نے پجاری کو اتنا مارا کہ اس کے سر سے خون بہنے لگا اور پجاری کے دو ساتھیوں کو بھی زدوکوب کیا۔ کپتان گراٹ نے لکھا کہ "میں آگرہ کو جاتے ہوئے بلب گڑھ میں ٹھہرا۔ راجہ کے آدمیوں نے مجھے گرفتار کر لیا۔ دونوں ہاتھ باندھ کر گلے میں رسی ڈال کر کھینچتے ہوئے قلعے میں لے گئے اور اتنا مارا کہ میرے کپڑوں کے ٹکڑے ہو گئے اور سر میں چوٹ آئی۔" صاحب ایجنٹ نے دونوں مختلف بیانوں کو سن کر بڑا تعجب کیا اور فوراً" راجہ بلب گڑھ کو لکھا کہ "آپ کے لئے مناسب ہے کہ خود پلول ہوڈل پہنچ کر کپتان صاحب سے معافی مانگیں اور راضی نامہ لے کر ہم کو بھیج دیں کیونکہ کپتان گراٹ گورنر جنرل کے آدمی ہیں اور استغاثہ گورنر جنرل تک جائے گا۔ ایجنٹ آفس سے گورنر کے دفتر کو بھی رپورٹ بھیجی جائے گی' نتیجہ آپ کے لئے اچھا نہیں نکلے گا اس لئے کپتان صاحب کو راضی کر لینا ہی مناسب ہے۔" (20 جولائی 1849ء)

(مرتا کیا نہ کرتا) راجہ نے مفسدوں کو سزا دی۔ کسی کو موقوف کیا' کسی کو قید کیا اور خود پلول پہنچ کر کپتان صاحب سے مفسدوں کا قصور معاف کرایا اور کپتان صاحب کا راضی نامہ لے کر ایجنٹ آفس کو بھیج دیا۔ (31 جولائی 1849ء)

راجہ بلب گڑھ کا خط (ایجنٹ آفس میں) آیا: "میری ریاست کے ملازموں نے کپتان (گراٹ) کاٹن سے مقابلہ کیا تھا' اس جرم میں مَیں نے مندرجہ ذیل سزائیں دیں: کوتوال کو چھ ماہ کی قید اور سو روپے جرمانہ' تھانیدار کو تین ماہ کی قید اور پچاس روپے جرمانہ' تھانے کے تین محرروں کو دو دو مہینے کی قید اور پچاس پچاس روپے جرمانہ' چھ چوکیداروں کو دو دو مہینے کی قید۔ اطلاعاً" عرض ہے۔" حسبُ الحکم خط داخل دفتر کر دیا گیا۔ (4 اگست 1849ء)

(بعد کی خبر) ایک گمنام عرضی (ایجنٹ آفس میں) آئی کہ بلب گڑھ کے ریاستی نمائندے مکتا پرشاد نے دہلی سے بلب گڑھ جا کر کوتوال اور تھانیدار کو سفارش کر کے رہا کرا دیا اور راجہ سے کچھ روپے لے کر چلے آئے۔ صاحب ایجنٹ نے مکتا پرشاد سے دریافت کیا۔ مکتا پرشاد نے عرض کی کہ مجھے کچھ معلوم نہیں' کیا واقعہ ہے۔ (14 اگست 1849ء)

سائیس کی موقوفی، میدانِ جنگ کا نقشہ

آگرہ میں مسٹرڈی گرز نے اپنے سائیس کو موقوف کر دیا تھا۔ سائیس کو موقوفی کا اتنا صدمہ ہوا کہ اس نے تلوار لا کر اول بیرے پر وار کیا، پھر کوٹھی کے اندر گھس گیا۔ میم شور سن کر باہر آ رہی تھیں کہ ان کو زخمی کیا۔ صاحب کے بچے کے بھی ایک خفیف چوٹ آئی۔ صاحب کو اطلاع ملی تو وہ دوڑ کر آئے۔ سائیس نے ان کو بھی زخمی کیا اور خوب زخمی کیا۔ یہ دیکھ کر ایک جمعدار دوڑ کر سائیس سے لپٹ گیا۔ خوب گتھم گتھا ہوئی مگر جمعدار نے حملہ آور کو چھوڑا نہیں، پکڑ ہی لیا۔ صاحب کے بہت زخم آئے ہیں۔ حملہ آور کوتوالی میں بند ہے۔ (31 اگست 1849ء)

کوتوال کو لینے کے دینے پڑ گئے

حیدر آباد سے خبر آئی کہ محمد وزیر کوتوال نے عرب سپاہیوں کو تعینات کر کے حکم دے دیا کہ کنٹنجنٹ (عارضی امدادی فوج) کے انگریزوں کو شہر کے اندر نہ آنے دیں۔ ریزیڈنٹ بہادر نے اس کی اطلاع والئ حیدر آباد کو دے دی۔ نظام، کوتوال کی اس حرکت سے ناخوش ہوئے اور کوتوال پر چار ہزار روپے جرمانہ کر کے عرب سپاہیوں کو شہر کے دروازوں سے اٹھوانے کا حکم دے دیا تا کہ حسبِ رواجِ قدیم شہر کے اندر انگریزوں کی آمدورفت جاری رہے۔ (9 فروری 1849ء)

فائدہ مند قانونی اڑنگا

ایک جاگیردار اڑ گیا اور ضابطے کی لڑائی جیت لی

امین الدین خاں جاگیردار لوہارو کا خط (صاحب ایجنٹ کے نام) آیا کہ کوتوال دہلی نے مجھ سے اقرار نامہ طلب کیا ہے کہ اگر آپ کے ہاتھی کسی سیر تماشے یا شادی غمی میں جائیں تو فیل بان بہت ہوشیاری سے لے جائیں، پبلک کو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچنے پائے۔ مفادِ عامہ کے اعتبار سے روبکار بالکل ٹھیک ہے۔ میں اپنے ہاتھی کسی جگہ بغیر احتیاط کے نہیں بھیجوں گا

لیکن کوتوال کا مجھ سے اقرار نامہ طلب کرنا مناسب نہیں۔ امیدوار ہوں کہ کوتوال دہلی کو اقرار نامہ طلب کرنے کی ممانعت فرمائی جائے۔ صاحب ایجنٹ نے جواب بھیجا کہ ہم کو فوجداری کے حکم میں دخل نہیں ہے۔ (14 اگست 1849ء)

مجسٹریٹ کا روبکار (صاحب ایجنٹ کے نام) آیا کہ تمام جاگیرداروں اور رئیسوں نے مجسٹریٹ کی ہدایت کے موافق اپنے اپنے ہاتھیوں کو احتیاط سے چلانے کا اقرار نامہ لکھ دیا ہے مگر امین الدین خاں جاگیردار لوہارو اقرار نامہ لکھنے سے انکار کرتے ہیں۔ صاحب ایجنٹ نے لوہارو کے نمائندے سے فرمایا کہ آپ کے نواب صاحب عدالت کے حکم کے خلاف کرتے ہیں' یہ بات اچھی نہیں ہے۔ سب جاگیرداروں نے اقرار نامے لکھ دیئے ہیں' آپ بھی لکھ دیں۔ لوہارو کے نمائندے نے عرض کی کہ ریاست لوہارو کے نمائندے کا تعلق ایجنٹ آفس سے ہے' مجسٹریٹ سے نہیں ہے۔ امین الدین خاں اقرار نامہ نہیں لکھیں گے۔ اگر جناب عالی زیادہ تاکید فرمائیں گے تو ہاتھیوں کو فروخت کر دیں گے یا لوہارو کو بھیج دیں گے' دہلی میں نہیں رکھیں گے۔ صاحب ایجنٹ نے فرمایا کہ آپ کا عذر بے جا ہے۔ کچھ دیر بعد امین الدین خاں خود آگئے اور کچھ گفتگو کر کے لوہارو چلے گئے۔ (7 ستمبر 1849ء)

صاحب ایجنٹ نے مجسٹریٹ کو لکھا کہ ہاتھیوں کو احتیاط سے رکھنے کا اقرار نامہ فیل بانوں سے لینا چاہیے تھا' جاگیرداروں سے لینا بے جا تھا اس لئے امین الدین خاں سے اقرار نامہ نہ لیا جائے۔ (11 ستمبر 1849ء)

نواب نے دیہات ہڑپ ہونے سے بچا لئے

نواب بہادر جنگ خاں جاگیردار کے دو گاؤں ضلع رہتک کے کلکٹر نے اپنے ضلع میں اس شرط کے ساتھ شامل کر لئے تھے کہ ان کی آمدنی بہادر جنگ خاں کو ادا ہوتی رہے گی لیکن جب صاحبِ ضلع نے دونوں دیہات کی آمدنی بہادر جنگ خاں کو ادا کی تو حقوقِ تحصیل بہادر جنگ خاں سے طلب کئے۔ خان مذکور نے جواب دیا کہ اگر میں یہ دونوں گاؤں اپنی خواہش سے تحصیل کرنے کے لئے کلکٹر کو دیتا تو بے شک تحصیل کے حقوق مجھ پر واجب ہوتے لیکن کلکٹر نے تو خود اپنی مرضی سے یہ دونوں گاؤں اپنے ضلع میں اس شرط کے ساتھ شریک کئے تھے کہ

ان کی پوری آمدنی مجھے دیتے رہیں گے اس لئے میں کلکٹر کو حقِ تحصیل کا ایک پیسہ بھی نہ دوں گا۔ کلکٹر نے اس جھگڑے کی رپورٹ صدر آگرہ کو بھیجی۔ وہاں سے جواب آیا کہ بہادر جنگ خاں ٹھیک کہتے ہیں' ہم نے ان کو حقِ تحصیل معاف کر دیا۔ اس کے بعد لفٹننٹ گورنر آگرہ نے اپنے اس حکم کی ایک نقل رہتک کے کلکٹر کو بھیج دی اور ایک نقل بہادر جنگ خاں کو بھیج دی۔ (20 مارچ 1849ء)

ریاستی امور میں دخل اندازی

مان نہ مان' میں دولہا کی تائی

صاحب ایجنٹ نے راجہ بلب گڑھ کو لکھا کہ موضع جسولہ علاقہ بلب گڑھ کے زمیندار سرکش ہیں' اس لئے آپ موضع مذکور کو سرکار کے سپرد کر دیجئے۔ موضع مذکور میں سرکاری انتظام ہو جائے گا اور سرکار کی طرف سے لگان وصول کر کے آپ کو بھیجا جاتا رہے گا۔ (29 مئی 1849ء)

راجہ بلب گڑھ کا خط آیا کہ موضع جسولہ کے زمیندار سرکش ہیں اس لئے گورنمنٹ نے براہِ راست موضع مذکور اپنے انتظام میں لینے کی تجویز کی ہے مگر اس تجویز میں کمترین کی کسی قدر توہین ہے اس لئے موضع مذکور کو براہِ راست گورنمنٹ کے زیرِ انتظام نہ لیا جائے' آئندہ ریاست کی طرف سے زمینداروں کا کافی بندوبست کر دیا جائے گا۔ (12 جون 1849ء)

زبردست خاں زیردست ہو گئے

اطلاع دی گئی کہ زبردست خاں فرخ نگری' صاحب کلاں بہادر کی خدمتِ اقدس میں ملاقات کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے تھے۔ صاحب کلاں بہادر نے ان سے کہا کہ تم شہر میں بدامنی پھیلاتے ہو اور علاقہ فرخ نگر کے زمینداروں کو تنگ کرتے ہو لہٰذا تم کو چاہیے کہ فوراً شہر خالی کر دو۔ اس نے عرض کیا کہ نواب فرخ نگر نے حضور سے خلافِ واقعہ عرض کیا ہے۔ (24 اپریل 1846ء)

زبردست خاں فرخ نگری کا خط بادشاہ سلامت کی خدمت میں پیش ہوا۔ اس میں لکھا تھا

کہ فرخ نگر جانے کے لئے مجھ سے ضمانت طلب کی گئی ہے مگر کوئی ضامن میسر نہیں آتا۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ میری طرف سے کسی قسم کی بدچلنی عمل میں نہ آئے گی اور میں فرخ نگر میں پہنچ کر نہایت باامن اور مرنجاں مرنج زندگی بسر کروں گا۔ (یکم مئی 1846ء)

عرض کیا گیا کہ رئیس فرخ نگر کی شکایتیں بہت کثرت سے موصول ہو رہی ہیں۔ رعیت ان کے ظلم و جور سے تنگ آ گئی ہے۔ حد یہ ہے کہ مزدوروں سے کام لیا جاتا ہے لیکن ان کو مزدوری نہیں دی جاتی۔ محکمہ ایجنٹی کی طرف سے فرخ نگر کے وکیل کو حکم دیا گیا کہ اپنے مؤکل کو ہدایت دو کہ وہ مزدوروں کو مزدوری دے کر ان کے ساتھ راضی نامہ کر لیں ورنہ اس نوابی سے اپنے آپ کو علیحدہ تصور کریں۔ (31 جولائی 1846ء)

(اور پھر ایک عرصے بعد) زبردست خاں فرخ نگری کا خط صاحب ایجنٹ کے پاس آیا کہ بندہ یہاں بیمار رہتا ہے' علاج کرانا چاہتا ہے لہٰذا فرخ نگر کو جانے کی اجازت دے دی جائے۔ فرمایا کہ اس بات کا مچلکہ دو کہ آئندہ میں کسی کو نہیں بہکاؤں گا اور رئیس کا راضی نامہ بھی داخل کرو' اس وقت اجازت دے دی جائے گی۔ (9 مارچ 1849ء)

زبردست خاں نے ایک ہزار کا مچلکہ داخل کیا اور درخواست دی کہ فدوی کو فرخ نگر جانے کی اجازت دے دی جائے' کم ترین ریاست فرخ نگر کے معاملات میں کسی طرح کا دخل نہ دے گا۔ صاحب ایجنٹ نے اجازت دے دی۔ (10 جولائی 1849ء)

انگریزوں کو سربلند خاں کی سربلندی ایک آنکھ نہ بھائی

گورنر آفس کے حکم کے بموجب صاحب ایجنٹ نے بہادر جنگ خاں کو لکھ دیا کہ سربلند خاں تحصیلدار پرگنہ دادری کو آپ نے موقوف کر دیا ہے مگر اس کا قیام پرگنہ دادری میں ہی ہے۔ یہ مناسب نہیں ہے' اس کو پرگنے سے نکال دیجئے۔ (29 مئی 1849ء)

بہادر جنگ خاں رئیس بہادر گڑھ کا خط آیا کہ لفٹنٹ گورنر کے حکم کے موافق سربلند خاں تحصیلدار کو میں نے موقوف کر دیا ہے' وہ خود اپنے وطن کو چلا جائے گا۔ اگر نہ جائے گا تو میں حدودِ ریاست سے نکلوا دوں گا۔ (8 جون 1849ء)

نواب دوندے خاں والیٔ دوجانہ کا خط آیا کہ بہادر جنگ خاں نے سرکاری حکم کے مطابق

سربلند خاں تحصیلدار کو اپنی حدود سے خارج کر دیا۔ اب سربلند خاں دوجانہ کے علاقے میں سکونت رکھنی چاہتا ہے' حکمِ عالی سے مطلع فرمایا جائے۔ صاحب ایجنٹ نے جواب بھیجا کہ سربلند خاں جھجر اور بہادر گڑھ کے درمیان نااتفاقی پیدا کرنے کا بانی ہے اس لئے اس کو آپ اپنے علاقے میں بھی نہ رکھیں۔ (12 جون 1849ء)

جرنل سمند خاں نے ایجنٹ آفس کو لکھا کہ برسات کا زمانہ ہے' بار برداری کی دشواری ہے' سواریوں کی کمی ہے اس لئے میرے بھائی سربلند خاں کو صرف برسات برسات دوجانہ میں رہنے کی اجازت عطا فرمائی جائے' برسات کے بعد وہ بیوی بچوں کو لے کر وطن چلا جائے گا۔ صاحب ایجنٹ نے جواب میں بھیجا کہ بار برداری کی کوئی کمی نہیں' سواریاں بہت ملتی ہیں' دوجانہ میں قیام کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ (29 جون 1849ء)

نواب دوندے خاں والیٔ دوجانہ کا خط آیا کہ سربلند خاں دوجانہ کے علاقے میں رہنے کے لئے آیا تھا مگر میں نے اس کو اجازت نہیں دی' مجبوراً" وہ دہلی چلا گیا۔ (ایضاً)

کھیلے ماریں امو جان' بات کرو تو نکلے جان

الور سے آنے والوں کی زبانی معلوم ہوا کہ راج کی طرف سے منشی امو جان دیوان کو ان کے ساتھیوں سمیت ملازمت سے سبکدوش کر دیا گیا ہے اور ان کی جگہ مرزا اسفندیار کو دیوان بنایا گیا ہے۔ امو جان اور ان کے ساتھی تحصیلدار تھانیدار وغیرہ سینکڑوں اہل کار زیرِ حراست ہیں۔ لاکھوں روپے کی حساب فہمی ان سے کی جائے گی۔ (22 مئی 1849ء)

ایجنٹ اجمیر نے راجہ الور کو لکھا تھا کہ امو جان اور ان کے بھائیوں سے حساب فہمی کر لی جائے مگر اُن کو بے عزت نہ کیا جائے' اگر کوئی مر گیا تو اُس کے جواب دہ آپ ہوں گے۔ راجہ راؤ نے ریزیڈنٹ کی تحریر پڑھتے ہی امو جان سے کہا کہ تم نے ہمارے خلاف ریزیڈنٹ کو لکھا ہے؟ امو جان نے جواب دیا کہ فدوی نے کوئی استغاثہ نہیں کیا' اگر ثابت ہو جائے تو کمترین کو توپ سے اڑوا دیا جائے۔ (12 جون 1849ء)

پیر آیا پیر آیا دوڑنا

نواب صاحب جھجر کو ایجنٹ آفس سے لکھا گیا "سنا گیا ہے کہ آپ نے اپنے پیر فیض علی

شاہ کو بلوایا تھا اور پیر صاحب ہاتھی پر سوار ہو کر دو سو افغانوں کی جمعیت کے ساتھ آئے تھے کیفیت تحریر کیجئے۔" نواب صاحب نے جواب بھیجا کہ خبر غلط ہے' پیر صاحب میرے پاس نہیں آئے۔(10 جولائی 1849ء)

راجہ چلا شکار' شک میں پڑی سرکار

والیٔ نیپال بکثرت فوج کو ساتھ لے کر علاقہ ٹیری (متصل سرحد انگریزی) میں شکار کے لئے آئے تھے' اب واپس نیپال کو چلے تھے۔ شکار میں زیادہ فوج کی ضرورت نہیں ہوتی اور زیادہ فوج ساتھ لے جانے میں طرح طرح کے شکوک پیدا ہوتے ہیں اس لئے میجر تھرسے ریزیڈنٹ نیپال نے مہاراجہ نیپال کو ہدایت کر دی کہ آئندہ مذکورہ بالا علاقے میں شکار کھیلنے کے لئے جاتے وقت آپ زیادہ فوج ہمراہ نہ لے جائیں۔(9 فروری 1849ء)

حیدر آباد پر قبضے کی انگریزی منصوبہ بندی

بظاہر انتظام حیدر آباد کے سلسلے میں ریزیڈنٹ بہادر کی یہ رائے ہے کہ چار کمشنر مقرر کئے جائیں۔ سرکار کا ایک آدمی ریاست کے فنانس کی دیکھ بھال کے لئے تعلقدار کے پاس رہے' مختار کاری کا انتظام ریزیڈنٹ کی رائے سے ہو' پانچ سال تک مالیات میں کسی کا دخل نہ ہو' اہل کاروں کی موقوفی بحالی اپنی طرف سے ہو۔ غرض یہ آٹھ باتیں ہیں جن پر آئندہ بندوبست تک عمل ہونا چاہیے' لیکن نواب حاتم الدولہ بہادر کو یہ باتیں منظور نہیں ہیں اس لئے مشورہ ہو گا۔ (9 فروری 1849ء)

دکن سے خبر آئی ہے کہ حکومتِ حیدر آباد پر سرکار (ایسٹ انڈیا) کمپنی کا پچاس لاکھ روپیہ قرض ہے۔ کمپنی نے والیٔ حیدر آباد کو ایک سال کی مہلت دی ہے۔ اگر والیٔ حیدر آباد ایک سال میں کمپنی کا قرض بے باق نہیں کریں گے تو اُن کو حکومت سے ہٹا دیا جائے گا اور ملک پر کمپنی کا قبضہ ہو جائے گا۔(6 جولائی 1849ء)

سرکار کمپنی کا پچاس لاکھ روپیہ ریاستِ حیدر آباد کے ذمے قرض ہے۔ سرکار کی طرف سے زیادہ تقاضا کیا گیا تو ریاست کی طرف سے پندرہ لاکھ روپے کی سالانہ قسط مقرر کر دی گئی۔ (13 جولائی 1849ء)

اصول پرست انگریز نے گورنری پر لات ماردی

خبر آئی ہے کہ ستارہ پر انگریزی قبضہ ہوگیا ہے اور سرکار نے آٹھ ہزار روپے ماہوار مہارانی ستارہ کی تنخواہ مقرر کردی ہے اور چھ ہزار روپے ماہوار مہارانی کے لواحقین کی تنخواہ مقرر کی گئی ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ مسٹر ریڈ سیکرٹری اور ولیم صاحب سیکرٹری نے گورنمنٹ بمبئی سے درخواست کی تھی کہ ستارہ پر سرکاری قبضہ کرلیا جائے مگر گورنر بمبئی نے اس تجویز سے اختلاف کیا تھا اور جواب دیا تھا کہ ستارہ پر قبضہ کرنے کا ہمیں کوئی حق نہیں ہے کیونکہ یہ حق مہاراجہ ستارہ کے وارثوں کا ہے۔ جب یہ خبر انگلستان میں پہنچی تو وہاں سے گورنر بمبئی کے خلاف ناراضی کا حکم آیا اس لئے گورنر بمبئی نے گورنری چھوڑدی اور ولایت چلے گئے۔

(20 مارچ 1849ء)

جاگیرداروں کے قلعے زمیں بوس

ساری جاگیروں کے قلعے اور گڑھیاں منہدم کردینے کا سرکاری حکم ہوگیا۔ کوئی جاگیردار اپنی جاگیر میں قلعہ باقی نہیں رکھ سکتا۔ (12 جون 1849ء)

انگریزوں کی حکمت عملی

ہمیں آتے دیکھو تو فوراً کنارے لگ جاؤ

22 اپریل کو رابرٹسن صاحب نے تین پروانے کوتوال شہر (دہلی) کے نام جاری کئے۔ اول یہ کہ سونے چاندی کا بھاؤ روز مرہ لکھا کرو۔ دوسرے یہ کہ جو توپیں (پنجاب میں لڑائی کے دوران) لاہور سے آئی ہیں ان کی مرمت کے لئے سامان بھیجو اور سامان کے ساتھ لوہار اور قلعی گروں کو بھی آنا چاہیے۔ تیسرے یہ کہ تمام ہندوستانی اُمرا کو اطلاع دے دی جائے کہ جب ہاتھی پر سوار ہو کر بازار میں نکلیں اور سامنے سے کسی انگریز کی سواری آتی ہوئی ملے تو اپنے ہاتھیوں کو بالکل کنارے کرلیا کریں تاکہ آنے جانے میں مزاحمت نہ ہو۔ کوتوال شہر نے اُمرا کو

اس حکم کی اطلاع بھیج دی اور دیگر امور کی انجام دہی کے لئے انتظامات شروع کر دیئے۔ (22 مئی 1846ء)

خط واپس' لفافہ چھوٹا ہے

نواب دوجانہ نے لفٹنٹ گورنر کو صحت کی مبارک باد کا پیام تحریری بھیجا تھا مگر صاحب ایجنٹ نے تحریر واپس کر دی اور لکھ دیا کہ لفافہ چھوٹا ہے' بڑے لفافے میں بند کر کے روانہ کیجئے۔ (29 جون 1849ء)

زین العابدین خاں کو کورا جواب

زین العابدین خاں کا خط آیا کہ میں بیمار ہوں اور حاکمِ بنارس نے میری تنخواہ بند کر دی ہے۔ اگر جنابِ عالی ڈاکٹر راس کو لکھ دیں کہ میری حالت کا معائنہ کرنے کے بعد واقعی کیفیت بنارس کو لکھ بھیجیں اور تنخواہ منگوا دیں تو پرورش ہو گی۔ صاحب ایجنٹ نے جواب دیا کہ ہم نہیں لکھ سکتے۔ (4 ستمبر 1849ء)

نہ اِدھر کی' نہ اُدھر کی

بہادر جنگ خاں کا خط آیا کہ میں رام پرشاد کو اپنا نمائندہ بنا کر لفٹنٹ گورنر بہادر کے پاس شملہ بھیجنا چاہتا ہوں' پروانہ اجازت مرحمت فرمایا جائے۔ صاحب ایجنٹ نے جواب بھیجا کہ یہاں سے نہ اجازت مل سکتی ہے' نہ ممانعت کی جا سکتی ہے۔ (26 جون 1849ء)

نہ آئے کی واپسی' نہ گئے کا غم

بہادر جنگ خاں کا خط آیا کہ علاقہ بہادر گڑھ کی پانچ اسامیاں فرار ہو کر رہتک کے علاقے میں انگریزی عمل داری میں جا کر آباد ہو گئی ہیں' ان کو گرفتار کرا کے واپس بھیج دیا جائے۔ صاحب ایجنٹ نے فرمایا: انگریزی سرکار کا قاعدہ نہیں ہے کہ آئے ہوئے کو گرفتار کرا کے واپس بھیج دے۔ گورنر آفس کا حکم ہے کہ اگر انگریزی عمل داری سے کوئی کاشت کار فرار ہو کر کسی ریاست کے علاقے میں جا کر آباد ہو جائے تو رئیس کو اختیار ہے کہ گرفتار کرا کے واپس بھیج دے یا نہ بھیجے' انگریزی گورنمنٹ اپنے علاقے میں بھاگ کر آئے ہوئے کاشت کار کو گرفتار

کرکے ریاست کو واپس نہیں کرے گی۔ نہ آئے کی واپسی' نہ گئے کا غم۔ (23 اکتوبر 1849ء)

"گئے کا غم" در آیا

نیمچ کے کلکٹر نے نواب صاحب جھجر کو لکھا تھا کہ مستی مول چند ایک ساہوکار کے پانچ سو روپے چُرا کر پرگنہ کانوڑ علاقہ جھجر میں جاکر سکونت پذیر ہو گیا ہے' ملزم کو مع روپے کے گرفتار کرکے بھیج دیا جائے۔ نواب صاحب نے جواب بھیجا کہ ملزم کی تلاش جاری ہے' جس وقت دستیاب ہو گا فوراً" گرفتار کرکے بھیج دیا جائے گا۔ (5 جون 1849ء)

تم آم کھاؤ' ہمیں گٹھلیاں چبانے دو

راجہ بلب گڑھ کی تحریر آئی کہ مسٹر کالوِن مجسٹریٹ دہلی کی رپورٹ کے موافق آفس سے بیلوں کی چوری کرنے والوں کو گرفتار کرکے بھیجنے کا حکم صادر ہوا ہے۔ میرے آدمیوں نے بیل تو برآمد کرکے بجھوا دیئے ہیں' رہے چور تو اُن کو بھیجنے کی کوئی ضرورت معلوم نہیں ہوتی' یہیں ان کو سزا دے دی جائے گی۔ صاحب ایجنٹ نے تحریر کی نقل مجسٹریٹ دہلی کو بھیج دی۔ (ایضاً)

مفت کا سامان' دان کرے پردھان

کرنل جان لو صاحب' ریزیڈنٹ راجپوتانہ' الور کے دورے پر گئے تھے۔ مہاراجہ الور نے رخصت کے وقت دو ہاتھی' پانچ گھوڑے اور پوشاک کی کچھ کشتیاں پیش کیں۔ صاحب بہادر نے "حسبِ معمول" انکار کر دیا۔ راجہ نے اصرار کیا تو صاحب نے سب چیزیں لے کر خیرات کر دیں۔ (18 جنوری 1849ء)

"فرصت نہیں ہے"

گنگا رام' دہی سنگھ پسران راجہ امید سنگھ اپنے لڑکے بلدیو سنگھ کو ساتھ لے کر حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ بہ تقریبِ شادی غریب خانہ پر محفلِ رقص ہے' رونق افروز ہو کر عزت افزائی فرمائی جائے۔ صاحب ایجنٹ نے فرمایا کہ فرصت نہیں ہے' آنا نہیں ہو سکتا۔

(26 جنوری 1849ء)

دو خط صاحب ایجنٹ کی خدمت میں پیش ہوئے۔ ایک کا مضمون تھا کہ سورج نرائن

بغرضِ بازیابی حاضر ہونا چاہتا ہے۔ فرمایا کہ فرصت کے وقت بلا لیا جائے گا۔ (ایضاً)

امین الدین خاں جاگیردار لوہارو نے ایجنٹ بہادر کو لکھا تھا کہ میں اپنی جاگیر کو واپس جانے والا ہوں اس لئے رخصتی ملاقات کے لئے حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ ایجنٹ بہادر نے جواب دیا کہ ہمیں ملاقات کی فرصت نہیں ہے۔ (13 مارچ 1849ء)

بہادر سنگھ داروغۂ املاک شاہِ اودھ ملاقات کے لئے آئے تھے مگر صاحب ایجنٹ نے مصروفیت کا عذر کر کے ملاقات کا موقع نہیں دیا۔ (یکم جون 1849ء)

ضیاء الدین خاں (برادر امین الدین خاں جاگیردار لوہارو) نے اپنے نمائندے کے ہاتھ ایجنٹ آفس میں خط بھیجا کہ شملہ کے مجسٹریٹ نے مجھے شملہ میں ٹھہرنے کی اجازت نہیں دی اور نہ مسٹر الیٹ صاحب چیف سیکرٹری نے ملاقات کا وقت دیا۔ مجسٹریٹ نے صاف طور پر کہہ دیا کہ آپ صاحب ایجنٹ کی اجازت سے نہیں آئے ہیں' اس لئے میں یہاں قیام کی اجازت نہیں دے سکتا۔ بہ ادب عرض ہے کہ ایک چٹھی چیف سیکرٹری صاحب کو لکھ دی جائے تاکہ شملہ کے قیام میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے۔ (ایضاً)

مصطفیٰ خاں جاگیردار کے نمائندے نے اپنے آقا کی طرف سے ملاقات کی خواہش کی۔ صاحب نے فرمایا کہ فرصت نہیں ہے۔ نیز خبر آئی کہ شاہی نمائندے نے بادشاہ کے خسر احمد قلی خاں کی طرف سے ملاقات کی خواہش کی۔ صاحب نے فرمایا کہ اس وقت فرصت نہیں ہے' کوٹھی پر بہت انگریز جمع ہیں۔ (4 ستمبر 1849ء)

کچھ جاگیرداروں نے صاحب ایجنٹ کے لڑکے سے ملنے کی خواہش کی تھی۔ صاحب نے ان کو جواب بھیجا کہ اس وقت وہ (اردو) زبان سیکھنے میں مشغول ہے' فرصت کا وقت نہیں ہے۔ مجبوری ہے کہ ملاقات نہیں ہو سکتی۔ (9 اکتوبر 1849ء)

معزز ہندوستانی اجلاس سے آؤٹ

ایجنٹ آفس میں کمیٹی ہوئی۔ صدرُ الصدور، حکیم احسن اللہ خاں' زین العابدین' ڈاکٹر راس' مسٹر کالون' کپتان قلعہ اور مسٹر کیپ وغیرہ اجلاس میں موجود تھے۔ صاحب ایجنٹ نے فرمایا کہ کمیٹی میں ہندوستانیوں کی ضرورت نہیں ہے' ہندوستانی اصحاب باہر تشریف لے

جائیں۔ چنانچہ سب ہندوستانی اجلاس سے باہر چلے گئے اور انگریزوں کی کمیٹی ہوئی۔ (26 جون 1849ء)

انگریزوں نے دربار لگایا

ماہِ گزشتہ (نومبر 1845) کی پندرہ اور سترہ تاریخ کو نواب گورنر جنرل بہادر نے ایک عظیم الشان دربار منعقد کیا۔ عمائدین' رؤسا' شرفا اور خاص خاص اصحاب شریک تھے۔ تمام اہلِ دربار کو اُن کے مرتبے کے موافق انعام واکرام دیا گیا...... دُور دُور سے انگریزوں کو بلایا گیا تھا۔ بڑے بڑے صاحبانِ عالی شان تشریف فرما تھے۔ مجمع بہت بارونق تھا۔ دو گھنٹے تک ملکی معاملات پر تقریریں ہوئیں۔ اس کے بعد دو نئے آدمیوں نے نواب گورنر جنرل بہادر سے تعارف حاصل کیا۔ محفل میں ہر شخص شاداں و فرحاں نظر آتا تھا۔ حاضرین میں سے ہر ایک کے' بالخصوص حاکموں اور افسروں کے' چہروں پر افتخار و کامیابی کی سرخی جھلک رہی تھی۔ اس کے بعد انعامات تقسیم کئے گئے .... اس موقع پر نذریں بھی پیش کی گئیں جو شکریئے کے ساتھ قبول ہوئیں۔ منشیوں پر نذرانہ معاف کر دیا گیا تھا .... مولوی صدر الدین صاحب بہادر کے نذرانہ پیش کرتے وقت نواب گورنر جنرل بہادر کے سیکرٹری نے کہا کہ آپ لوگوں کی دیانت داری' انصاف پسندی' نیک نامی اور علم و فراست سے صاحب بہت مسرور اور رضامند ہیں۔ ان مراسم کے ادا ہونے کے بعد جلسہ خیر و خوبی کے ساتھ ختم ہو گیا۔

شام کے وقت نواب گورنر جنرل بہادر نواب عبدالرحمٰن خاں کی کوٹھی پر رونق افروز ہوئے۔ والی جھجر برج طلائی سے استقبال کے لئے باہر تشریف لائے اور کوٹھی میں نزولِ اجلال فرمایا۔ ایک سو ایک سلامی کی توپیں چھوڑی گئیں۔ اکتالیس کشتی پارچہ اور جواہرات' دو ہاتھی اور دو گھوڑے' جن کے ساتھ طلائی و نقرئی سامان بھی تھا' نذر پیش کی۔ نذروں کا معاملہ جب ختم ہو گیا تو محفلِ رقص و سرود کے انعقاد کی باری آئی۔ پھر سیر و تفریح میں مشغول ہوئے اور اس سے فراغت حاصل کرنے کے بعد لشکر گاہ میں تشریف لے گئے۔

(خبر کی تفصیل کے بعد اخبار نویس اجتماعی تبصرہ پیش کرتا ہے کہ) جس صورت میں موجودہ گورنر جنرل کے عہد میں ہر ایک کے ساتھ حسنِ سلوک اور اخلاق و عنایات کا برتاؤ کیا گیا اس

سے پہلے ایسا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ رعایا میں ہر چھوٹے بڑے کی زبان پر اُن کے عدل و داد کے تذکرے جاری ہیں۔ ان کے عہد کی یہ خصوصیت ہے کہ انشاپردازوں اور تحصیل داروں تک خلعت تقسیم کیا گیا۔ اس سے قبل ایسا نہیں ہوا تھا کہ نواب گورنر جنرل کسی کے مکان میں بہ نفس نفیس تشریف لے جائیں بلکہ ہمیشہ سیکرٹری جایا کرتے تھے۔ مگر یہ گورنر جنرل والیٔ جھجر کے مکان پر خود تشریف لے گئے۔ (19 دسمبر 1845ء)

انگریزی انصاف کا حال!

عدالت یا بیگار کیمپ؟

عدالت سے کوتوال شہر کے نام پروانہ جاری ہوا کہ سات سو چھکڑے بیگار میں پکڑ کر میگزین میں پہنچائے جائیں۔ (27 مارچ 1849ء)

ایجنٹ بہادر جگا ٹیکس دلوائے ہے"

محمد علی خاں اور محمود علی خاں لوہاماجرا والوں نے ایک عرضی ایجنٹ بہادر کی معرفت لندن کے بادشاہ کو بھیجی ہے کہ ہم کو چھ سو روپے ماہوار تنخواہ مذکورہ دیہات کی آمدنی سے ملتی تھی مگر اس تنخواہ کی رقم سے دو سو روپے ماہوار بغیر کسی دعویٰ کے رنجیت خاں لے لیتا ہے۔ اس واسطے ہم امیدوار ہیں کہ صاحب ایجنٹ دہلی کو حکم دیا جائے کہ وہ آئندہ دو سو روپے رنجیت خاں کو نہ دیا کریں۔ (ایضاً)

مجسٹریٹ کی "غریب ماری"

مسٹر کالوِن مجسٹریٹ دہلی نے شہر کے سب چوکیداروں کو حکم دیا ہے کہ اپنی وردی خود تیار کرو۔ وردی میں سرخ پگڑی، سیاہ انگرکھا اور زرد پائجامہ ہونا چاہیے۔ وردی تیار ہونے کے بعد ملاحظے میں پیش کرنا ضروری ہے۔ چوکیداروں نے عرضی دی کہ تین روپے کی تنخواہ میں خشک روٹی ملنی مشکل ہے، وردی کس طرح تیار کی جاسکتی ہے؟ مگر چوکیداروں کا یہ عذر قبول نہیں کیا گیا۔ (5 جون 1849ء)

(اگلے ماہ کی خبر) تھانہ فیض بازار کے چوکیداروں نے ایجنٹ آفس میں عرضی دی کہ کالوِن صاحب کلکٹرو مجسٹریٹ نے ہم کو وردی بنانے کا حکم دیا تھا اور تاکید کی تھی کہ جلد از جلد وردی کا سرخ صافہ' سیاہ انگرکھا اور زرد پائجامہ تیار کرلو ورنہ ایک ماہ کی تنخواہ جرمانہ ہوگی۔ حسبُ الحکم ہم نے وردی تیار کرالی۔ اب مجسٹریٹ صاحب نے سرکار کی طرف سے وردی تیار کرادی اور فی کس ڈھائی روپے وردی کی قیمت کا مطالبہ ہم سے کیا۔ فدویان پر یہ ظلم ہے' دوبارہ وردی کی قیمت طلب کرنی سراسر ناانصافی ہے۔ صاحب ایجنٹ نے حکم دیا کہ کلکٹر صاحب سے ہی عرض کیا جائے۔ (13 جولائی 1849ء)

ٹھاکر روئے پیسے کو گورا مار چلا

ٹھاکر اجودھیا سوداگر نے عرضی دی کہ کلین صاحب اسسٹنٹ پانی پت کے ذمے میرے تین سو روپے ہیں۔ ہرچند تقاضا کرتا ہوں مگر نہیں دیتے اور اب ولایت جارہے ہیں۔ کلین صاحب سے میرا روپیہ دلوایا جائے۔ صاحب ایجنٹ نے فرمایا کہ اس معاملے کا یہاں سے تعلق نہیں ہے۔ (4 اگست 1849ء)

جنوبی افریقہ کے سفید فام باشندوں کا پس منظر

حکومت انگلستان نے طے کیا تھا کہ آئندہ انگلینڈ کے مجرموں کو کیپ (جنوبی افریقہ) میں رکھا جائے گا مگر کیپ کے باشندوں نے کہا کہ انگلینڈ کے مجرم اگر یہاں رکھے جائیں گے تو اس ملک کے باشندوں کے اخلاق پر برا اثر پڑے گا' ہمارے ملک میں مجرموں کو نہ بھیجا جائے۔ (ایضاً)

(اگلے ماہ کی خبر) اخلاقی ملزموں کے دو جہاز انگلستان سے کیپ کے ساحل پر پہنچے۔ سب ملزم جلاوطنی کے سزایاب تھے۔ کیپ والوں نے ملزموں کو اپنے ملک میں نہیں اترنے دیا اور صاف کہہ دیا کہ ان لوگوں کی سکونت سے ہمارے ملک والوں پر برا اخلاقی اثر پڑے گا۔ مجبوراً دونوں جہاز واپس چلے گئے۔ (14 ستمبر 1849ء)

سکھوں کی دوسری لڑائی

قید ملے تو ایسی ملے

چتر سنگھ کا لڑکا گلاب سنگھ لاہور کے جیل خانے میں قید ہے۔ ایک روز لاہور کے ریزیڈنٹ' گلاب سنگھ کے پاس خیر خبر دریافت کرنے گئے۔ گلاب سنگھ نے کہا کہ آپ میرا حال کیا پوچھتے ہیں؟ پہلے میری خدمت کے لئے سولہ آدمی مقرر تھے' اب صرف دس باقی ہیں۔ ریزیڈنٹ نے کہا کہ آپ کو بدستور سولہ آدمی ہی ملیں گے۔(16جنوری 1849ء)

اُلٹی ہو گئیں سب تدبیریں' آندھی کا رُخ مار گیا

سکھوں کی شکست کا سبب یہ ہوا کہ لڑائی کے وقت سکھ جوش میں ضرور تھے مگر آندھی چل رہی تھی۔ آندھی کا رخ سکھوں کی طرف تھا اور انگریزی فوج کی پشت آندھی کی جانب تھی۔ سکھوں کا زور ہوا کی تیزی سے ٹوٹ گیا اور انگریزی فوج کی فتح ہو گئی۔(6مارچ 1849ء)

ایک معافی نہیں ہو سکتی' باقی سب منظور

پنجاب سے خبریں آئی ہیں کہ لڑائی ہار جانے کے بعد اب سکھوں کی طرف سے صلح کے پیغام آ رہے ہیں اور سکھ معافی بھی مانگ رہے ہیں۔ انگریزوں کی طرف سے جواب دیا جا رہا ہے کہ انگریزی سرکار کسی سے بلاوجہ لڑنا نہیں چاہتی' نہ خوں ریزی چاہتی ہے' نہ بلاوجہ کسی کو قید کرنا چاہتی ہے۔ اگر سکھ صلح چاہتے ہیں تو وہ انگریزی سرکار کی وفاداری اور پوری اطاعت کا عہد کریں اور اپنے حمایتی افغانوں کو افغانستان واپس بھیج دیں۔ اس صورت میں سکھوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی' البتہ سلطان محمد خاں کو معافی نہیں دی جائے گی کیونکہ اس نے میجر لارنس کو دشمن کے حوالے کر دیا تھا۔(13مارچ 1849ء)

دلچسپ

آس لگی اور ٹوٹ گئی

ملتان میں مسجد کالے کے پاس دفینہ ہونے کا پتہ کچھ آدمیوں نے دیا تھا' کھدوانے کے بعد خالی تھیلیاں برآمد ہوئیں۔ (12 جنوری 1849ء)

گوروں کو نہانے کی اجازت مل گئی

پشاور میں میجر لارنس نے سخت گرمی کی وجہ سے پلٹن کے گوروں کو غسل کرنے کی اجازت دے دی۔ (26 جون 1849ء)

تنخواہ وصول کرنے کا "مجرب" نسخہ

لکھنؤ سے اطلاع ملی کہ تنخواہ نہ ملنے وجہ سے تخمیناً "دو ہزار فیل بانوں' ساربانوں اور بہلی والوں (گاڑی بانوں) نے جمع ہو کر راستے میں نواب علی نقی خاں مختارِ عام کو گھیر کر لاٹھیوں سے مارا' پتھر مارے اور گالیاں دیں۔ دوسرے روز نواب مذکور نے سب کی تنخواہ تقسیم کر دی۔ (6 مارچ 1849ء)

ناچ میں ایسی مستی چھائی' اپنی ہستی بھول گئے

رام جی داس ساہوکار کے مکان پر طوائفوں کا ناچ تھا۔ تین آدمیوں پر ایسی محویت طاری ہوئی کہ بے خبری میں چھت سے نیچے گر پڑے۔ (5 جون 1849ء)

"مشفق مہربان" کہلوانے کی مراد بر آئی

بابو سورج نرائن نے صاحب ایجنٹ کو لکھا کہ تمام بڑے بڑے انگریز کمترین کا القاب "مشفق مہربان" لکھتے ہیں' جناب سے امید ہے کہ دستورِ قدیم کو جاری رکھیں گے۔ صاحب ایجنٹ نے اس بات کو مان لیا۔ (12 جون 1849ء)

"نواب" سے "حضورِ عالم" تک

شاہِ اودھ نے اپنا مختارِ کار امین الدولہ کو مقرر کیا ہے۔ اب لکھنؤ کے تمام آدمی امین الدولہ

کو "حضورِ عالم" کہتے ہیں "نواب" کوئی نہیں کہتا۔ (17 جولائی 1849ء)

دُبلے گھوڑے نامنظور

صاحب ایجنٹ نے نواب صاحب جھجر کو خط بھیجا کہ سواروں کو جو رسالہ آپ نے ہماری اردلی کے لئے بھیجا ہے اس کے گھوڑے دبلے ہیں۔ ہم کو دورے پر جانا ہے' گھوڑے بدل کر بھیج دیجئے۔ (4 ستمبر 1849ء)

چل میرے تحفے اگلے گھر

راجہ بلب گڑھ کے نمائندے نے راجہ کی طرف سے کیوڑے کے پانچ پھول پیش کئے' صاحب نے ڈاکٹر راس کی لڑکی کو بھیج دیئے۔ (ایضاً)

تین کھونٹ کے بعد چار کھونٹ

قلعہ غزنی کے فتح کرنے والے جوانوں کو ملکہ معظمہ کی طرف سے چاندی کے تمغے دیئے گئے تھے۔ ہر تمغہ کا چہرہ شاہی روپے کی طرح تھا لیکن وزن تین تولے تھا۔ ایک ظریف نے بڑے مزے کی بات کہی کہ اب تک چونکہ انگریزوں کی عمل داری ہندوستان کے تین اطراف میں ہے اس لئے تمغے کا وزن تین تولے رکھا گیا ہے' جب چار کھونٹ ہو جائے گی تو تمغے کا وزن چار تولے ہوگا۔ (21 اگست 1849ء)

پھوٹ کے پھل میں پھوٹ ہی کے خواص

ایک درباری نے عرض کیا کہ پھوٹ (خربوزے کی طرح کا ایک پھل) ہندوستان کے علاوہ کسی دوسرے ملک میں نہیں ہوتی۔ پھوٹ کی وجہ سے ہی انگریزوں نے ہندوستان پر قبضہ کیا اور جس روز انگریزوں میں پھوٹ ہوگی تو بس باقی رہے نام اللہ کا۔ (23 فروری 1849ء)

حیرت انگیز

اندر خانے دفینہ معلوم کرنے والا باہر خانے کی سازشوں سے لاعلم

آج کل دہلی میں بنارس کی طرف کا ایک برہمن آیا ہوا ہے جس کا دعویٰ ہے کہ میں

استخراجِ مجہولات کے ذریعہ سے چھپے ہوئے خزانے اور دفینہ کا حال بتا سکتا ہوں۔ مرزا عاشور بیگ صاحب کو جب برہمن کے اس کمال کی خبر ہوئی تو انہوں نے بلا کر کہا کہ میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ ہمارے اس مکان میں دفینہ ہے لیکن یہ نہیں معلوم کہ کس جگہ ہے۔ اگر تم خزانے کا ٹھیک پتہ بتا سکو اور وہاں سے کچھ نکل بھی آئے تو میں تم کو اس میں سے کچھ حصہ دوں گا۔ برہمن نے کہا کہ میں نشان بتاؤں گا' اگر روپیہ نکل آئے تو آدھا تمہارا آدھا ہمارا۔ حاصلِ کلام اِسی شرط پر معاملہ طے ہو گیا۔ برہمن نے حساب لگایا اور ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا۔ کھدائی شروع ہو گئی۔ برہمن اپنی طرف سے ایک آدمی کو نگرانی کے لئے چھوڑ کر خود چلا گیا۔ چند گز زمین کھودی گئی ہو گی کہ بارہ ہزار روپیہ ایک ہزار اشرفی نکلی۔ مرزا عاشور بیگ نے جب یہ رقم دیکھی تو اپنے اقرار سے پھر گئے۔ دل میں کہا کہ اپنے بزرگوں کی جمع کی ہوئی دولت کو' جو اُنہوں نے اپنی اولاد کے اڑے تھڑے وقت کے لئے رکھی تھی' اس طرح آسانی کے ساتھ دوسرے کے حوالے کر دینا بے وقوفی کی نشانی ہے۔ کوئی ایسی تدبیر سوچنی چاہئے کہ ہماری دولت کا آدھا حصہ بے کار نہ جائے اور حلال روپیہ حرام صورت میں برہمن کے صرف میں نہ آئے۔ بہت غور و فکر کے بعد یہ بات سمجھ میں آئی کہ برہمن کے مقرر کئے ہوئے آدمی کو کسی طرح اپنی طرف کر لینا چاہئے تاکہ اصل حقیقت کا کسی کو علم نہ ہو اور تھوڑے سے خرچ میں کام بن جائے۔ چنانچہ برہمن کے گماشتے سے آٹھ سو روپیہ رشوت پر یہ معاملہ طے ہو گیا کہ برہمن سے یہ ظاہر کیا جائے کہ صرف دو ہزار روپیہ نکلا ہے۔ اس پر مرزا صاحب اور گماشتے میں قسما قسمی بھی ہو گئی چنانچہ اس قرار داد کے موافق ایک ہزار روپیہ گماشتے کی ذریعے برہمن کے پاس بھیج دیا گیا۔ کچھ عرصہ تک اس واقعے کی کانوں کان کسی کو خبر نہ ہوئی مگر بعد میں راز کھل گیا اور برہمن کو اصل واقعات کا علم ہو گیا۔ اس نے اپنے گماشتے کی رشوت ستانی اور مرزا عاشور بیگ کی وعدہ خلافی کا حال کریم الاخبار کے مہتمم صاحب سے بیان کیا اور استدعا کی کہ اسے شائع کر دیا جائے۔ مہتمم صاحب نے یہ حالات اپنے اخبارات میں درج کر دیئے۔ (4 جولائی 1845ء)

گھوڑ منہ لڑکے کی پیدائش

محلہ بھوجلا پہاڑی میں ایک مسلمان کے گھر ایک عجیب وغریب لڑکا پیدا ہوا۔ اس کی صورت بالکل گھوڑے جیسی تھی اور سارے عضو بالکل آدمیوں کی طرح تھے۔ پیشاب پاخانہ کی جگہ ندارد تھی۔ اٹھارہ گھنٹے تک زندہ رہا۔ بارہ گھنٹے تک جو چیز اُس کے منہ سے لگائی جاتی تھی وہ سٹک لیتا تھا۔ اس کے بعد اس کے پیٹ میں سے زور کی آواز نکلی اور وہ مرگیا۔

"سیدالاخبار" کے ایڈیٹر صاحب نے لکھا ہے کہ کوئی سنی سنائی بات نہیں ہے بلکہ ہم نے اس کی خوب تحقیق کرلی ہے۔(25جون 1847ء)

گردن ایک' سردو

آگرہ کے محلہ تاج گنج میں ایک کالستھ کے گھر عجیب بچہ پیدا ہوا۔ بچے کے دو سر تھے' دو منہ' دو ناکیں' چار آنکھیں' دو پاؤں۔ پیدا ہونے کے بعد بچہ فوراً مرگیا۔ (21 اگست 1849ء)

سردو' کان اور آنکھیں آٹھ آٹھ

رام نگر تھانے دار نے مجسٹریٹ کو بکری کا ایک بچہ دکھایا جس کی گردن ایک تھی' سر دو تھے' آنکھیں اور کان آٹھ آٹھ تھے۔(10جولائی 1849ء)

موجودہ دَور میں ناقابلِ یقین

سڑک کی تعمیر چوالیس روپے میں مکمل

ایجنٹ کی تحریر آئی کہ پرگنہ کوٹ قاسم کی سڑک کی تیاری پر چوالیس روپے صَرف ہوئے۔(6مارچ 1849ء)

کال پڑگیا' گیہوں روپے کے صِرف سات سیر

جودھ پور اور بیکانیر میں ایسا کال پڑا کہ ایک روپے کے سات سیر گیہوں ہوگئے۔ رعایا بھاگی جارہی ہے۔(31جولائی 1849ء)

آٹا روپے کا بارہ سیر' گزارہ مشکل ہو گیا

خبر آئی کہ لاہور میں گیہوں کا آٹا ایک روپے کا بارہ سیر ہے۔ آٹھ دس آنے سے کم میں ایک آدمی کا یومیہ گزارہ نہیں ہوتا۔ (17 جولائی 1849ء)

(ایک اور خبر) لاہور میں گیہوں کا آٹا ایک روپے میں ساڑھے بارہ سیر' چاول ساڑھے دس سیر اور دال سات سیر ہے۔ (24 اگست 1849ء)

متفرق

ترقیاتی اخراجات کی وصولی

بادشاہ جہاں پناہ نے دو شقے صاحب کلاں بہادر کے نام تحریر فرمائے ...... دوسرے میں لکھا تھا کہ چاندنی چوک کے باغ کی تیاری میں جس قدر روپیہ خرچ ہو' دو حصے وہاں کی رعایا سے وصول کیا جائے اور ایک حصہ باغ کی آمدنی میں سے لیا جائے۔ (7 نومبر 1845ء)

وقائع نگارِ سلطانی کا انتقال' انشاپردازی کا کمال

آج کل دہلی میں مرض وبا کا زور ہے۔ چاروں طرف بیماری پھیلی ہوئی ہے۔ کوئی محلّہ بلکہ کوئی گھر بیماری سے خالی نہیں ہے۔ شہر میں ہر آدمی پریشان و بدحواس نظر آتا ہے۔ کسی کو زندگی کا بھروسہ نہیں۔ جس گھر میں آج شادی کی دھوم دھام ہے کل وہ ماتم کدہ بنا ہوا ہے۔ سب ایک دوسرے کو حسرت و یاس کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ موت کی وہ گرم بازاری ہے کہ کسی کو ایک دوسرے کا ہوش نہیں۔ ہر شخص یہی خیال کرتا ہے کہ کل شاید میری زندگی کا جام لبریز ہو جائے۔ بڑے بڑے صاحبِ کمال اٹھ گئے' نہ عالم کی رہائی ہے نہ شاعر کی۔ کسی کو موت کے پنجہ سے رستگاری نہیں ہے۔ کس کس کا ماتم کیا جائے' ماتم کرنے کی فرصت نہیں ملتی۔ ان نامور لوگوں میں سے جن کی وفات سے دہلی میں ماتم برپا ہے زبدۂ اولادِ مصطفوی' سلالۂ دودمانِ مرتضوی' منشیٔ سحرِ قلم' عطارد رقم' منتخب زماں' یکتائے دوراں' مصلح الدولہ سید ابوالقاسم خاں مرحوم وقائع نگارِ سلطانی کی وفاتِ حسرت آیات بھی ہے۔ میر صاحب بہت نیک خصلت' نیک

اخلاق' عالی خاندان اور خدا شناس آدمی تھے۔ افسوس ایک ہی دن میں چٹ پٹ ہو گئے۔ خدا مرحوم کو فردوسِ بریں میں جگہ دے اور اس بلائے عظیم سے دہلی والوں کو بہت جلد نجات مرحمت فرمائے جس نے بہت سے بچوں کو یتیم اور بہت سے ماں باپوں کو بے اولاد اور بہت سی عورتوں کو رانڈ اور بہت سے گھروں کو برباد کر دیا۔ (12 دسمبر 1845ء)

فالیز کی کھیتی' بیماریاں سیتی

نواب معظم الدولہ بہادر کی عرضی اِس مضمون کی بادشاہ سلامت کی خدمت میں پہنچی کہ جھروکے کی زمین پر فالیز (تربوز' خربوزہ' ککڑی وغیرہ) کی کھیتی کی وجہ سے اس قدر غلاظت و کثافت جمع ہو جاتی ہے کہ جس سے بیماریوں کے پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ وہاں کے آنے جانے والے لوگ بدبو سے پریشان ہو جاتے ہیں۔ اگر فالیز کی کھیتیاں وہاں سے اٹھا دی جائیں تو غالباً" اس قدر کوڑا کرکٹ جمع نہ ہو گا۔ امید ہے کہ حضورِ انور اس بارے میں کسی مناسب کارروائی کے جاری ہونے کا حکم نافذ فرمائیں گے۔ ارشاد ہوا کہ وہاں فالیز کی کھیتیاں آج سے تو ہیں نہیں' عرصۂ دراز سے ایسا ہوتا چلا آتا ہے' آج تک کسی نے بیماری کا خدشہ ظاہر نہیں کیا۔ اب یہ کیسی نئی بات آپ نے لکھی ہے؟ بہرحال اطبائے حاذق سے اس بارے میں مشورہ لیا جائے گا۔ اگر ان کے نزدیک فالیز کی موجودہ صورت اندیشہ ناک ہے اور اس سے بیماریوں کے پیدا ہونے کا احتمال ہے تو یقیناً" فالیز کی کھیتی باڑی کے متعلق ممانعت کا حکم جاری کر دیا جائے گا۔ بعض اراکینِ سلطنت نے عرض کیا کہ بادشاہ سلامت کو نواب معظم الدولہ نے جو کچھ اپنے عریضے میں لکھا ہے اس سے مطلب محض رفاہِ عام ہے اور بہبودئ خلائق کے علاوہ کوئی دوسرا مقصد اس میں پوشیدہ نہیں ہے۔ آئندہ حضورِ اقدس کی جو مرضی مبارک ہو وہ سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہے' ہم غلاموں کو کسی قسم کی رائے زنی کا حق نہیں ہے۔ (12 مارچ 1847ء)

ٹیلر صاحب کی چوری ہوئی' ادا کرے دربار

دربار سے کارندے کے نام حکم جاری ہوا کہ ٹیلر صاحب کے ڈیرے سے تین ہزار دو سو پچیس روپے کی چوری ہو گئی ہے۔ یہ رقم شاہی خزانے سے صاحب کو دے دی جائے۔ (5 فروری 1849ء)

دوپہر کی توپ "بچت بُرد"

راج پورہ کی چھاؤنی میں روزانہ دوپہر کو توپ چلتی تھی۔ اب کمانڈر انچیف کا حکم آیا ہے کہ روزانہ توپ چلنے میں سال بھر میں نو من بارود صرف ہوتی ہے۔ اس کی کچھ ضرورت نہیں' آئندہ توپ چھوٹنی بند کر دی جائے۔ (27 فروری 1849ء)

آدھی رات کی توپ روشنی مانگے

انگریزی عدالت نے شہر کے کوتوال اور پولیس افسروں کے نام ایک گشتی حکم بھیجا ہے کہ آدھی رات کی توپ چلنے کے بعد شہر کے کسی گلی کوچے یا بازار میں کوئی شخص نہ نکلے' اور اگر کسی شخص کو کسی خاص ضرورت سے باہر نکلنا ہو تو اس کے ہاتھ میں روشنی ہونی چاہیے۔ جس کے ہاتھ میں روشنی نہ ہو گی اسے گرفتار کر لیا جائے گا۔ (13 مارچ 1849ء)

"لکڑی" پر پابندی

صاحب مجسٹریٹ دہلی کو اطلاع ملی کہ ہولی کے موقع پر چاوڑی بازار میں ہولی کے ایک سانگ میں باہم فساد ہو گیا ہے اور آپس میں لکڑی چلی ہے اس لئے مجسٹریٹ صاحب نے کوتوال شہر کو اور دوسرے افسرانِ پولیس کو حکم دیا کہ جس شخص کے ہاتھ میں لکڑی دیکھو' پکڑ لو۔ (ایضاً)

گوروں کو شراب کم پینے کی نصیحت

جدید کمانڈر انچیف نے ملکہ رجمنٹ نمبر 96 کا معائنہ کیا اور سپاہیوں سے کہا کہ اس ملک میں شراب خوری تم کو ہلاک کر دے گی۔ (29 مئی 1849ء)

کلکتہ میں سر چارلس جیمس' جدید کمانڈر انچیف' نے سب فوج کی پریڈ دیکھی اور کچھ احکام کا اعلان کیا۔ پھر قلعہ میں گئے۔ قلعہ کے فوجی افسروں نے استقبال کیا اور قلعہ کی چیزیں دکھائیں۔ قلعہ کے اندر جو گورا فوج تھی' سب صف بستہ ہو کر سامنے آئی۔ کمانڈر انچیف اس کو دیکھ کر خوش ہوئے اور فرمایا کہ ہندوستان گرم ملک ہے' یہاں شراب کم پیا کرو۔ اس کے بعد اسلحہ خانے کی سیر کی۔ (یکم جون 1849)

ریلوے لائن کی نج کاری

آئندہ سال کلکتہ اور بنارس میں ریلوے لائن بن جائے گی اور شیئر ہولڈر اس کے مالک ہوں گے۔ حکومتِ انگلستان نے وعدہ کرلیا ہے کہ ننانوے سال تک حصے داروں کو پانچ روپے سینکڑہ سالانہ سود دیا جائے گا اور اگر اس سے زیادہ نفع ہوا تو اس میں سے نصف حصہ گورنمنٹ لے لے گی اور نصف حصے داروں کو دے دے گی۔

(12 جون 1849ء)

اپنے زندہ ہونے کی شہادتیں لاؤ

مرزا عباس شکوہ نے خود آکر ایجنٹ سے کہا کہ لکھنؤ سے میری تنخواہ چار سو پچاس روپے مقرر ہے' آپ میری حیات کی تصدیق کر کے ایجنٹ لکھنؤ کے پاس بھیج دیجئے۔ ایجنٹ نے کہا کہ آپ اپنا حیات نامہ خود لکھئے اور قریب کے رہنے والوں کی اس پر شہادت بھی تحریر کرائیے اور پھر مجھے بھیج دیجئے' میں لکھنؤ بھیج دوں گا۔ (29 جون 1849ء)

خواجہ سرا کی "مارا ماری"

محبوب علی خواجہ سرا نے شاہی پلٹن کے ایک سپاہی کو کسی بات پر خوب مارا۔ محبوب علی خاں کا ارادہ ہے کہ قدیم پلٹن کو توڑ دیا جائے اور نئی پلٹن کی بھرتی کی جائے۔ اس کام کے لئے بادشاہ سلامت کی خدمت میں بیس ہزار روپے نذرانہ پیش کرنے کا ارادہ ہے۔ (6 فروری 1847ء)

حضورِ والا نے ایجنٹ کو لکھا کہ احمد علی' اکبر علی اور میاں جان وغیرہ' جو شاہی سپاہی ہیں' محبوب علی سے الجھ پڑے تھے۔ ان سپاہیوں نے محبوب علی خواجہ سرا سے سخت کلامی کی' اس لئے محبوب علی نے ان کو قید کر دیا۔ صاحب ایجنٹ نے جواب بھیجا "کپتان قلعہ کہتے ہیں کہ جس وقت بلوہ ہو رہا تھا اسی وقت مجھے اطلاع مل گئی تھی۔ محبوب علی نے سپاہیوں کو پٹوایا تھا اور ان کے مکانوں کو مسمار کرا دیا تھا۔ ملزم محبوب علی ہے۔" (13 جولائی 1849ء)

اکبر علی نے ایجنٹ آفس میں عرضی دی کہ محبوب علی خواجہ سرا نے میرے لڑکوں کو بے قصور قید کر رکھا ہے۔ صاحب ایجنٹ نے حکم دیا کہ اس کے متعلق اعلیٰ حضرت کو عرضی دی

جائے۔(31 جولائی 1849ء)

تاجروں کی پوبارہ

ضلع بلند شہر کے ڈپٹی کلکٹر نے تمام ضلع میں اعلان کرایا ہے کہ 4 اگست کو سلونو کے دن بلند شہر میں جدید میلہ لگے گا۔ تمام بیوپاری اپنا اپنا تجارتی مال لائیں۔ جس کسی کا مال فروخت نہ ہوگا' اس کی ذمے دار سرکار ہے۔(31 جولائی 1849ء)

ولی عہد کے نذرانے کمپنی سرکار کی نذر

شاہِ اودھ نے انگریزی حکومت کے مشورے سے اپنے لڑکے کو ولی عہد بنا دیا۔ رقص و سرود کے خوب جلسے ہوئے۔ انگریزی ایجنٹ کے سامنے شاہ نے دربار کیا اور تمام سرداروں سے ولی عہد کو نذریں دلوائیں اور نذرانے کے گیارہ لاکھ روپے سرکار کمپنی کو دے دیئے۔(4 اگست 1849ء)

صرف تاریخ واہ کے حوالوں سے درج عبارتیں متذکرہ سال کے تحت مندرجہ ذیل ماخذوں سے مرتب کی گئی ہیں:

1844ء تا 1848ء

فارسی اخبار "احسن الاخبار" بمبئی کی فائلوں سے منتخب تراجم
مشمولہ "بہادر شاہ کی ڈائری / دہلی کا آخری سانس" مرتبہ خواجہ حسن نظامی دہلی

1849ء

ریزیڈنٹ دہلی کے اخبار نویس کے فارسی روزنامچے سے منتخب تراجم
مشمولہ "ریزیڈنٹ مٹکاف کی ڈائری" مرتبہ خواجہ حسن نظامی دہلی

1857ء

- روزنامچہ جیون لال کا انگریزی سے اردو ترجمہ
مشمولہ "غدر کی صبح و شام" کارکن حلقہ مشائخ بک ڈپو دہلی (1926ء)
- "صادق الاخبار" دہلی کے اقتباسات
مشمولہ "مقدمہ بہادر شاہ ظفر" مرتبہ خواجہ حسن نظامی دہلی (1920ء)

دیگر معلومات مندرجہ ذیل کتب کے حوالوں کے ساتھ درج کی گئی ہیں:

- دہلی کی جان کنی (خواجہ حسن نظامی) کارکن حلقہ مشائخ بک ڈپو دہلی (1925ء)
- داستانِ غدر (ظہیر دہلوی) اکلومی پنجاب لاہور (1955ء)
- آثار الصنادید (سرسید احمد خاں) پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی (1966ء)
- سیرتِ فریدیہ (سرسید احمد خاں) مطبع مفید عام آگرہ (1896ء)
- بہادر شاہ ظفر (اسلم پرویز) انجمن ترقی اردو (ہند) نئی دہلی (1986ء)
- تذکرہ ذکاء اللہ دہلوی (سی-ایف-اینڈریوز / مترجمہ ضیاء الدین احمد برنی) تعلیمی مرکز کراچی (1952ء)
- ہفت روزہ "لیل و نہار" لاہور، 12 مئی 1957ء
- دی ہسٹری آف انڈین میوٹنی (سرجان۔ کے) مطبوعہ کلکتہ (1888ء)

حضرت ابوبکر صدیقؓ
علم و عرفان پبلشرز
34 اردو بازار، لاہور۔ فون: 7352332-7232336
E-Mail:ilmoirfanpublishers@hotmail.com